تألیف
أبي بکر عبد اللہ بن محمد ابن أبی الدنیا
المتوفی ۲۸۱ھ

اردو ترجمہ
مولانا امداد اللہ انور
استاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان
سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
موبائل: 0300-6351350

دار المعارف
عنایت پور، تحصیل جلالپور پیروالا، ملتان
موبائل: 0300-6351350

رونے والوں سے اللہ کا پیار

کتاب الرقة والبکاء

تالیف

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد

ابن ابی الدنیا

المتوفی ۲۸۱ھ

تخریج احادیث وآثار

رمضان خیر یوسف

اردو ترجمہ

مولانا امداد اللہ انور

استاذ جامعہ قاسم العلوم ملتان

خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانویؒ جامعہ اشرفیہ لاہور

فون:4012566-61، موبائل:0300-6351350

ناشر

دارالمعارف مدرسہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

نام کتاب : رونے والوں سے اللہ کا پیار
"کتاب الجوع" للامام ابن ابی الدنیاؒ

ترجمہ : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم
رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان
استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

ناشر : مولانا امداد اللہ انور دار المعارف ملتان

فون نمبرز : 0300-6351350=061-4012566

اشاعت اول : ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ بمطابق مارچ ۲۰۱۲ء

صفحات : 256

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان

رابطہ نمبر: 0300-6351350=061-4012566

مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر اردو بازار لاہور	نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور	بیت القرآن اردو بازار کراچی
صابر حسین شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور	اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور	مکتبۃ الاحمد ڈیرہ اسماعیل خان
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور	مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
بک لینڈ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی	مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مظہری کتب خانہ گلشن اقبال کراچی	مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ
مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی	مدرسہ نصرت العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴	مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس ملتان
دار الاشاعت اردو بازار کراچی	ادارہ اشاعت الخیر بوہڑ گیٹ ملتان
ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴	یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور
ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد	مکتبہ حقانیہ نزد خیر المدارس ملتان
مکتبہ علمیہ سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اور ملک کے سب چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

فہرست موضوعات

[باب 1]

اللہ کے خوف سے رونا اور رونے کا ثواب

[روایت نمبرا] حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَلِجُ النارَ مَنْ بكى من خشية الله حتى يعودَ اللبنُ في الضَّرْعِ،

---

(۱) رواه الإمام الترمذي بلفظ: "لا يلج النارَ رجل بكى من خشية الله حتى يعود اللبن في الضرع، ولا يجتمع غبار في سبيل الله ودخان جهنم" وقال: حديث حسن صحيح، و محمد بن عبدالرحمن هو مولى آل طلحة، وهو مدني ثقة۔ كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغبار في سبيل الله، الحديث رقم (۱٦۳۳) ٤/۱۷۱، و كتاب الزهد، باب ما جاء في فضل البكاء من خشية الله، الحديث رقم (۲۳۱۱) ٤/٥٥٥۔ ولفظ أبي داود الطيالسي في مسنده ص ۳۲۱: "لا يدخل النار عين بكت من خشية الله عزوجل حتى يعود اللبن في الضرع، ولا يجتمع دخان جهنم و غبار في سبيل الله في منخري عبد أو قدم مسلم"۔

ولا يجتمعُ غبار في سبيل الله و دخانُ جهنمَ في منخري عبد أبدًا.

ترجمہ: وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے رویا تھا حتیٰ کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اور جہاد فی سبیل اللہ میں پہنچنے والا غبار اور جہنم کا دھواں کسی بندے کے نتھنوں میں کبھی بھی جمع نہیں ہوگا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جیسے دودھ دوہنے کے بعد واپس تھنوں میں نہیں جا سکتا اسی طرح سے رونے والا بھی جہنم میں نہیں جائے گا اور مجاہد فی سبیل اللہ پر جہاد میں غبار پہنچ گیا تو اس کے نتھنوں میں جہنم کا دھواں نہیں پہنچے گا مطلب یہ ہے کہ مجاہد جہنم میں نہیں جائے گا۔

[روایت نمبر۲] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما من عبدٍ مؤمن يخرج من عينيه دموع. وإن كان مثل رأس الذباب. من خشية الله، ثم تصيب شيئاً من حُرِّ وجهه، إلا حرَّمه الله على النار.

ترجمہ: جو مؤمن آدمی بھی ایسا ہو کہ اس کی آنکھوں سے خدا کے خوف سے آنسو نکلیں اگرچہ مکھی کے سر کے برابر بھی ہوں پھر اس کے چہرے کو کوئی تکلیف پہنچے مگر اللہ نے اس کو جہنم پر حرام کر دیا ہے۔

[روایت نمبر۳] حضرت ابوریحانہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ

---

(۲) رواه ابن ماجه۔ كتاب الزهد، باب الحزن والبكاء، الحديث رقم (٤١٩٧) ٢/١٤٠٤۔ وفي الزوائد: إسناده ضعيف۔

(۳) لفظه عند الإمام أحمد، عن أبي ريحانة، رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: "حُرِّمت النار على عين دمعت أو بكت من خشية الله، وحُرِّمت النار على عين سهرت في سبيل الله" وذكر عيناً ثالثة۔ قال الإمام المنذري: رواه أحمد واللفظ له، والنسائي، والحاكم وقال: صحيح الإسناد۔ الترغيب والترهيب ٤/٢٢٨۔

نے ارشاد فرمایا:

لا ترى النارَ عينٌ بكت من خشية الله، ولا عين سهرت في سبيل الله.

وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی تھی جہنم کو نہیں دیکھے گی اور نہ وہ آنکھ دیکھے گی جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ دیا تھا۔

[روایت نمبر۴] حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کس طریقے سے جہنم سے بچ سکتا ہوں۔ فرمایا: اپنی آنکھوں کے آنسوؤں کے ساتھ، مطلب یہ ہے پس بیشک کہ جو آنکھ بھی اللہ کے خوف سے روئے گی اس کو جہنم کی آگ کبھی بھی نہیں چھوئے گی۔

قال رجل: يا رسول الله بم أتقي النار؟ قال: بدموع عينيك، فإن عيناً بكت من خشية الله لا تمسها النار أبدًا.

[روایت نمبر۵] حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عين بكت من خشية الله لا تَمَسُّها النار أبداً.

جو آنکھ اللہ کے خوف سے روئی تھی اس کو جہنم کبھی بھی نہیں چھوئے گی۔

[روایت نمبر۶] حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(٤) قال ابن الجوزي: هذا حديث لا يصح عن رسول الله ﷺ۔ قال يحيى: لا نكتب حديث أيوب بن خوط، ليس بشيء۔ وقال الفلاس والرازي والنسائي والدارقطني: هو متروك۔ وأما نفيع فهو أبو داود الأعمى، كذبه قتادة، وقال يحيى: ليس بشيء۔ وقال النسائي والدارقطني: متروك۔ العلل المتناهية في الأحاديث الواهية ٢/٣٣٤۔٣٣٥۔ وقال الإمام المنذري: رواه ابن أبي الدنيا والأصبهاني۔ الترغيب والترهيب ٤/٢٣٠۔

ما من قطرة أحبُّ إلى الله من قطرةٍ من دم في سبيل الله، وقطرةِ دموع قُطرت من عين رجل في جوف الليل من خشية الله.

ترجمہ: اللہ کے نزدیک قطروں میں سے کوئی قطرہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کے خون سے زیادہ محبوب نہیں اور وہ قطرہ آنسوؤں کا جو اللہ کے خوف سے رات کے درمیان میں کسی آدمی کی آنکھ سے گرا تھا۔

[روایت نمبر ۷] حضرت ابی الجلد فرماتے ہیں میں نے حضرت داود علیہ السلام کی دعا میں یہ بات پڑھی ہے کہ آپؑ نے عرض کیا:

قرأت في مسألة داود ﷺ قال: إلهي ما جزاء من بكى من خشيتك حتى تسيل دموعه على وجنتيه؟ قال: جزاؤه أن أحرِّم وجهه على لفح النار، وأن أؤمنه يوم الفزع.

اے اللہ! اس شخص کا کیا انعام ہے جو آپ کے خوف سے رویا حتیٰ کہ اس کے آنسو اس کے رخساروں پر بہہ پڑے۔ فرمایا: اس کی جزا یہ ہے کہ میں اس کے

---

(٦) يلاحظ أن الحديث مرسل، لأن الإمام الحسن تابعي، ورفع الحديث إلى الرسول ﷺ دون ذكر اسم الصحابي، وهو كذلك عن الحسن في مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الزهد، ما ذكر عن نبينا ﷺ في الزهد برقم (١٦٢٥٦) ١٣/٢٥١ بلفظ: "ما من قطرتين أحب إلى الله من قطرة في سبيله، أو من قطرة دموع قطرت من عين رجل قائم في جوف الليل من خشية الله، وما من جرعتين أحب إلى الله من جرعة محزنة موجعة ردها صاحبها بحسن صبر وعزاء، أو جرعة غيظ كظم عليها"۔ ورواه الإمام الترمذي في كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط، الحديث رقم (١٦٦٩) ٤/١٩٠ عن أبي أمامة عن النبي ﷺ قال: "ليس شيءٌ أحبَّ إلى الله من قطرتين وأثرين: قطرةٌ من دموع في خشية الله، وقطرةُ دمٍ تُهراق في سبيل الله۔ وأما الأثران: فأثرٌ في سبيل الله، وأثر في فريضةٍ من فرائض الله"، وقال: هذا حديث حسن غريب۔

(٧) رواه أبو نعيم في الحلية ٦/٥٧۔

چہرے کو جہنم کی لپیٹ سے محفوظ کردوں گا اور یہ کہ میں اس کو گھبراہٹ کے دن میں امن دے دوں گا۔

[روایت نمبر۸] حضرت زیاد العنبری فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وعـزتي لا يبكي عبدٌ من خشيتي إلا أجرته من نقمتي، وعزتي لا يبكي عبدٌ من خشيتي إلا أبدلته ضحكاً في نور قدسي.

ترجمہ: مجھے اپنی عزت کی قسم کوئی شخص میرے خوف سے نہیں روتا مگر میں اس کو اپنے انتقام سے محفوظ کر دیتا ہوں اور مجھے اپنی عزت کی قسم کوئی آدمی نہیں روتا میرے خوف سے مگر میں اس کو اپنے نور قدسی میں ہنسنے میں بدل دیتا ہوں۔

[روایت نمبر۹] حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ: بے شک دو آنکھیں روتی ہیں اور دل ان پر جھوٹ کی گواہی دیتا ہے اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے تو اس کے آس پاس کے لوگوں پر بھی رحم کر دیا جائے اگرچہ وہ بیس ہزار کی تعداد میں بھی ہوں۔

إن الـعينين لتبكيان، وإن القلب ليشهد عليهما بالكذب، ولو بكى عبد من خشية الله لرُحم من حوله ولو كانوا عشرين ألفًا.

[روایت نمبر۱۰] حضرت حسنؒ فرماتے ہیں:

بـغـلـنـا أن البـاكـي من خشية الله لا يقطر من دموعه قطرة على الأرض حتـى تُعتق رقبته من النار. ولو أن باكيًا بكى في ملأ من الملأ لرُحموا جميعا ببكائه، و ...... له وزن إلا البكاء فإنه لا يوزن.

(۸) ورد في حديث: "... قال صلى الله عليه وسلم فإن الله عزوجل يقول: وعـزتـي وجلالي وارتفاعي فوق عرشي لا تبكي عينُ عبدٍ في الدنيا من مـخـافـتـي إلا أكثرتُ ضحكها في الجنة"۔ قال الإمام المنذري: رواه البيهقي والأصبهاني۔ الترغيب والترهيب ۲۳۴/۴۔

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا کوئی قطرہ بھی آنسو کا زمین پر نہیں گراتا حتیٰ کہ اس کی گردن کو جہنم سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور اگر کوئی رونے والا جماعتوں میں سے کسی جماعت میں روئے تو ان سب پر اس کے رونے کی وجہ سے رحمت کر دی جائے اور اگر اس کے رونے کا وزن کیا جائے تو اس کا وزن نہیں کیا جا سکے گا۔

[روایت نمبر۱۱] حضرت فرقد السنجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بلغنا أن الأعمال كلها توزن إلا الدمعة تخرج من عين العبد من خشية الله! فإنه ليس لها وزن ولا قَدْر؛ وإنه ليُطفأ بالدمعة البحور من النار.

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ بے شک تمام نیک اعمال تولے جائیں گے مگر آنسو جو کسی آدمی کی آنکھ سے اللہ کے خوف سے نکلتا ہے پس بے شک اس کا نہ وزن ہے اور نہ مقدار اور بے شک جہنم کے کئی سمندر ایک آنسو سے بجھائے جا سکتے ہیں۔

[روایت نمبر۱۲] حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ

البكاء من خشية الله تعالى مثاقيلُ برّ، ليس ثوابه وزنًا، إنما يُعطى الباكي من خشية الله والصابر على طاعة الله أجرهم بغير حساب.

اللہ کے خوف سے رونا زمین کے بقدر ہے اس کا ثواب وزن کر کے نہیں دیا جائے گا بلکہ اللہ کے خوف سے رونے والے کو اور اللہ کی اطاعت میں صبر کرنے والے کو بے حساب اجر ملے گا۔

[روایت نمبر۱۳] حضرت شہر بن حوشب فرماتے ہیں:

لو أن عبدًا بكى في ملأ من الناس، لرُحموا ببكائه.

ترجمہ: اگر کوئی آدمی لوگوں کی جماعت میں روئے تو ان سب پر اس کے رونے کی وجہ سے رحمت کر دی جائے۔

[روایت نمبر۱۴] حضرت نضر بن سعید نے حضور علیہ السلام سے روایت کیا ہے:

آپ فرماتے ہیں:

ما اغرورقت عينا عبدٍ من خشية الله إلا حرّم الله جسدها على النار. فإن فاضت على خده لم يرهق وجهه قترٌ ولا ذِلّة.

ولو أن عبداً بكى في أمة من الأمم لأنجى الله ببكاء ذلك العبد تلك الأمة من النار.

وما من عمل إلاله وزنٌ أو ثواب إلا الدموع فإنها تطفىء بحوراً من النار.

ترجمہ: اللہ کے خوف سے کسی آدمی کی آنکھ آنسوؤں سے نہیں ڈبڈباتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کردیتے ہیں پس اگر اس کا آنسو اس کے رخسار پر بہہ گیا تو اس کے چہرے کو نہ تو اور سیاہی پہنچے گی اور نہ ذلت۔

اور اگر کوئی آدمی امت میں روئے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کے رونے کی وجہ سے اس امت کو جہنم سے نجات دے دے۔

اور کوئی عمل ایسا نہیں مگر اس عمل کا ثواب ہے مگر آنسو یہ جہنم کے کئی سمندروں کو بجھا سکتا ہے۔

[روایت نمبر۱۵] حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں:

(١٤) رواه الديلمي في مسنده "الفردوس بمأثور الخطاب" رقم (٦٣٠٤) ٩٧/٤، وهو في كنز العمال رقم (٥٩٠٨) ١٤٨/٣ نقلًا عن أبي الشيخ۔ وورد بألفاظ متقاربة في مصنف عبدالرزاق رقم (٢٠٢٩٢) ١٨٩/١١ بسند فيه مجهول، وفي الترغيب والترهيب ٢٣١/٤ عن مسلم بن يسار مرفوعاً، وقال الحافظ المنذري: رواه البيهقي هكذا مرسلًا، وفيه راو لم يسمّ، وروى عن الحسن البصري، وأبي عمران الجوني۔ و خالد بن معدان، غير مرفوع، وهو أشبه۔ قلت: وهوهنا ايضاً مرسل، وفي السند من هو ضعيف أو متروك، فلم يصّح الحديث۔

إن الدمعة لتطفئ البحور من النيران، فإن سالت على خدِّ اكيها لم ير ذلك الوجه النار. وما بكى عبد من خشية الله إلا خشعت لذلك جوارحه، وكان مكتوباً في الملأ الأعلى باسمه واسم أبيه، منوراً قلبه بذكر الله.

ترجمہ: ایک آنسو جہنم کے کئی سمندروں کو بجھا سکتا ہے پس اگر وہ آنسو اس رونے والے کے رخسار پر بہہ جائے تو یہ چہرہ آگ کو نہیں دیکھے گا اور جو آدمی اللہ کے خوف سے روتا ہے تو اس کے اعضاء بھی اس کے لئے جھک جاتے ہیں اور اس کا نام اور اس کے باپ کا نام ملأ اعلیٰ میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا دل اللہ کے ذکر سے منور ہو جاتا ہے۔

[روایت نمبر ۱۶] حضرت عبداللہ بن ابی سعید السراج فرماتے ہیں:

كنا عند الحسن يومًا وهو يعظ، فانتحب رجل من ناحية المجلس، فقال الحسن: أيها الباكي اشدد، أو قال: احدد، فإنه بلغنا أن الباكي من خشية الله مرحومٌ يومَ القيامة.

ترجمہ: ہم ایک دن حضرت حسن بصریؒ کے پاس موجود تھے جب کہ حضرت وعظ فرما رہے تھے ایک آدمی مجلس کے ایک کونے سے خوب رونے لگا تو حضرت نے فرمایا: اے رونے والے اور تیز رویا فرمایا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص خدا کے خوف سے روئے گا قیامت کے دن اس پر رحمت ہوگی۔

[روایت نمبر ۱۷] حضرت جعفر بن سلیمانؒ فرماتے ہیں: حضرت مالک بن دینار نے ایک دن وعظ فرمایا:

وعظ مالک بن دينار يوماً، فتكلم، فبكى حوشب، فضرب مالک بيده على منكبه وقال: ابکِ يا أبا بشر، فإنه بلغني أن العبد لا يزال يبكي حتى يرحمه سيده فيعتقه من النار.

ترجمہ: اس میں گفتگو کی تو حضرت حوشب رونے لگے تو حضرت مالک بن دینار نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر مارا اور فرمایا: اے ابو بشر روؤ پس بے شک مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آدمی ہمیشہ روتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا مالک اس پر رحمت کرتا ہے اور اس کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

[روایت نمبر ۱۸] حضرت عمران بن خالد خزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فرقد السنجی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ نے فرمایا:

قرأت في بعض الكتب: قل للبكّائين من خشية الله: أبشروا فإنكم أول من تنزل عليه الرحمة إذا نزلت.

ترجمہ: میں نے کسی کتاب کے اندر پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خوف سے رونے والوں کو کہہ دیجئے خوش ہو جاؤ پس بے شک جب رحمت نازل ہوگی تو سب سے پہلے تمہی لوگوں پر نازل ہوگی۔

[روایت نمبر ۱۹] حضرت ابو میمون براد فرماتے ہیں:

قال رجل للحسن: أوصني.

قال: رطّب لسانک بذكر الله، وندِّ جفونک بالدموع من خشية الله، فقلَّ من طلبتَ لديه خيرًا فلم تدركه.

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ سے ایک آدمی نے عرض کیا مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھ اور آنکھوں کو اللہ کے خوف سے آنسوؤں سے تر رکھ پس ایسا بہت کم ہے کہ ایسا شخص کوئی خیر کی طلب کرے مگر اس کو نہ پاسکے۔

[روایت نمبر ۲۰] حضرت صالح المرّی فرماتے ہیں مجھے کعب احبار سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

من بكى خوفًا من ذنب غُفر له، ومن بكى اشتياقاً إلى الله

أباحه النظر إليه. تبارك و تعالى. يراه متى شاء.

ترجمہ: جو شخص گناہ کے خوف سے رو دیا اس کی بخشش کر دی جائے گی اور جو اللہ کی محبت واشتیاق میں رویا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف دیکھنے کی اجازت دے دیں گے وہ جب چاہے گا اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکے گا۔

[روایت نمبر۲۱] حضرت زاذان ابو عمر فرماتے ہیں:

بلغنا أنه من بكى خوفاً من النار أعاذه الله منها، ومن بكى شوقاً إلى الجنة أسكنه الله إياها.

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص جہنم کے خوف سے روئے گا اللہ اسے جہنم سے پناہ دے دیں گے اور جو شخص جنت کے شوق میں رویا اللہ اسے جنت میں سکونت دے دیں گے۔

[روایت نمبر۲۲] حضرت یزید بن ابان الرقاشیؒ فرماتے ہیں:

بلغني أنه من بكى على ذنب من ذنوبه نُسِّيَ حافِظاهُ ذلك الذنب. ومن فاضت عيناه من خشية الله أُعطي الأمان يوم القيامة.

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص اپنے گناہوں میں سے کسی گناہ پر رویا تو اس گناہ کے لکھنے والے فرشتوں کو وہ گناہ بھلا دیا جائے گا اور جس کی آنکھیں اللہ کے خوف سے بہہ پڑیں تو قیامت کے دن اس کو امان دے دی جائے گی۔

[روایت نمبر۲۳] حضرت عطیہ العوفیؒ فرماتے ہیں:

بلغني أنه من بكى على خطيئته مُحيت عنه.

ترجمہ: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص اپنے گناہوں پر روئے گا تو اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

[روایت نمبر۲۴] حضرت عطیہ العوفیؒ فرماتے ہیں:

وكتبت له حسنة.

اوراس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی۔

[روایت نمبر۲۵] حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں:

البكاء على الخطيئة يَحُطُّ الذنوب كما تَحُطّ الريحُ الورق اليابس.

ترجمہ: گناہ پر رونا گناہ کو ایسے گرادیتا ہے جس طرح ہوا خشک پتے کو گرادیتی ہے۔

[روایت نمبر۲۶] حضرت عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں:

يا إخوتاه! ألا تبكون شوقاً إلى الله؟ ألا إنه من بكى شوقاً إلى سيده لم يحرمه النظر إليه.

يا إخوتاه! ألا تبكون خوفاً من النار؟ ألا إنه من بكى خوفاً من النار أعاذه الله منها.

يا إخوتاه! ألا تبكون خوفًا من العطش يوم القيامة؟ ألا إنه من بكى خوفاً من ذلک سُقي على رؤوس الخلاق يوم القيامة.

ترجمہ: اے بھائیو تم اللہ کے شوق اور محبت میں کیوں نہیں روتے سن لو جو شخص اپنے مالک کے شوق میں رویا تو وہ اس کو اپنی طرف دیکھنے سے محروم نہیں کرے گا۔

اے بھائیو! تم جہنم کے خوف سے کیوں نہیں روتے سن لو جو شخص جہنم کے خوف سے رویا اللہ اس کو جہنم سے پناہ دے دیں گے۔

اے بھائیو! تم قیامت کے دن کی پیاس کے خوف سے کیوں نہیں روتے سن لو جو شخص اس بنیاد پر رویا تو قیامت کے دن ایسے شخص کو سب مخلوقات کے سامنے پلایا جائے گا۔

اے بھائیو! تم کیوں نہیں روتے۔ ہاں ٹھنڈے پانی پر بھی روؤ' دنیا کی

---

(۲۵) هذه الرواية تكملة للرواية السابقة۔

(۲۶) أورده ابن الجوزي في صفوة الصفوة ۳۲۲/۳۔

زندگی میں شاید کہ وہ تمہیں حظائر القدس میں بہترین دوستوں کے ساتھ اور انبیاء کرام کے صحابہ صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ پلائے اور وہ بہترین رفیق ہے پھر حضرت رونے لگ گئے حتیٰ کہ ان پر بے ہوشی چھا گئی۔

[روایت نمبر ۲۷] حضرت احمد بن سہل الاردنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے رشدین بن سعد نے اپنے بعض ساتھیوں سے نقل کیا۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا:

قل للمؤيدين من عبادي فليجالسوا البكائين من خشيتي، لعلي أصيبهم برحمتي إذا أنا رحمت البكائين.

ترجمہ: میرے بندوں میں سے مؤیدین کو کہہ دیجئے کہ وہ میرے خوف سے رونے والوں کی مجلس میں بیٹھا کرو شاید کہ میں ان کو اپنی رحمت سے عطاء کروں جب میں رونے والوں پر رحمت کروں۔

[روایت نمبر ۲۸] حضرت ہارون بن رئاب فرماتے ہیں:

بلغني أن البكاء مثاقيل، لو وزن بالمثقال الواحد منه مثل جبال الدنيا، أو قال: جبال الأرض، رَجَع البكاء.

وإن الدمعة لتنحدر فتطفئ البحور من النار.

وما بكى عبدٌ لله مخلصاً في ملأمن الملأ إلا غُفرلهم جميعاً ببركة بكائه.

ترجمہ: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رونے کے بڑے وزن ہیں اگر اس کے ایک وزن کو دنیا کے سب پہاڑوں کے برابر تولا جائے یا فرمایا زمین کے پہاڑوں کے برابر تولا جائے تو رونے کا وزن بڑھ جائے گا۔

اور ایک آنسو گرتا ہے تو اس سے جہنم کے کئی سمندر بجھ جاتے ہیں۔

اور جو شخص اللہ کے لئے خالص مخلص ہو کر رویا جماعت میں تو ان سب کی اس رونے والے کی برکت سے بخشش کردی جائے گی۔

[روایت نمبر۲۹] حضرت عمر بن ذرؒ فرماتے ہیں:

ما رأيت باكيًا قطُّ إلا خُيِّل إلي أن الرحمة قد تنزَّلت عليه.

میں نے کسی رونے والے کو کبھی نہیں دیکھا مگر مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس پر رحمت اتر رہی ہے۔

[روایت نمبر۳۰] حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رأيت عون بن عبد الله في مجلس أبي حازم يبكي ويمسح وجهه بالدموع ويقول: بلغني أن النار لا تَمَسُّ موضع الدموع.

میں نے عون بن عبداللہ کو ابو حازم کی مجلس میں روتے ہوئے دیکھا اور وہ اپنے آنسوؤں کو چہرے پر مل رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جہنم آنسوؤں والی جگہ کو نہیں چھوئے گی۔

[روایت نمبر۳۱] حضرت یزید الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بلغنا أن الباكي من خشية الله تهتزُّ له البقاع التي يبكي عليها، وتغمُره الرحمة ما دام باكياً.

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ کے خوف سے رونے والے کے لئے زمین کے وہ حصے کانپ جاتے ہیں جن حصوں پر وہ روتا ہے اور اس کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے جب تک وہ روتا رہے۔

[روایت نمبر۳۲] حضرت ابو الجودی فرماتے ہیں: مجھ کو عمر بن عبد العزیز نے فرمایا:

يا أبا الجودي! اغتنم الدمعة تُسيلها على خدك لله.

ترجمہ: اے ابو الجودی اپنے اس آنسو کو غنیمت جان جس کو تو اپنے رخسار پر اللہ کی خاطر بہاتا ہے۔

[روایت نمبر۳۳] حضرت محمد بن واسع فرماتے ہیں جب کہ انہوں نے ایک

---

(۳۰) أورده ابن الجوزي في صفة الصفوة ۲/۱۵۷، ۳/۱۰۴۔

(۳۲) سيرة عمر بن عبد العزيز لابن الجوزي ص ۱۷۰۔

آدمی کو روتے ہوئے دیکھا تھا۔

بلغنا أن الباكي مرحوم، فمن استطاع أن يبكي فليبكِ، فلمثلِ ما يُقدَمُ عليه فَلْيُبْکَ له.

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رونے والے پر رحمت ہوتی ہے پس جس میں رونے کی استطاعت (طاقت) ہو اس کو چاہئے کہ وہ روئے ایسے ہی کام آخرت میں بھیجنے چاہئیں اور آخرت کے لئے رونا چاہئے۔

[روایت نمبر۳۴] حضرت ابوحازم فرماتے ہیں:

بلغنا أن البكاء من خشية الله مفتاح لرحمته.

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ کے خوف سے رونا اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا آلہ ہے۔

[روایت نمبر۳۵] حضرت مفضل بن مھلھل فرماتے ہیں:

بلغني أن العبد إذا بكى من خشية الله مُلئت جوارحه نوراً، واستبشرت ببكائه، وتداعت بعضها بعضاً: ما هذا النور؟ فيقال لها: هذا غشيكم من نور البكاء.

ترجمہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آدمی جب اللہ کے خوف سے روتا ہے تو اس کے اعضاء نور سے بھر جاتے ہیں اور اعضاء ایک دوسرے کو اس کے رونے کی وجہ سے خوشخبری دیتے ہیں اور ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ یہ نور کیا ہے تو ان کو کہا جاتا ہے رونے کے نور نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے۔

[روایت نمبر۳۶] حضرت ابن ذر فرماتے ہیں:

بلغني أن الباكي من خشيته يُبَدل الله مكان كل قَطْرة أو دمعة تخرج من عينيه أمثال الجبال من النور في قلبه، ويُزادُ من قوّته للعمل، ويُطفأ بتلك المدامع بحورٌ من نار.

ترجمہ: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ کے خوف سے رونے والے کیلئے اللہ تعالیٰ ہر قطرے یا آنسو کے بدلے میں جو اس کے آنکھوں سے نکلا اس کے دل میں پہاڑوں کے برابر نور کو بدل دیتے ہیں اور عمل کے لئے اس کی قوت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور جہنم کے کئی سمندر اس آنسو کی وجہ سے بجھا دیئے جاتے ہیں۔

[روایت نمبر ۳۷] حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

البكاء من مفاتيح التوبة؛ ألا ترى أنه يَرِقُّ فيندم؟

ترجمہ: رونا توبہ کی چابی ہے تم نہیں دیکھتے ہو کہ جس آدمی کے دل میں نرمی ہوتی ہے تو وہ شرمندہ ہو جاتا ہے (یعنی شرمندہ ہو کر تائب ہو جاتا ہے)۔

[روایت نمبر ۳۸] حضرت حمزہ الاعمی فرماتے ہیں:

هبت أمي إلى الحسن فقالت: يا أبا سعيد! ابني هذا قد أحببتُ أن يلزمك، فلعل الله أن ينفعه بك. قال: فكنتُ أختلف إليه، فقال لي يومًا: يا بنيّ! أَدِمِ الحزن على خير الآخرة لعله أن يوصلك إليه، وابكِ في ساعات الخلوة لعل مولاك يطّلع عليك فيرحم عَبْرَتك فتكون من الفائزين.

قال: وكنت أدخل عليه منزله وهو يبكي، وآتيه مع الناس وهو يبكي، وربما جئت وهو يصلي فأسمع بكاءه ونحيبه.

فقلت له يوماً: يا أبا سعيد! إنك لتكثر من البكاء!

يا بني! إن البكاء داعٍ إلى الرحمة، فإن استطعتَ أن لا تكون عمرك إلا باكياً فافعل، لعله يراك على حالة فيرحمك بها، فإذا أنت قد نجوتَ من النار.

ترجمہ: میری والدہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس گئیں اور عرض کیا اے

(۳۷) وقال أيضاً: التفكر مفتاح الرحمة۔ ألا ترى أنه يتفكر فيتوب؟ حلية الأولياء ۳۰۶/۷۔

ابوسعید میں اپنے اس بیٹے کے لئے پسند کرتی ہوں کہ وہ آپ کے پاس رہے شاید کہ اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے اس کو نفع عطاء فرمائے۔

فرمایا: میں پھران کے پاس جاتا تھا ایک دن حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: اے بیٹے آخرت کی خیر پر ہمیشہ غم کو طاری رکھا کر شاید تجھے یہ غم آخرت تک پہنچا دے اور تنہائی کے لمحوں میں رویا کر شاید کہ تیرا مولیٰ تجھے دیکھ کر تیرے آنسوؤں پر رحم فرمائے اور تو کامیاب ہونے والوں میں سے ہو جائے۔

حضرت حمزہ الاعمیٰ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس ان کے گھر جایا کرتا تھا جبکہ وہ رو رہے ہوتے تھے اور میں ان کے پاس لوگوں کے ساتھ آتا جبکہ وہ رو رہے ہوتے تھے اور بسا اوقات میں آتا وہ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے تو میں ان کے رونے اور بلبلانے کی آواز کو سنتا تھا۔

میں نے ان سے ایک دن کہا: اے ابوسعید آپ بہت کثرت سے روتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اگر مؤمن نہ روئے تو کیا کرے۔ اے بیٹے رونا رحمت کی طرف بلاتا ہے اگر توفیق ہو کہ عمر بھر رونے کے علاوہ کوئی کام نہ ہو تو یہی کرلے۔ شاید کہ وہ تجھے اس حالت میں دیکھے تو تجھ پر رحم کرے اور تو جہنم سے نجات پالے گا۔

[روایت نمبر ۳۹] حضرت اسماعیل بن ذکوان فرماتے ہیں:

دخل إياس بن معاوية وأبوه إلى مسجد فيه قاصٌّ يقصُّ عليهم، فلم يبق أحد من القوم إلا بكى، غير إياس وأبيه. فلا تفرَّقوا قال معاوية بن قُرَّة لابنه: أترانا شرَّ أهل هذا المجلس؟ قال إياس: إنما هي رِقَّةٌ في القلوب؛ فكما تُسرع إلى الدمعة فكذلك تُسرع إليها الفتنة. قال معاوية: ما أدري ما تقول يا بني!

(۳۹) أورده الحافظ المزي في تهذيب الكمال في ترجمة معاوية بن قرة ۲۸/۲۱۴-۲۱۵۔

غير أنهم قد تعجَّلوا الرِقَّة ورجاء الرحمة.

ترجمہ: حضرت ایاس بن معاویہ اور ان کے والد ایک مسجد میں گئے جس میں ایک واعظ لوگوں کے سامنے وعظ کہہ رہا تھا۔ لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو رو نہ رہا ہو سوائے حضرت ایاس کے اور ان کے والد معاویہ کے تو جب وہ سب لوگ چلے گئے تو معاویہ بن قرّہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے ہم اس مجلس میں سے سب سے برے لوگوں میں سے نہیں ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ رونا دلوں کی نرمی کی وجہ سے ہے جس طرح سے یہ رونا دل میں جلدی آ جاتا ہے اسی طرح فتنہ بھی دل میں جلدی گھس جاتا ہے تو حضرت معاویہ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم تم کیا کہہ رہے ہو بیٹے سوائے اس کے کہ ان کے دلوں میں نرمی بھی جلدی آ گئی اور رحمت کی امید بھی آ گئی۔

[روایت نمبر ۴۰] حضرت عبد ربہ ابو کعب صاحب الحریر فرماتے ہیں:

كنا عند معاوية بن قُرَّة، فذكر شيئاً، فنحب رجل من ناحية المجلس، فقال له معاوية بن قرَّة: أعطاك الله أَملك فيما بكيت عليه.

قال: فارتجت الحلقة بالبكاء.

ترجمہ: ہم حضرت معاویہ بن قرّہ کے پاس تھے انہوں نے کسی چیز کا ذکر کیا تو مجلس کے کونے سے ایک آدمی دھاڑیں مار کر رونے لگا تو اس کو حضرت معاویہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے تیری وہ آرزو عطاء فرمادیں جس پر تم روئے ہو فرماتے ہیں بس پھر پورے حلقے کی آواز رونے سے گونجنے لگی۔

[روایت نمبر ۴۱] حضرت فرقد السبخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قرأت في بعض الكتب أن العبد إذا بكى من خشية الله تحاتت عنه ذنوبه كيوم وَلَدَتْهُ أمه.

ولو أن عبداً جاء بجبال الأرض ذنوباً وآثاماً لَوَسِعَتْهُ الرحمة إذا بكى.

(٤) أورده الحافظ المزي في تهذيب الكمال في ترجمة معاوية بن قرة ٢١٤/٢٨۔

وإن الباكي على الجنة لتشفع له الجنة إلى ربها فتقول: يا ربّ أدخله الجنة كما بكى عليَّ.

ترجمہ: میں نے کسی کتاب میں پڑھا کہ آدمی جب اللہ کے خوف سے روتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسا کہ اس کو اس کی ماں نے جنا ہو۔

اور اگر کوئی آدمی دنیا بھر کے پہاڑوں کے برابر گناہ لے کر آئے تو جب وہ روئے گا تو رحمت ان سب ڈھانپ (گھیر) لے گی۔

اور بے شک جنت کی خاطر رونے والے کیلئے جنت بھی اپنے رب کے سامنے شفاعت کرتی ہے اور کہتی ہے یا رب! اس کو جنت میں داخل کر دیجئے جس طرح سے یہ میری خاطر رویا ہے اور اسی طرح جہنم بھی اپنے رب سے اس شخص کیلئے شفاعت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اے میرے رب! اس کو جہنم سے پناہ دے دیجئے جس طرح سے یہ میرے سے پناہ مانگتا ہے اور مجھ میں داخل ہونے سے روتا ہے۔

[روایت نمبر ۴۲] حضرت عاضرہ بن فرہد فرماتے ہیں:

كان فرقد السبخي قد بكى حتى أضرّ به ذلك البكاء، وتناثرت أشفاره. فقيل له في ذلك فقال: بلغني أن كلّ عين بكت من خشية الله لا يصيبها لفح النار يوم القيامة.

قال: فكان يبكي، ويُبكي أصحابه.

ترجمہ: حضرت فرقد السبخی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ وہ اتنا روئے کہ ان کو رونے نے بیمار کر دیا اور ان کی پلکیں جھڑ گئیں تو ان کو اس بارے میں عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ جو آنکھ اللہ کے خوف سے روئے گی تو اس کو قیامت کے دن جہنم کی لپیٹ نہیں پہنچے گی۔

فرماتے ہیں کہ حضرت خود بھی روتے تھے اور اپنے ملنے والوں کو بھی رلاتے تھے۔

[روایت نمبر ۴۳] ابو عمران الجونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لكل أعمال البرّ جزاء، في كلّها خير، إلا الدمعة تخرج من عين العبد، فليس لها كيل ولا وزن، حتى يُطفأ بها بحارٌ من النيران.

ترجمہ: ہر نیک عمل کی جزا ہے اور ہر نیک عمل میں خیر ہے مگر آنسو جو کسی بندے کی آنکھ سے نکلتا ہے نہ اس کی پیمائش ہے اور نہ وزن حتیٰ کہ اس سے جہنم کے کئی سمندر بجھائے جاسکتے ہیں۔

[روایت نمبر۴۴] حضرت سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان من دعاء رسول الله ﷺ: " اللهم ارزقني عينين هطّالتين تبكيان بذروف الدموع، وتشفيانني من خشيتك، من قبل أن تكون الدموعُ دمًا والأضراسُ جَمْرًا "

اللهم ارزقني عينين هطالتين تبكيلن بذروف الدموع، و تشفيانني من خشيتك، من قبل أن تكون الدموع دماً والاضراس جمراً.

جناب نبی کریم ﷺ کی دعا میں سے یہ دعا بھی تھی:

ترجمہ: اے اللہ مجھے خوب رونے والی دو آنکھیں عطاء فرما جو آنسو بہا کر رونے والی ہوں اور تیرے خوف میں مجھے تسلی دینے والی ہوں پہلے اس کے کہ آنسو خون بن جائیں اور ڈاڑھوں انگارہ بن جائیں۔

فائدہ: آنسو کا خون بننا اور ڈاڑھوں کا انگارہ بننا جہنمیوں کے لئے ہوگا۔ حضور ﷺ نے اس دعا کے اندر اپنی امت کو تنبیہ فرمائی ہے کہ وہ یہ دعا کیا کریں تاکہ جہنم کے عذاب سے اور آنسوؤں کے خون بننے سے اور ڈاڑھوں کے انگارہ بننے سے محفوظ رہیں ورنہ خود حضور علیہ السلام معصوم ہیں اور ان کے بارے میں ممکن ہی نہیں کہ اس طرح کی کوئی حالت پیش آئے۔

---

(٤٤) هكذا ورد مرسلاً في كتاب الزهد للإمام أحمد أيضاً ١/٤٢، وفي رواية لأبي نعيم الأصبهاني في الحلية ٢/١٩٦/١٩٧، وفي رواية أخرى عنده عن أبيه عن رسول الله ﷺ. و كلها بألفاظ متقاربة.

[باب 2]

رونے کی ترغیب

[روایت نمبر ۴۵] حضرت یزید الرقاشی حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یا أیها الناس ابکوا، فإن لم تبکوا فتباکَوا، فإن أهل النار یبکون حتی تصیر في وجوههم الجداول، فتنفد الدموع، فتقرح

(٤٥) رواه ابن ماجه مختصراً عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه رفعه: "ابكوا، فإن لم تبكوا فتباكوا"۔ كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب حسن الصوت بالقرآن، رقم (١٣٣٧) ١/٤٢٤، وكتاب الزهد، باب الحزن والبكاء، رقم (٤١٩٦) ٢/١٤٠٣۔

وفي رواية أخرى: عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ: "يُرسَلُ البكاءُ على أهل النار، فيبكون حتى تنقطع الدموع، ثم يبكون الدمَ، حتى يصير في وجوههم كهيئة الأخدود۔ ولو أرسلت فيه السُّفُن لجرت"۔ كتاب الزهد، باب صفة النار، الحديث رقم "٤٣٢٤" ٢/١٤٤٦۔

وفي الزوائد: في إسناده يزيد بن آبان الرقاشي، وهو ضعيف۔

كما ورد في خطبة لأبي موسى الأشعري رضي الله عنه دون نسبته إلى رسول الله ﷺ، وهي: "أيها الناس ابكوا، فإن لم تبكوا فتباكَوا، فإن أهل النار يبكون الدموع حتى تنقطع، ثم يبكون الدماء، حتى لو أرسلت فيها السفن لبجرت"۔ صفة الصفوة ١/٥٥٩۔ وانظر تخريجه في "صفة النار" للمؤلف رقم ٢١٠۔

العيون، حتى لو أن السُّفنَ أُرخيتْ فيها لَجَرت.

ترجمہ: اے لوگو! روؤ پس اگر رونا نہیں آتا تو رونے کی شکل بنالو پس بے شک جہنمی اتنا روئیں گے حتیٰ کہ ان کے چہروں میں گڑھے پڑ جائیں گے آنسو ختم ہو جائیں گے، آنکھیں زخمی ہو جائیں گی حتیٰ کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو وہ بھی چل پڑیں گی۔

[روایت نمبر۴۶] حضرت صالح المری فرماتے ہیں:

للبكاء دواعي الفكرة في الذنوب، فإن أجابت على ذلك القلوب، وإلا نقلتها إلى تلك الشدائد والأهوال، فإن أجابت على ذلك، وإلا فاعوض عليها التقلُّب بين أطباق النيران.

قال: ثم صاح وغُشي عليه. فتصايح الناس من نواحي المجلس.

ترجمہ: رونے کے لئے گناہوں میں کچھ فکر کے اسباب ہوتے ہیں پس اگر دل ان اسباب کی طرف متوجہ ہو جائیں تو بہتر وگرنہ یہ اسباب مصیبتوں اور ہولنا کیوں کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ پس اگر دل پھر بھی متوجہ ہو جائیں تو بہتر ورنہ اس کے بدلے میں آدمی کو جہنم کے پاٹوں میں پسنا ہوگا۔

[روایت نمبر۴۷] حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

أن رجلًا شكا إلى رسول الله ﷺ قسوة قلبه، فقال: "إن أحببتَ أن يلين قلبك فامسح رأس اليتيم، وأطعم المسكين".

ترجمہ: ایک آدمی نے جناب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں دل کے سخت ہونے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تجھے پسند ہے کہ تیرا دل نرم ہو تو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکین کو کھانا کھلا۔

---

(٤٦) أورده أبو نعيم في الحلية ٦/١٦٧۔

(٤٧) رواه الإمام أحمد في المسند ٢/٢٦٣، ٣٨٧ بألفاظ متقاربة۔

[روایت نمبر۴۸] حضرت معلّٰی بن زیاد سے مروی ہے:

أن رجلًا قال للحسن: ياأبا سعيد! أشكو إليك قسوة قلبي. فقال: ادْنُه من الذكر.

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت حسن بصریؒ سے عرض کیا اے ابوسعید میں آپ کے سامنے دل کی سختی کی شکایت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو ذکر کے ساتھ نرم کرلو۔

فائدہ: یعنی اللہ کا ذکر کرنے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔

[روایت نمبر۴۹] حضرت ابوعبدالرحمٰن المغازلی فرماتے ہیں:

قال رجل ببلاد الشام في بعض تلك السواحل: لو بكى العابدون على الشفقة حتى لم يبق في أجسادهم جارحةٌ إلا أدَّت ما فيها من الدم والوَدَك (۱) دموعًا جارية، وبقيت الأبدان يُبَّساً خالية تَردَّدُ فيها الأرواح إشفاقاً ووجلًا من يوم تذهل كلُّ مرضعة عما أرضعت، لكانوا محقوقين بذلك. ثم غُشي عليه.

ترجمہ: ایک آدمی شام کے شہروں میں کسی سمندر کے ساحل پر تھا اس نے کہا کہ اگر عبادت گزار خوف کے مارے روتے رہیں حتیٰ کہ ان کے جسموں میں کوئی عضو ایسا نہ رہے مگر اس سے خون اور چربی آنسوؤں کی شکل میں بہنے لگے اور بدن خشک اور خالی ہو جائیں، روحیں خوف اور قیامت کے دن ڈر کی وجہ سے جسموں سے نکلنے کے قریب ہوں اس دن کے خوف سے جس دن ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پینے والے بچے سے بے خوف ہو جائے گی تو یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کے

---

(۴۸) أورده الإمام أحمد في كتاب الزهد ۲۳۳/۲۔ وفسر قوله: ادنه من الذكر: أي: ممن يذكرك۔

(۴۹) أورده ابن الجوزي في صفة الصفوة ۳۷۲/۴۔ وسيرد ذلك في الرقم (۱۸۱) من هذا الكتاب۔

جسموں سے خون اور چربی آنسو بن کر بہے پھر اس کہنے والے پر غشی طاری ہو گئی۔

[روایت نمبر ۵۰] حضرت عطاء خراسانی اپنے والد ابو مسلم عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كان أويس القرني يقف على موضع الحدّادين، فينظر إليهم كيف ينفخون الكير، ويسمع صوت النار، فيصرخ، ثم يسقط، فيجتمع الناس عليه، فيقولون: مجنون.

قال: وكان يأتي مزبلةً بالكوفة قديمةً، فيصعد عليها، فيجلس، ثم يبكي، حتى تأتيه الشمس، فينزل، فَيَتْبَعُه الصبيان حتى يأتي المسجد، فيدخل.

ترجمہ: حضرت اویس قرنی بھٹی پکانے والوں کی جگہ پر کھڑے ہوتے اور دیکھتے کہ کس طرح وہ پھونک مار رہے ہیں اور آگ کی آواز کو سنتے تھے اور چیخ پڑتے تھے اور بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے اور لوگ ان کے پاس جمع ہو کر کہتے یہ تو دیوانہ ہے۔ فرمایا: حضرت اویس قرنیؒ کوفہ کی پرانی روڑھی پر آتے تھے اور اس پر چڑھ کر بیٹھ جاتے اور روتے تھے حتیٰ کہ دھوپ چڑھ جاتی تھی پھر اترتے تھے تو بچے ان کے پیچھے دوڑتے تھے حتیٰ کہ آپ مسجد کی طرف دوڑتے اور مسجد میں داخل ہو جاتے۔

[روایت نمبر ۵۱] حضرت البختری بن زید بن جاریہ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ مروی ہے:

أن رجلًا من العُبّاد وقف على كير حدّاد وقد كُشف عنه، فجعل ينظر إليه ويبكي.

قال: ثم شهق شهقة، فمات.

---

(۵۰) الرقة والبكاء لابن ابی الدنیا رقم ۵۰

(۵۱) أورده ابن أبي شيبة في مصنفه، رقم (۱۷۳۸۲)۔ ۸/۱۴۔

ترجمہ: ایک آدمی عبادت گزاروں میں سے تھا جو ایک لوہار کی بھٹی کے پاس رکا جبکہ بھٹی اس کے سامنے تھی تو اس کی طرف دیکھنے لگا اور رونے لگا پھر اونچی آواز سے چیخ ماری اور مر گیا۔

[روایت نمبر ۵۲] حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں:

دخلت مع الحسن السوق، فمرَّ بالعطارين، فوجد تلك الرائحة، فبكى، ثم بكى، حتى خفتُ أن يُغشىٰ عليه. ثم قال: يا مالك! والله ما هو إلا حلول القرار من الدارين جميعاً: الجنة أو النار، ليس هنالك منزل ثالث، من أخطأته والله الرحمةُ صار إلى عذاب الله.

قال: ثم جعل يبكي. فلم يلبث بعد ذلك إلا يسيرًا حتى مات.

ترجمہ: میں حسن بصریؒ کے ساتھ بازار میں داخل ہوا۔ حضرت خوشبو فروشوں کے پاس سے گزرے تو خوشبو پائی اور رونے لگے پھر اور روئے حتیٰ کہ مجھے ڈر ہوا کہ بے ہوش ہو جائیں گے۔

پھر فرمایا: اے مالک! خدا کی قسم جنت یا جہنم دو میں سے کسی ایک جگہ جانا ہے تیسری کوئی جگہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم جس سے خدا کی رحمت چوک گئی وہ اللہ کے عذاب کی طرف چلا جائے گا پھر رونے لگے اور کچھ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور آپ کی وفات ہو گئی۔

[روایت نمبر ۵۳] حضرت ابوالہیثم فرماتے ہیں:

مررت أنا وسعيد بن جبير على بني الأشعث، وإذا هم على طنافس، وعليهم ألوان الخز. فسلم عليهم، فجعلوا يقولون له: مرحباً بأبي عبد الله۔ ويسلمون عليه۔: اجلس.

فلما ولى عنهم بكى۔ حتى بلغ الكناسة۔ بكاء شديداً.

(۵۲) أورده الحافظ المزي في تهذيب الكمال ۱۲۵/۶۔

فقلت: ما یبکیک؟ قال: إنني ذكرتُ الجنة ونعيمها وشبابها حين رأيت هؤلاء.

ترجمہ: میں اور حضرت سعید بن جبیر اشعث قبیلے کے پاس سے گزرے جبکہ وہ لوگ عمدہ ملبوسات کے پاس تھے اور خود ریشم کے لباس قسما قسم کے پہنے ہوئے تھے تو حضرت سعید بن جبیر نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب میں کہا اے ابو عبداللہ خوش آمدید اور سلام کا جواب بھی دیا اور کہا کہ تشریف رکھئے پھر جب سعید بن جبیر ان سے واپس لوٹے تو رو پڑے حتیٰ کہ جب گندگی کے ڈھیر کے پاس پہنچے تو اور زیادہ رونے لگے۔ میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں نے جنت کو اس کی نعمتوں کو اور اس کے شباب کو یاد کیا جب میں نے ان لوگوں کو دیکھا تھا (تو مجھے رونا آ گیا)۔

[روایت نمبر ۵۴] حضرت شعیب بن صفوان کے بھائی کسی شیخ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

استيقظ ذات ليلة باكيًا، فلم يزل يبكي حتى استيقظت.

قال: وكنتُ أبيتُ معه، فربما منعني النومَ كثرةُ بكائه.

قال: فأكثر ليلتئذ البكاء جدًا.

فلمّا أصبح دعاني فقال: أي بني! ليس الخير أن يُسْمَعَ لك ويطاع، إنما الخير أن تكون قد عقلتَ عن ربك ثم أطعته.

يا بني! لا تأذن اليوم لأحد عليَّ حتى أُصبح ويرتفع النهار، فإني أخاف أن لا أعقل عن الناس ولا يفهمون عني.

فقلت: بأبي أنت يا أمير المؤمنين! رأيتك الليلة بكيت بكاءً

(٥٤) سيرة عمرَ بن عبد العزيز لابن الجوزي ص ١٥٦، وسيرة عبد الملك بن عمر بن عبدالعزيز لابن رجب الحنبلي۔ فصل: نبذة مختصرة عن والد عبدالملك... ص ٣٧۔

ما رأيتك بكيت مثله!

قال: فبكى، ثم بكى، ثم قال: يا بني! إني و الله ذكرت الموقف بين يدي الله.

قال: ثم غُشي عليه، فلم يفق حتى علا النهار. فما رأيته بعد ذلك مبتسماً حتى مات.

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک رات روتے ہوئے جاگے پھر روتے رہے حتیٰ کہ میں بیدار ہو گیا (نیز ان کے غلام نے) کہا کہ میں رات عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ گزارتا تھا تو بسا اوقات مجھے ان کا رونا نیند بھی نہیں کرنے دیتا تھا اس رات تو آپ بہت زیادہ روئے تھے جب صبح ہوئی تو مجھے بلایا اور فرمایا: اے بیٹے اس میں خیر نہیں کہ تمہاری بات کو سنا جائے اور تمہاری فرماں برداری کی جائے بلکہ خیر اس میں ہے کہ تم اپنے رب کے احکامات خوب سمجھ لو اور پھر اس کی فرماں برداری کرو۔

اے بیٹے! آج میرے پاس کسی کو آنے کی اجازت نہ دینا حتیٰ کہ صبح ہو جائے اور دن چڑھ جائے مجھے ڈر ہے کہ میں لوگوں کی بات نہ سمجھ سکوں اور وہ میری بات نہ سمجھ سکیں۔

میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! میرے والد آپ پر قربان ہوں میں نے رات بھر آپ کو شدید روتے ہوئے دیکھا۔ آپ ایسا کبھی نہیں روئے تھے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز پھر رو پڑے اس کے بعد پھر رو پڑے اور پھر فرمایا: اے بیٹے خدا کی قسم! میں نے اللہ کے سامنے پیش ہونے کو یاد کر لیا تھا بس یہ بات کہی اور پھر عمر بن عبدالعزیز پر بے ہوشی چھا گئی پھر ان کو افاقہ نہ ہوا حتیٰ کہ دن اونچا ہو گیا۔

چنانچہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اس کے بعد کبھی مسکراتے ہوئے نہ دیکھا حتیٰ کہ آپ کا اسی حالت میں انتقال ہو گیا۔

[روایت نمبر ۵۵] حضرت مسلمہ بن عبدالملک کے آزاد کردہ غلام حضرت عبدالسلام فرماتے ہیں:

بكى عمر بن عبدالعزيز، فبكت فاطمة، فبكى أهل الدار، لا يدري هؤلاء ما أبكى هؤلاء.

فلما تجلّى عنهم العَبَرُ قالت فاطمة: بأبي أنت يا أمير المؤمنين! مِمَّ بكيت؟ قال: ذكرت يا فاطمة مُنْصَرفَ القوم من بين يدي الله: فريق في الجنة، وفريق في السعير. ثم صرخ، وغُشي عليه.

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز روئے تو حضرت فاطمہ (ان کی بیوی) بھی رو پڑیں تو گھر کے سب لوگ بھی رو پڑے۔ یہ سب نہیں جانتے تھے کہ ان کو کس چیز نے رلایا ہے جب حضرت کے آنسو بہہ پڑے تو ان کی بیوی نے فرمایا: میرے باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے فاطمہ میں نے اللہ کے سامنے لوگوں کے مڑنے کو یاد کیا تھا ایک فریق تو جنت میں جائے گا اور ایک فریق جہنم میں پھر آپ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔

[روایت نمبر ۵۶] حضرت مسمع بن عاصم فرماتے ہیں:

بِتُّ أنا وعبد العزيز بن سلمان، وكِلاب بن جُرَي، وسلمان الأعرج، على ساحل من بعض السواحل.

فبكى كِلاب حتى خشيتُ أن يموت.

ثم بكى عبدالعزيز لبكائه.

ثم بكى سلمان لبكائهم.

وبكيتُ و الله لبكائهم، لا أدري ما أبكاهم.

---

(۵۵) أورده أبو نعيم في حلية الأولياء ۲٦۹/۵۔

(۵٦) أورده أبو نعيم في الحلية ۲٤٤/٦، وابن الجوزي في صفة الصفوة ۳۷۷/۳- ۳۷۸.

فلما كان بعدُ، سألتُ عبدالعزيز فقلت: يا أبا محمد! ما أبكاك ليلتك؟

فقال: إني والله نظرتُ إلى أمواج البحر تموج و تَخيَّل، فذكرت أطباق النيران وزفراتها، فذلك الذي أبكاني.

ثم سألتُ كِلاباً أيضاً نحواً مما سألتُ عبدالعزيز، فو الله لكأنما قِصَّتُه! فقال لي مثل ذلك.

ثم سألتُ سلمان الأعرج نحواً مما سألتُهما، فقال لي: ما كان في القوم شرٌّ مني! ما كان بكائي إلا لبكائهم، رحمةً لهم مما كانوا يصنعون بأنفسهم.

ترجمہ: میں نے اور عبدالعزیز بن سلیمان اور کلاب بن جری اور سلمان الاعرج نے سمندر کے ساحلوں میں سے کسی ایک ساحل پر رات گزاری تو حضرت کلاب بن جری روتے رہے حتیٰ کہ مجھے ڈر ہوا کہ وہ اسی حالت میں فوت ہو جائیں گے پھر حضرت عبدالعزیز ان کے رونے کی وجہ سے رونے لگے پھر حضرت سلمان ان دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے لگے اور میں خدا کی قسم! ان سب کے رونے کی وجہ سے رونے لگا اور مجھے معلوم نہیں کہ ان کو کس چیز نے رلایا تھا پھر میں نے اس کے بعد حضرت عبدالعزیز سے بھی پوچھا اور کہا اے ابو محمد! آپ اس رات کیوں روئے تھے فرمایا: بے شک اللہ کی قسم! میں نے سمندر کی موجوں کی طرف دیکھا تھا جو موجیں مار رہی تھیں اور شور کر رہی تھیں۔

پھر مجھے جہنم کے پاٹ یاد آ گئے اور ان کا دھاڑنا یاد آ گیا تو اس وجہ سے میں رو پڑا پھر میں حضرت کلاب سے بھی پوچھا جیسے حضرت عبدالعزیز سے پوچھا تو خدا کی قسم! ایسے لگتا تھا جیسا کہ دونوں کا قصہ ایک ہی ہے۔ انہوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا پھر میں نے حضرت سلمان الاعرج سے بھی یہی سوال کیا جو ان دونوں

سے کیا تھا تو انہوں نے فرمایا: تم میں میرے علاوہ کوئی شریر نہیں ہے میرا رونا ان دونوں کے رونے کی وجہ سے تھا ان پر ترس کھاتے ہوئے جو کچھ ان کو اپنے نفسوں کے متعلق پیش آیا تھا۔

[روایت نمبر ۵۷] بکر بن عبد اللہ المزنی سے مروی ہے:

أن ابا موسى خطب الناسَ بالبصرة، فذكر في خطبته النار، فبكى حتى سقطت دموعه على المنبر، وبكى الناس يومئذ بكاءً شديداً.

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعریؓ نے لوگوں کو بصرہ میں خطاب کیا تو اپنے خطاب میں جہنم کا ذکر کیا اور رونے لگے حتیٰ کہ ان کے آنسو منبر پر گر رہے تھے اور اس دن لوگ بھی بہت شدید روئے تھے۔

[روایت نمبر ۵۸] حضرت مغیرہ بن سعد بن الاخرم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

كنتُ أمشي مع عبد الله بن مسعود، فمرَّ بالحدَّادين وقد أخرجوا حديدة من النار، فقام ينظر إليها ويبكي.

میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھ چل رہا تھا کہ حضرت لوہاروں کے

---

(۵۸) أورده ابن ابى شيبة في مصنفه برقم (۱۷۳۷۲)- ۵/۱٤-

وورد الخبر بأطول من هذا في أكثر من مصدر، وهو من رواية أبي وائل الأسدي شقيق بن سلمة قال: خرجنا مع عبد الله بن مسعود و معنا الربيع بن خثيم فمررنا على حداد، فقام عبد الله ينظر إلى حديده، فنظر إليها، فتمايل ليسقط- ثم إن عبد الله مضى كما هو حتى أتى على شاطئ الفرات على أتون [وهو موقد كبير، كموقد الحمّام والحصّاص]، فلما رآه عبد الله والنار تلتهب في جوفه، قرأ هذه الآية: ﴿إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا﴾ إلى قوله: ﴿دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾[سورة الفرقان، الآيتان ۱۲-۱۳]- فصعق الربيع، فاحتملناه- فجئنا به إلى أهله- قال: ورابطه عبد الله إلى الظهر فلم يُفق، ورابطه إلى المغرب فأفاق- رجع عبد الله إلى أهله- حلية الأولياء لأبي نعيم ۱۱۰/۲، صفة الصفوة ۶۶/۳-۶۷، الرقة والبكاء لموفق الدين بن قدامة-

پاس سے گزرے جبکہ انہوں نے آگ سے لوہا نکالا تھا تو آپ اس کی طرف کھڑے ہوکر دیکھتے رہے اور روتے رہے۔

[روایت نمبر۵۹] حضرت نظر بن اسماعیل فرماتے ہیں:

مرَّ الربيع بن أبي راشد برجل به زَمانة، فجلس يحمد الله ويبكي، فمرَّ به رجل فقال: ما يبكيکَ رحمکَ الله؟!

قال: ذكرتُ أهل الجنة وأهل النار، فشبَّهتُ أهل الجنة بأهل العافية، وأهل البلاء بأهل النار، فذلک الذي أبكاني.

ترجمہ: حضرت ربیع بن ابی راشد ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپاہج تھا تو بیٹھ کر اللہ کی تعریف کرنے لگے اور رونے بھی لگے تو ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا اور کہا اللہ آپ پر رحمت کرے۔ آپ کیوں رو رہے ہیں۔

فرمایا: میں نے جنت والوں اور دوزخ والوں کو یاد کرلیا تھا تو میں نے جنت والوں کو عافیت والوں کے ساتھ تشبیہ دے دی اور مصیبت والوں کو جہنم والوں کے ساتھ تشبیہ دے دی تو اسی چیز نے مجھے رلا دیا تھا۔

[روایت نمبر۶۰] حضرت بن ابی الذباب مروی ہے:

أن طلحة وزبيراً مرَّا بكِير حداد، فوقفا ينظر ان إليه ويبكيان.

قال: ومرَّا بأصحاب الفاكهة والرياحين، فوقفا يبكيان ويسألان الله الجنة.

ترجمہ: حضرت طلحہ اور زبیرؓ دونوں لوہار کی بھٹی کے پاس سے گزرے تو دونوں کھڑے ہوکر اس کی طرف دیکھ کر رونے لگے۔

فرماتے ہیں کہ یہی دونوں حضرات پھل بیچنے والوں اور پھول بیچنے والوں کے پاس سے گزرے تو وہاں بھی کھڑے ہوکر رونے لگے اور اللہ تعالیٰ سے جنت

(۵۹) أورده أبو نعيم في الحلية ۷۸/۵

کا سوال کرنے لگے۔

[روایت نمبر ۶۱] حضرت امام اعمش سے مروی ہے:

أن الربيع بن خثيم مرَّ في الحدَّادين، فنظر في كير، فصعق.

حضرت ربیع بن خثیم لوہاروں کے پاس سے گزرے تو بھٹی میں نگاہ ماری تو بے ہوش ہو گئے۔

[روایت نمبر ۶۲] حضرت عبدالعزیز بن علی الصواف بیان کرتے ہیں:

أن حسان بن أبي سنان قدم له سُكَّرٌ من الأهواز، فربح فيه مالًا كثيراً، فدخل عليه قوم من إخوانه يهنِّؤونه بذلك، فوجدوه في ناحية الحجرة يبكي، فقالوا: يا عبد الله! هذه نعمة من الله عليك، ففيمَ البكاء؟!

قال: إني خشيت و الله أن يكون ذلك سكرًا، فاستدراجًا. وإني أستغفر الله من نسياني ما ذكرني به ربي، ومن غفلنا عن ذلك.

حضرت حسان بن ابی سنان کے سامنے اہواز شہر سے شکر بھیجی گئی جس میں ان کو بہت نفع ہوا پھر ان کے پاس دوستوں میں سے کچھ دوست آئے جو اس نفع پر ان کو مبارک باد دینے لگے۔

لیکن حضرت حسان بن ابی سنان کو اپنے حجرے کے کونے میں روتے ہوئے پایا تو کہنے لگے اے اللہ کے بندے یہ تو آپ پر اللہ کی نعمت ہے تو آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا:

خدا کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ یہ نشہ ہو اور اس کے بعد مجھے اور زیادہ غرور میں ڈال دیا جائے اور میں اللہ سے اپنے اس چیز کے بھول جانے پر معافی چاہتا ہوں جس تجارت میں نفع کی صورت میں میرے رب نے یاد کرایا اور ہم اس سے غافل ہیں۔

[روایت نمبر ۶۳] حضرت عبدالرحمٰن بن حفص القرشی فرماتے ہیں:

(٦١) أوردت الخبر بأطول من هذا في هامش الرقم ٥٨۔

بعث بعض الأمراء إلى عمر بن المنكدر بمالٍ، فجاء به الرسول، فوضعه بين يديه، فجعل عمر ينظر إليه ويبكي.

ثم جاء أبو بكر، فلما رأى عمر يبكي، جلس يبكي لبكائه

ثم جاء محمد، فجلس يبكي لبكائهما. فاشتدَّ بكاؤهم جميعاً.

فبكى الرسول أيضاً لبكائهم.

ثم أرسل إلى صاحبه، فأخبره بذلك.

فأرسل ربيعة بن أبي عبدالرحمن يستعلم علم ذلك البكاء. فجاء ربيعة، فذكر ذلك لمحمد، فقال محمد: سله، فهو أعلم ببكائه مني.

فاستأذن عليه ربيعة فقال: يا أخي! ما الذي أبكاك من صلة الأمير لك؟

قال: إني و الله خشيتُ أن تَغْلِبَ الدنيا على قلبي فلا يكون للآخرة فيه نصيب، فذاك الذي أبكاني.

قال: فأمر بالمال، فتُصُدِّق به على فقراء أهل المدينة.

فجاء ربيعة، فأخبر الأمير بذلك، فبكى وقال: هكذا و الله يكون الخير.

كان عمر بن عبدالعزيز يوما ساكتا واصحابه يتحدثون فقالو اله: مالك لا تتكلم يا امير المؤمنين؟

ترجمہ: بعض حکام نے حضرت عمر بن المنکدر کے پاس کچھ مال بھیجا ایک قاصد اس مال کو لے آیا اور حضرت عمر بن المنکدر کے سامنے رکھ دیا تو حضرت عمر اس کی طرف دیکھتے رہے اور روتے رہے پھر ابو بکر آئے اور حضرت عمر کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی ان کے رونے کی وجہ سے بیٹھ کر رونے لگے پھر حضرت محمد آئے تو ان کو

---

(٦٣) في صفة الصفوة: هكذا يكون و الله أهل الخير۔ انظر الخبر كاملًا في المصدر المذكور ٢/١٤٥-١٤٦۔

دیکھ کر رونے لگے تو ان سب کا رونا بہت تیز ہو گیا تو وہ قاصد بھی ان کے رونے پر رونے لگا پھر اپنے بھیجنے والے لوگوں کے پاس پیغام بھیجا اور اس کی خبر دی۔

تو حضرت ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن نے کسی کو بھیجا کہ تم جا کر ان کے رونے کی وجہ پوچھ کر آؤ تو ان امراء نے حضرت ربیعہ بن ابی عبد کو بھیجا کہ وہ جا کر رونے کی وجہ معلوم کر کے آئیں تو حضرت ربیعہ آئے اور حضرت محمد سے اس بات کا ذکر کیا تو حضرت محمد نے فرمایا تم ان سے پوچھو کیونکہ یہ مجھ سے زیادہ رونے کی وجہ کو جانتے ہیں تو ان سے جب حضرت ربیعہ نے اجازت مانگی تو فرمایا: اے بھائی! آپ کو امیر کے تھیلا اور انعام کی وجہ سے کس چیز نے رلایا ہے۔

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ دنیا میرے دل پر غالب آجائے اور آخرت میں میرے لئے کوئی حصہ باقی نہ رہے اسی وجہ نے مجھے رلا دیا۔

پھر مال کے بارے میں حکم فرمایا کہ اس کو مدینہ کے فقراء پر تقسیم کر دیا جائے تو حضرت ربیعہ نے آکر امیر کو یہ خبر بتائی تو وہ بھی رو پڑے اور کہا: خدا کی قسم! خیر ایسے ہی ہوتی ہے۔

[روایت نمبر ۶۴] ترجمہ: حضرت عمر بن عبد العزیز ایک دن خاموش تھے اور ان کے مصاحبین گفتگو کر رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کچھ کیوں نہیں فرماتے فرمایا:

قال: كنتُ مفكراً في أهل الجنة كيف يتزاورون فيها، وفي أهل النار كيف يصطرخون فيها. ثم بكى.

میں جنت والوں کے بارے میں فکر کر رہا تھا کہ وہ جنت میں ایک دوسرے کی کس طرح ملاقات کریں اور جہنم والوں کے بارے میں متفکر تھا کہ وہ جہنم میں کس طرح چیخیں گے، چلائیں گے پھر آپ رو پڑے۔

---

(٦٤) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الجوزي ص ١٥٤۔

[باب 3]

رونے کے اسباب

[روایت نمبر ۶۵] حضرت کعب فرماتے ہیں:

إن العبد لا يبكي حتى يبعث الله إليه ملكًا يمسحُ كَبِدَه بجناحه، فإذا مسح كبده بكى.

ترجمہ: بندہ نہیں روتا جب تک اللہ اس کی طرف فرشتہ نہ بھیجے سو وہ (فرشتہ) اپنے پر اس کے جگر پر پھیرتا ہے۔ پھر جب وہ اپنا پر پھیرتا ہے تو آدمی رونے لگتا ہے۔

[روایت نمبر ۶۶] حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ

أرقّ الناس قلوباً أقلُّهم ذنوباً.

لوگوں میں سے جس کا دل سب سے زیادہ نرم ہوگا وہ لوگوں میں سب سے کم گناہوں والا ہوگا۔

[روایت نمبر ۶۷] حضرت فیاض بن محمد فرماتے ہیں:

كان شيخ ههنا من قريش سريع الدمعة كثيراً، وكان ما علمتُه من المتهجدين، قليل الآثام، معتزلًا للناس. فذكرتُه يومًا لبعض علمائنا فقلت، هذا الشيخ طويل الاجتهاد، وما أظنه اقترف إثمًا مذ خمسون عامًا أو ما شاء الله. ثم هو الدهر يبكي.

فقال لي الرجل: ما ينبغي أن يكون مثله إلا هكذا نديَّ العينين دهرَه.

(۶۶) ذكره أبو نعيم الأصبهاني في الحلية ۵/۱۸۰۔

قلت: وکیف ذاک؟

قال: لأن البدن إذا عَرِيَ دَقَّ. فکذاک القلب إذا قلّت خطایاہ سَرُعتْ دمعتُه.

قال: فعلمت أن ذاک کما قال.

ترجمہ: ہمارے یہاں قریش میں ایک بہت زیادہ آنسو گرانے والا بوڑھا تھا جیسا کہ مجھے معلوم ہے کہ وہ تہجد گزاروں میں سے تھا۔ گناہ اس کے کم تھے، لوگوں سے جدا رہتا تھا میں نے اس کا ایک دن اپنے بعض علماء کے سامنے تذکرہ کیا کہ یہ شیخ بہت کوشش میں ہے میرا خیال یہ ہے کہ پچاس سال سے یا جتنا اللہ کو منظور ہے (اس وقت سے) اس نے کوئی گناہ نہیں کیا تو مجھے اس آدمی نے کہا کہ اس جیسے آدمی کو ایسے ہی ہونا چاہئے کہ اس کی آنکھیں زندگی بھر آنسو بہاتی رہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے ہوا۔ انہوں نے فرمایا: جب بدن پر عمدہ لباس نہیں ہوتا تو وہ گھس جاتا ہے اور یہی حال دل کا ہے کہ جب اس کے گناہ کم ہوں تو اس کے آنسو جلدی نکل آتے ہیں۔ حضرت فیاض بن محمد کہتے ہیں: مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ بات ایسے ہی ہے جیسے اس آدمی نے فرمائی ہے۔

[روایت نمبر ۶۸] حضرت ابو عبداللہ البراثی فرماتے ہیں:

لا تندی العین حتی یحترق القلب، فإذا احترق القلب تلهّب شَعْلُه فهاج إلی الرأس دخانُه، فاستنزل الدموع من الشؤون إلی العین، فَسَجَمَتْهُ.

ترجمہ: آنکھ سے آنسو اس وقت تک نہیں نکلتا جب تک کہ دل جلا ہوا نہ ہو اور جب دل جل جاتا ہے تو اس دل کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں پھر سر کی طرف اس کا دھواں چڑھتا ہے تو آنسو (آنسوؤں کی) رگوں سے نکل کر آنکھ میں آ جاتے ہیں پھر آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

[روایت نمبر ٦٩] حضرت مالک بن ضیغم الراسبیؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ

كان يُقال: إن كثرةَ الدموع و قلّتها على قَدْرِ احتراق القلب، حتى إذا احترق القلبُ كله لم يشأ الحزين أن يبكي إلا بكى، والقليل من التذكرة يُجزئه.

یہ بات مشہور تھی کہ آنسوؤں کی کثرت اور قلت دل کی آگ کے بقدر ہے حتیٰ کہ جب سارا دل جل جاتا ہے تو اگر غمگین نہ بھی رونا چاہے تو بھی روتا ہے۔ جبکہ تھوڑا سا رونے کو یاد کر لینا بھی کافی ہے۔

[روایت نمبر ٧٠] حضرت مسمع بن عاصم فرماتے ہیں:

سألت عابدًا من أهل البحرين فقلت: ما بال الحزين يجيبه قلبه إذا شاء وتهمل عيناه عند كل حركة؟

فقال: أُخبرك عن ذاك: إن الحزين بدا به الحزن، فجال في بدنه، فأعطاه كل عضو بقسطه، ثم رجع إلى القلب والرأس فسكنهما، فمتى حُرِّك القلب بشيء تحرك، فهاجت الحرقة مُصاعدةً، فاستثارت الدموع من شؤون الرأس حتى تُسلمها إلى العين، فتُذريها حينئذ الجفون

ثم خنقته عَبْرته فقام.

میں نے بحرین کے ایک عابد سے پوچھا کہ غمگین آدمی کا کیا حال ہے کہ دل اس کے غم میں اس کا تابع دار ہے جب وہ چاہے غم کا اظہار کرتا ہے اور ہر حرکت کے وقت اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس نے کہا میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں۔ غمگین آدمی کا جب غم شروع ہوتا ہے تو اس کے بدن میں گردش کرتا ہے اور اس کے ہر عضو کو اس کا حصہ دیتا ہے پھر دل اور سر کی طرف لوٹتا ہے پھر ان میں ٹھہر جاتا ہے پھر جب دل کو حرکت ملتی ہے تو حرکت میں آ جاتا ہے تو

اسی وجہ سے دل کا جلنا تیز ہو جاتا ہے اور آنسو سر کی رگوں سے مشورہ کرتے ہیں تو سر ان آنسوؤں کو آنکھ کی طرف بھیج دیتا ہے تو اس وقت آنکھوں سے آنسو بہنے لگ جاتے ہیں پھر اس عابد کے آنسوؤں سے اس کا دم گھٹنے لگا اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔

[روایت نمبر۷۱] حضرت ابو معاویہ اسود فرماتے ہیں:

يا أبا علي! مَنْ أكثرَ لله الصدق نَدِيَتْ عيناه، وأجابته إذا دعاهما.

ترجمہ: اے ابو علی! جو شخص اللہ کے لئے سچائی کے معاملات کی کثرت کرے گا اس کے آنسو بہنے لگیں گے اور جب وہ ان کو بلائے گا آنکھیں اس کی فرماں بردار ہو جائیں گی۔

[روایت نمبر۷۲] حضرت راھوا ابو سہل فرماتے ہیں:

قلت لسفيان بن عيينة: ألا ترى إلى أبي علي. يعني فضيلًا. لا تكاد تجفُّ له دمعة؟

فقال سفيان: إذا قَرِحَ القلب نَدِيت العينان.

ثم تنفَّس سفيان نَفَساً مُنكَرًا.

میں نے سفیان بن عیینہ سے عرض کیا کہ آپ حضرت فضیل کی طرف نہیں دیکھتے کہ ان کے آنسو کبھی خشک نہیں ہوئے۔ حضرت سفیان نے فرمایا کہ جب دل زخمی ہوتا ہے تو آنکھیں بہتی رہتی ہیں پھر حضرت سفیان نے ایک سرد آہ کھینچی۔

[روایت نمبر۷۳] حضرت اسماعیل بن عیاش فرماتے ہیں:

البكاء من سبع:

---

(۷۲) حلية الأولياء ۲۸۶/۷۔

(۷۳) ورد هذا الأثر في الحلية ۲۳۵/۵ منسوباً إلى يزيد بن ميسرة عن طريق إسماعيل بن عياش عن سليمان بن سليم، عن يحيى بن جابر، عن يزيد بن ميسرة قال: البكاء من سبعة أشياء: من الفرح، والحزن، والفزع، والوجع، والرياء، والشكر، وبكاء من خشية الله، فذلك الذي تطفئ الدمعة منه أمثال الجبال من النار۔

- البكاء من خشية الله: القطرة منه تكف من النار أمثال البحور.
- ورجل فاضت عيناه من خشية الله.
- والبكاء من السرور.
- والبكاء من الكَرْب.
- والبكاء من السُّكر.
- والبكاء من الخوف.
- والبكاء من الألم.

ترجمہ: رونا سات وجہوں سے ہوتا ہے:

۱۔ خدا کے خوف سے رویا جاتا ہے اور یہ وہ قطرہ ہے جس سے سمندروں کے برابر جہنم سے بچا جاسکتا ہے۔
۲۔ وہ آدمی جس کی آنکھیں اللہ کے خوف سے بہہ پڑیں۔
۳۔ خوشی سے بھی آدمی روتا ہے۔
۴۔ اور دکھ سے بھی روتا ہے۔
۵۔ نشے سے بھی روتا ہے۔
۶۔ خوف سے بھی روتا ہے۔
۷۔ اور درد سے بھی روتا ہے۔

ف وفي مختصر قيام الليل للمقريزي: من الفرح، والجنون، والوجع، والفزع، والرياء، والسّكر، وبكاء من خشية الله۔

[باب 4]

تلاوت قرآن کے وقت رونے کے واقعات

[روایت نمبر ۷۴] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قال لي النبي ﷺ: "اقرأ علي".

قال: قلت: أليسَ تعلمتُ منک یا رسول الله؟

قال: "إني أحبُّ أن أسمعه من غيري".

فقرأت عليه سورة النساء حتى إذا بلغت: ﴿فَكَيْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ فاضت عيناه ﷺ.

ترجمہ: میرے سامنے قرآن پڑھو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں نے آپ سے قرآن پاک نہیں سیکھا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی سے سنوں تو میں نے آپ کے سامنے سورۃ النساء پڑھی جب میں اس آیت پر پہنچا

فَكَيْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا.

ترجمہ: تو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ

---

(۷۴) رواه بألفاظ متقاربة الإمام البخاري في صحيحه۔ كتاب التفسير، باب: ﴿فَكَيْفَ اِذَاجِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ..﴾ ۱۸۰/۵۔

کو حاضر کریں گے اور آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر کریں گے۔
تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

[روایت نمبر ۷۵] حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں:

لما نزلت ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ بكى أبو بكر الصديق رحمه الله، فقال له رسول الله ﷺ: "ما يبكيك يا أبا بكر"؟ قال: أبكتني يا رسول الله هذه السورة.

جب یہ آیت اتری:

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا. وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا.

ترجمہ: جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے لگے تو حضور ﷺ نے ان سے پوچھا اے ابوبکر! کیوں رو رہے ہو تو کہا یا رسول اللہ! مجھے اس سورۃ نے رلا دیا ہے۔

[روایت نمبر ۷۶] حضرت ابوعبدالرحمٰن الحبلی ذکر کرتے ہیں:

أن عُقبة بن عامر. وكان من أحسن الناس صوتاً بالقرآن- فقال له عمر: اعرض عليَّ سورة براءة.

فقرأها عليه، فبكى عمر بكاءً شديداً، ثم قال: ما كنت أظن أنها أُنزلت!

حضرت عتبہ بن عامر بہت خوبصورت قرآن پاک پڑھتے تھے۔ ان سے حضرت عمرؓ نے فرمایا: کہ میرے سامنے سورۃ براۃ پڑھئے تو ان کے سامنے حضرت

---

(۷۵) رواه ابن جرير الطبري في تفسيره جامع البيان عن تأويل القرآن ۳۰/ ۲۷۰ـ وتكلمته بعد قول أبي بكر رضي الله عنه، قال عليه الصلاة والسلام: "لولا انكم تخطئون وتذنبون فيغفر الله لكم، لخلق الله أمة يخطئون ويذنبون فيغفر لهم"ـ

عتبہ نے سورۃ براۃ پڑھی تو حضرت عمر خوب رونے لگے پھر فرمایا: میرا گمان ہونے لگا کہ یہ اب اتری ہے۔

فائدہ: یعنی خوبصورت آواز سے پڑھنے سے قرآن شریف کا اور زیادہ اثر ہوتا ہے اور معانی کی طرف توجہ ہوتی ہے اور دل کو سرور پہنچتا ہے۔

[روایت نمبر ۷۷] حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے:

أنـه كـان إذا اتـى عـلـى هـذه الآية: ﴿اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰهِ﴾ بكى حتى يبلَّ لحيتَه البكاءُ، ويقول: بلى يا رب.

جب انہوں نے یہ آیت پڑھی:

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰهِ. [سورۃ الحدید:۱۶]

ترجمہ: کیا ایمان والوں کیلئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت کے اور جو دین حق نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں۔

تو حضرت رو پڑے حتیٰ کہ رونے سے آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی اور فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ یارب۔

[روایت نمبر ۷۸] حضرت عبداللہ بن رباح فرماتے ہیں:

كان صفوان بن مُحرز إذا قرأ هذه الآية: ﴿وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ﴾ بكى، حتى أقول: قد اندقَّ قضيضُ زَوْرِه.

حضرت صفوان بن محرز جب یہ آیت پڑھتے تھے:

وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ. [سورۃ الشعراء:۲۲۷]

ترجمہ: اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنہوں نے ظلم کر رکھا ہے

---

(۷۷) مختصر قيام الليل للمروزي، اختصار المقريزي، ص ۱۴۳۔

(۷۸) أورده ابن كثير في تفسيره ۳۵۵/۳، وابن أبي شيبة في مصنفه، رقم (۱۷۳۸۷)- ۱۰/۱۴، والمقريزي في مختصر قيام الليل ص۔ ۱۴۵۔

کہ کیسی جگہ ان کولوٹ کر جانا ہے۔

ترجمہ: تو آپ رو پڑتے حتیٰ کہ میں نے کہا کہ حضرت کے سینے کے ہڈیوں سے جوڑ والی ہڈیاں گھس گئیں۔

[روایت نمبر ۷۹] حضرت شمیط یعنی ابن عجلان فرماتے ہیں:

كل دمع يجري من القرآن فمرحومٌ عند الله.

ہر وہ آنسو جو قرآن پاک کے پڑھنے سے جاری ہوتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کی وجہ سے رحمت ہوگی۔

[روایت نمبر ۸۰] حضرت فضل الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما تلذّذ العابدون، ولا استطارّت قلوبهم بشيء كحُسنِ الصوت بالقرآن. وكلُّ قلب لا يُجيب على حُسنِ الصوت بالقرآن فهو قلبٌ ميِّت.

وقال الفضل:

وأيُّ عين لا تهمل على حسن الصوت إلا عينُ غافل أو لاهٍ.

ترجمہ: عابدوں کو لذت نہیں ملتی ہے اور نہ ہی ان کے دلوں کو کسی وجہ سے اٹھان ملتی ہے جتنا کہ قرآن پاک کو خوبصورت پڑھنے سے ملتی ہے۔

اور ہر وہ دل جو قرآن پاک کے خوبصورت پڑھنے پر خوش نہ ہو متحرک نہ ہو وہ دل مردہ ہے۔

حضرت فضل فرماتے ہیں اور وہ آنکھ جو خوبصورت آواز پر آنسو نہ بہائے وہ غافل کی آنکھ ہوسکتی ہے یا کھیل کود میں بے فکر آدمی کی۔

[روایت نمبر ۸۱] ابوسلمہ سے مروی ہے کہ

كان عمر بن الخطاب يقول لأبي موسى: ذكّرنا ربّنا. فيقرأ عنده.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے فرمایا کرتے

تھے ہمیں ہمارے رب کی یاد دلاؤ تو وہ حضرت عمرؓ کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔

فائدہ: اس لئے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی آواز بہت خوبصورت تھی اور حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ میں قرآن پاک کو ان کی خوبصورت آواز میں سنوں اور خدا کو یاد کروں۔

[روایت نمبر۸۲] حضرت ابومعشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان محمد بن قيس إذا أراد أن يكبي أصحابه، قرأ آيات قبل أن يتكلم، وكان من أحسن الناس صوتاً، فإذا قرأ بكى وأبكى.

قال: ثم يتكلم بعد ذلك.

قال: وكان محمد بن كعب يتكلم ودموعه سائلة.

ترجمہ: حضرت محمد بن قیس جب اپنے ساتھیوں کو رلانا چاہتے تو بات کرنے سے پہلے کچھ آیات کی تلاوت کرتے تھے آپ لوگوں میں سب سے خوبصورت آواز والے تھے۔ اس لئے جب آپ قرآن پڑھتے تھے تو روتے تھے اور رلاتے تھے اس کے بعد لوگوں سے گفتگو کرتے تھے۔

حضرت محمد بن کعب جب بات کرتے تھے تو ان کے آنسو بہہ رہے ہوتے تھے۔

[روایت نمبر۸۳] حضرت ابن ابی ذیب فرماتے ہیں:

حدثني مَنْ شهد عمر بن عبدالعزيز وهو أمير المدينة، وقرأ عنده رجل: ﴿وَإِذَآ أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾. فبكى حتى غلبه البكاء وعلا نشيجه، فقام من مجلسه، فدخل بيته، وتفرّق الناس.

مجھے اس آدمی نے بیان کیا جس نے عمر بن عبدالعزیز کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ مدینہ کے گورنر تھے آپ کے پاس ایک شخص نے یہ آیت تلاوت کی۔

(۸۳) سيرة عمر بن عبد العزيز لابن الجوزي ص ۱۵٦-۱۵۷۔

وَإِذَآ أُلْقُوا۟ مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا۟ هُنَالِكَ ثُبُورًا.

[سورۃ الفرقان:۱۳]

ترجمہ: اور جب وہ اس (دوزخ) کی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت موت پکاریں گے۔

تو حضرت رو پڑے۔ حتیٰ کہ رونا ان پر غالب آیا اور ان کے رونے کی آواز بلند ہو گئی تو اپنی نشست سے اٹھ گئے اور گھر میں چلے گئے اور لوگ بھی بکھر گئے۔

[روایت نمبر۸۴] حضرت سعید بن اَبی عروبہ فرماتے ہیں کہ

أن عمر بن عبدالعزيز قال لابنه: اقرأ.

فقال: ما أقرأ؟

قال: سورة (ق).

فقرأ، حتى إذا بلغ: ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾(۱) بكى.

ثم قال: اقرأ يا بني.

قال: ما أقرأ؟

قال: سورة (ق).

حتى إذا بلغ ذكر الموت بكى أيضاً بكاءً شديداً. ففعل ذلك مراراً.

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ قرآن پڑھو پوچھا کیا پڑھوں۔ فرمایا: سورۃ ق پڑھو جب وہ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ. اور موت کی سختی حقیقتاً (قریب) آ پہنچی، پر پہنچے تو رو پڑے پھر فرمایا اور پڑھو۔ پوچھا کیا پڑھوں۔ فرمایا: سورۃ ق پڑھو۔ حتیٰ کہ جب موت کے ذکر پر پہنچے پھر خوب رونے لگے اسی طرح کئی مرتبہ یہ پیش آیا۔

[روایت نمبر۸۵] حضرت معتمر فرماتے ہیں:

---

(۸٤) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الجوزي ص ۱۵۷۔

صلی بنا أبي ، فقرأ سورة (ق) في صلاة الفجر ، فلما انتهى إلى هذه الآية: ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ . غَلَبَتْهُ عَبْرَتُه، فلم يستطع أن يجوز، فركع.

ترجمہ: ہمیں ہمارے والد یعنی حضرت سلیمان بن طرفان التیمی نے نماز فجر پڑھائی اور نماز میں سورۃ ق پڑھی جب اس آیت پر پہنچے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ. [سورۃ ق:۱۹]

تو ان پر آنسو کا غلبہ ہو گیا تو ان سے یہ ہمت نہ ہوئی کہ اس آیت سے آگے بڑھ سکیں چنانچہ اسی پر رکوع کر دیا۔

[روایت نمبر ۸۶] حضرت صلت بن حکیم فرماتے ہیں:

قرأ لنا قارئ بمكة: ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾، ونحن على باب فضيل. فجعلنا نسمع نشيجه من العُلو.

ترجمہ: ہمیں مکہ کے اندر ایک قاری نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ.

جبکہ ہم حضرت فضیل کے دروازے پر تھے تو ہم نے حضرت فضیل کے رونے کو اونچی آواز میں سنا۔

[روایت نمبر ۸۷] حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ

كان طَلْق إذا قرأ بكى وأبكى، وكان إذا قرأ لم يسمعه أحد إلا بكى، من رقَّتِه و حُسْنِ صوته.

قال: وقالت له أمه: ما أحسن صوتك يا بني بالقرآن، فليته لايكون وبالًا عليك غداً في القيامة.

فبكى حتى غُشيَ عليه.

---

(۸۷) أورده ابن الجوزي في صفة الصفوة ۲۷/٤۔

حضرت طلق جب قرآن پڑھتے تھے تو روتے تھے اور رلاتے تھے جو بھی آپ کے قرآن کو سنتا تھا وہ روتا تھا۔ اس لئے کہ وہ رقت قلب سے پڑھتے تھے اور بہت ہی خوبصورت آواز میں پڑھتے تھے۔

ان کی والدہ نے ایک دن ان سے فرمایا: قرآن پڑھنے میں تیری آواز کتنی خوبصورت ہے۔ کاش کہ یہ قیامت کے دن تجھ پر وبال نہ بنے تو حضرت طلق رو پڑے حتیٰ کہ غشی چھا گئی۔

فائدہ: طلق سے طلق بن حبیب العنزی البصری مراد ہیں۔ بہت اونچے درجے کے عابد وزاہد ہیں۔ اپنی ماں کے فرماں بردار۔

فرماتے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے کھڑا رہوں حتیٰ کہ میری کمر دکھنے لگے چنانچہ قرآن کو شروع سے پڑھتے حتیٰ کہ سورۃ حجر پر پہنچتے یعنی چودھویں سپارہ میں تب جا کر رکوع کرتے۔

[روایت نمبر ۸۸] بنوزھرہ قبیلے کے ایک آدمی کا بیان ہے۔ کہ مجھے بنوضبہ قبیلے کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ

شهدتُ رجلًا قرأ عند عمر بن عبدالعزيز، فلما انتهى إلى هذه الآية: ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾، بكى عمر حتى اشتدَّ بكاؤه، ثم ازداد بكاءً، فلم يزل يبكي حتى غشي عليه.

ترجمہ: میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس موجود تھا ایک آدمی نے ان کے سامنے قرآن شریف کی تلاوت کی اور جب وہ اس آیت پر پہنچا۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ. [سورۃ الطّور، الآیۃ: ۲۷]

ترجمہ: سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچالیا۔

تو حضرت عمر رو پڑے حتیٰ کہ ان کا رونا تیز ہو گیا اور پھر رونا اور بڑھ گیا حتیٰ

---

(۸۸) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الجوزي ص ۱۵٤۔

کہ غشی چھا گئی۔

[روایت نمبر۸۹] حضرت ابراہیم تیمی ارشاد فرماتے ہیں کہ

قرأ الحارث بن سوید: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾، فبكى، ثم قال: إن عذاب الآخرة لشديد.

حضرت حارث بن سوید نے یہ آیات پڑھیں:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ.

[سورۃ الزلزلۃ: ۷،۸]

ترجمہ: سو جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

تو پھر رو پڑے اور فرمایا: آخرت کا عذاب شدید ہے۔

[روایت نمبر۹۰] حضرت حارث بن سعید فرماتے ہیں کہ

كنا عند مالك بن دينار وعنده قارىء يقرأ، فقرأ: ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا.﴾، فجعل مالك ينتفض، وأهل المجلس يبكون ويصرخون، حتى انتهى إلى هذه الآية: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾، فجعل مالك و الله يبكي ويشهق حتى غُشي عليه؛ فحُمل من بين القوم صريعاً!

ہم حضرت مالک بن دینار کے پاس تھے۔ ان کے پاس ایک قاری قرآن شریف پڑھ رہا تھا تو اس نے

---

(۸۹) وعن إبراهيم التيمي قال: كان الرجل ياتي الحارث بن سويد، فيشتمه، فإذا فرغ قال الحارث: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾. كفى هذا إحصاء۔ صفة الصفوة ۵۷/۳.

(۹۰) صفة الصفوة ۲۷۹/۳ - ۲۸۰، والرقة والبكاء لابن قدامة عند الحديث عن مالك بن دينار۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا.

ترجمہ: جب زمین اپنی جنبش سے ہلائی جائے گی۔

پڑھی تو حضرت مالک کانپنے لگے اور حاضرین رو رہے تھے اور چیخ رہے تھے حتیٰ کہ جب اس آیت پر پہنچے تو

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ.

تو خدا کی قسم! حضرت مالک رونے لگے اور چیخنے لگے حتیٰ کہ ان پر غشی چھا گئی تو اسی بے ہوشی میں لوگوں کے سامنے سے ان کو اٹھایا گیا۔

[روایت نمبر۹۱] حضرت ابو مودود فرماتے ہیں:

بلغني أن عمر بن عبدالعزيز قرأ ذات يوم: ﴿وَ مَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَاتَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا﴾، فبكى بكاءً شديداً حتى سمعها أهل الدار، فجاءت فاطمة، فجعلت تبكي لبكائه، وبكى أهل الدار لبكائهم، فجاء عبدالملك، فدخل عليهم وهم على تلك الحال يبكون، فقال: يا أبه! ما يبكيك؟ قال: خيرٌ يا بني، ودَّ أبوك أنه لم يعرف الدنيا ولم تعرفه. والله يا بني لقد خشيت أن أهلك. و الله يا بني لقد خشيت أن أكون من أهل النار!

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن

وَ مَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَاتَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا .

والی آیت پڑھی اور خوب روئے۔ حتیٰ کہ ان کے گھر والوں نے بھی ان کے

---

(۹۱) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الحوزي ص ۱۵۷، و سيرة عبدالملك بن عمر بن عبدالعزيز لابن رجب ص ۳۹۔

رونے کو سنا تو حضرت فاطمہ ان کی بیوی آئیں اور وہ بھی ان کے رونے کی وجہ سے رونے لگیں اور گھر کے لوگ بھی ان دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے لگے۔ پھر عبدالملک (جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بیٹے تھے) آئے تو ان کو اس حالت کے اندر روتے دیکھا تو پوچھا اے ابا جان! آپ کیوں رو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں ہے بیٹے نہ وہ دنیا کو جانتا ہوتا اور نہ دنیا اس کو جانتی ہوتی خدا کی قسم! اے بیٹے مجھے ڈر ہے کہ میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ خدا کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ میں جہنمیوں میں سے نہ ہو جاؤں۔

[روایت نمبر۹۲] حضرت ہشام بن حسان فرماتے ہیں:

انطلقتِ أنا ومالک بن دينار إلى الحسن، فانتهينا إليه وعنده رجل يقرأ، فلما بلغ هذه الآية: ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ. مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ﴾، بكى الحسن، وبكى أصحابه. وجعل مالکٌ يضطرب حتى غُشي عليه.

میں اور مالک بن دینار حضرت حسن بصری کے پاس گئے ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کے پاس ایک آدمی موجود تھا جو قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب اس آیت پر پہنچا۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ. مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ. [سورۃ الطور: الآیتان: ۷،۸]

ترجمہ: بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا کوئی اس کو نہیں ٹال سکتا۔

تو حضرت حسن رونے لگے اور ان کے ساتھی بھی رونے لگے اور حضرت مالک کانپنے لگے حتیٰ کہ بے ہوش ہو گئے۔

[روایت نمبر۹۳] حضرت محمد بن عبدالعزیز بن سلمان فرماتے ہیں:

قرأ رجل عند أبي: ﴿وَالطُّوْرِ. وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ﴾، حتى انتهى إلى: ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ. مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ﴾.

قال: فبکی القوم، حتی ما کنتُ أسمع قراء ة القاری ء!

ایک آدمی نے میرے والد کے سامنے یہ آیت پڑھی: وَالطُّوْرِ. وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ. ترجمہ: قسم ہے طور (پہاڑ) کی اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہے۔

حتیٰ کہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ. مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ.

پر پہنچے تو حاضرین رونے لگے حتیٰ کہ پڑھنے والے کی تلاوت بھی کان میں نہ پڑتی تھی۔

[روایت نمبر۹۴] حضرت مقاتل بن حیان فرماتے ہیں:

صليت خلف عمر بن عبدالعزيز، فقرأ: ﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ﴾، فجعل يكرِّرها لا يستطيع أن يجاوزها، يعني من البكاء.

میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے یہ آیت پڑھی:

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ.

ترجمہ: اور ان کو (ذرا) ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھا جائے گا۔

تو اسی آیت کو دہراتے رہے ان کو ہمت نہ ہوئی کہ اس سے آگے گزرتے یعنی اس کو پڑھتے رہے اور روتے رہے۔

[روایت نمبر۹۵] حضرت اعمش فرماتے ہیں:

كان أبو صالح مؤذنًا، فأبطأ الإمام، فأمَّنا، فكان لا يكاد يُجيزها من الرِّقَّة، يعني من البكاء!

حضرت ابوصالح اذان دیتے تھے۔

امام نے جماعت کرانے میں دیر کردی تو مؤذن نے ہمیں نماز پڑھائی تو وہ

(۹۴) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الجوزي ص ۱۷۔

(۹۵) المصنف لابن أبي شيبة، رقم (۱۷۳۸۵)-۹/۱۴۔

رونے کی وجہ سے آیات کو آگے نہ پڑھ سکا۔

[روایت نمبر۹۶] حضرت ع... نی بن ابی عبداللہ الغزری فرماتے ہیں:

رأيت عمر بن عبدالعزيز خرج يوم الجمعة في ثياب دسمة، وو راءه حبشي يمشي. فلما انتهى إلى الناس رجع الحبشي. فكان عمر إذا انتهى إلى الرجلين قال: هكذا رحمكما الله؛ حتى صعد المنبر، فخطب، فقرأ: ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾، فقال: وما شأن الشمس؟ ﴿وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ﴾، حتى انتهى [إلى] ﴿وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ. وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ﴾، فبكى، وبكى أهل المسجد، وارتجَّ المسجد بالبكاء، حتى رأيت أن حيطان المسجد تبكي معه!

میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو دیکھا وہ جمعہ کے دن تیل والے کپڑوں میں نکلے اور ان کے پیچھے ایک حبشی تھا جو چل رہا تھا جب یہ لوگوں تک پہنچ گئے تو حبشی واپس چلا گیا جب حضرت عمر دو آدمیوں کے پاس پہنچتے تو کہتے اللہ تم پر رحمت فرمائے۔ راستہ دے دو حتیٰ کہ منبر تک پہنچے اور منبر پر بیٹھے اور خطبہ دیا اور یہ آیت پڑھی: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ. پھر فرمایا سورج کی کیا حالت ہوگی حتیٰ کہ جب اس آیت پر پہنچے وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ تو رونے لگے اور مسجد کے لوگ بھی روتے رہے اور مسجد میں رونے کی آوازیں بلند ہوگئیں حتیٰ کہ میں نے مسجد کی دیواروں کو دیکھا وہ بھی حضرت عمر بن عبد العزیز کے ساتھ رو رہی تھیں۔

[روایت نمبر۹۷] حضرت حکم بن نوح فرماتے ہیں:

كنتُ مع ضيغم بعبَّادان، فزاره بِشْر بن منصور، فقال ضيغم: ويحك يا حكيم! انظر لنا بعض أصحابنا ممن يقرأ، فإن بِشْرًا

---

(۹۶) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الجوزي ص ۱۵۷۔

يُعجبه حُسنُ الصوت.

فانطلقتُ، فأتيتهم بإنسان فارسي حسن الصوت، فقالوا لي: لا تقل له يقرأ حتى يهدأ أهل الدَّير.

فلما سكنت الرِّجلُ، وهدأ الناس، قالوا له: خذ الآن.

فجعل و الله الفارسي يقرأ و القوم يبكون وينتحبون.

قال: ثم أخذ فجعل ينوح بالفارسية، فجعلوا و الله يصرخون كما تصرخ الثكلى.

قال: حتى استيقظ أهل الدَّير واجتمعوا.

فأما بِشرٌ فغُشيَ عليه تلك الليلة مراراً!

قال: وأما أبو مالك فجعل يقوم ويقعد، حتى ظننتُ أن عقله قد ذهب!

قال: فبتنا والله بليلةٍ أطيبَ ليلةٍ وألذَّ عيش.

فكان بشرٌ يقول لي بعدُ: ويحك يا حكيم! ما فعل الفارسي؟! ويحك يا حكيم يقتلُ الناسَ ذاك الفارسي هكذا عياناً بصوته!

ترجمہ: میں حضرت عبادان شہر میں حضرت ضیغم کے پاس تھا۔ یہ حضرت کی زیارت کے لئے گئے حضرت ضیغم نے کہا اے حکیم تم تباہ ہو جاؤ۔ کوئی ہمارا ایسا ساتھی تلاش کرو جو قرآن شریف کی اچھی تلاوت کرتا ہو کیونکہ حضرت بشر جو ہیں اس کی قرآن کی تلاوت کو خوبصورت آواز میں پڑھنے کو پسند کرتے ہیں تو میں چلا گیا اور ایک فارسی آدمی کے پاس پہنچا جن کی آواز انتہائی خوبصورت تھی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ تو اس کو یہ نہ کہنا کہ قرآن پڑھو ایسا نہ ہو کہ اس کی حسن آواز سے یہ عمارت ہی گر جائے۔ چنانچہ جب لوگوں کو نیند آنے لگی اور اطمینان وسکون ہو گیا

اس وقت اس کو کہا کہ ہاں اب تلاوت شروع کرو۔ خدا کی قسم! جب فارسی نے قرآن پاک پڑھا تو حاضرین رونے لگے اور بلبلانے لگے پھر اس نے فارسی زبان میں کچھ مرثیہ کے اشعار کہے تو خدا کی قسم! لوگ ایسے چیخ رہے تھے جس طرح کہ بچہ گم کرنے والی ماں چیختی ہے۔ حتیٰ کہ اس عمارت کے لوگ بھی جاگ پڑے اور جمع ہونے لگے اور حضرت بشر بن منصور کو اس رات میں کئی دفعہ بے ہوشی طاری ہوئی اور ابو مالک کی یہ حالت تھی کہ کبھی وہ کھڑے ہوتے تھے اور کبھی وہ بیٹھتے تھے حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ ان کی عقل ہی اڑ گئی ہے۔

یہ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے وہ رات گزاری خدا کی قسم ایسی رات تھی، پاکیزہ اور عیش ولذت والی رات کبھی نہیں گزری تھی۔

حضرت بشر نے مجھے بعد میں کہا کہ اے حکیم تو تباہ ہو جائے فارسی نے کیا کیا۔ اے حکیم تباہ ہو جائے وہ فارسی لوگوں کو مارتا ہے، قتل کرتا ہے یہ اس کی حسن آواز کی وجہ سے تھا۔

[روایت نمبر ۹۸] حضرت مسروق فرماتے ہیں:

قرأت على عائشة هذه الآيات: ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾، فبكت وقالت: ربِّ مُنَّ وقني عذابَ السَّموم.

میں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے یہ آیات پڑھیں:

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ. [سورۃ الطور:۲۷]

ترجمہ: تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور عذاب دوزخ سے بچالیا۔

---

(۹۸) أورد ابن كثير الخبر على النحو التالي.... عن مسروق، عن عائشة أنها قرأت هذه الآية: ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ. اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ﴾، فقالت: اللهم مُنَّ علينا وقنا عذاب السّموم إنك أنت البَرُّ الرحيم۔ قيل للأعمش: في الصلاة؟ قال: نعم۔ تفسير ابن كثير ٢٤٣/٤۔ وهو كذلك في مصنف ابن أبي شيبة ٢١١/٢۔

تو حضرت عائشہؓ رو پڑیں اور کہنے لگیں اے میرے رب مجھ پر احسان فرما اور عذاب سموم سے مجھے محفوظ فرما۔

[روایت نمبر۹۹] حضرت عبدالعزیز جو حضرت توبۃ العنبری کی اولاد میں سے تھے بیان کرتے ہیں:

كنا نجتمع كثيراً، قال: فبتنا ليلة بعبَّادان في أول ما اتُّخذت، قال: ومعنا ليلتئذ الربيع بن صَبيح، وبكر بن خُنيس الكوفي، وعدة من الفقهاء، إذ قالوا: قد جاء عبدالواحد بن زيد، ... له القوم جميعاً، فدخل علينا، وكان رجل يقرأ، فدخل عبدالواحد وقد انتهى القارئ، إلى هذه الآية: ﴿يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا﴾، فصاح: وأي أذان دون؟ فضجَّ القوم بالبكاء، وسقط عبدالواحد مغشياً عليه. فقام الربيع وأصحابه، فأحاطوا به، فجعلوا يبكون وهو بينهم صريع. فلم يزالوا على ذلك يبكون حتى ضربه البردُ في السَّحَر فأفاق!

ترجمہ: ہم کچھ دوست بہت زیادہ جمع ہوا کرتے تھے پھر اپنی امارت کے ابتدائی زمانے میں ہم نے ایک رات عبادان میں گزاری اور ہمارے ساتھ اس رات ربیع بن صبیح موجود تھے اور بکر بن خنیس الکوفی بھی اور بھی کئی فقہاء کرام موجود تھے کہ اچانک کہنے لگے حضرت عبدالواحد بن زید تشریف لائے ہیں تو سب لوگ ان کے اکرام کے لئے کھڑے ہو گئے جب ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک آدمی قرآن پڑھ رہا تھا تو حضرت عبدالواحد جب نشست گاہ پر پہنچے تو قاری قرآن نے یہاں پر اپنی تلاوت کا وقف کیا۔

يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا۔ [سورۃ الطور: ۹، ۱۰]

ترجمہ: تو حضرت عبدالواحد بن زید کی چیخ نکل گئی اور حاضرین بھی خوب

رونے لگے اور حضرت عبدالواحد کی یہ حالت ہوگئی کہ بے ہوش ہوکر گر گئے اور حضرت ربیع اور ان کے ساتھی ان کے پاس جمع ہوگئے اور رونے لگے اور پھر ان میں بھی ہچکیاں بندھ گئیں۔ حضرت عبدالواحد ان کے سامنے بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے یہ حضرات ان کے پاس بیٹھ کر روتے رہے حتیٰ کہ جب حضرت عبدالواحد کو بہت زیادہ سردی لگی تو افاقہ ہوا۔

[روایت نمبر ۱۰۰] حضرت امام شعبی سے مروی ہے فرماتے ہیں:

قال: سمع عمر بن الخطاب رجلًا يقرأ: ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ﴾، فجعل يبكي حتى اشتد بكاؤه. ثم خرّ يضطرب. فقيل له في ذلك فقال: دعوني، فإني سمعتُ قَسَمَ حقٍّ من ربي!

حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک آدمی سے یہ آیت پڑھتے ہوئے سنی:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ.

[سورۃ الطور الآیتان: ۷، ۸]

ترجمہ: بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔

تو حضرت عمرؓ رونے لگے اور رونا بھی حضرت کا بہت تیز ہو گیا حتیٰ کہ مضطرب ہو گئے ان سے اس بارے میں کہا گیا تو فرمایا: مجھے چھوڑ دو میں نے اپنے رب کی طرف سے سچی قسم سن لی ہے۔

---

(۱۰۰) أورده موفق الدين بن قدامة في كتابه "الرِّقة" على النحو التالي: خرج عمر عليه السلام يعسُّ المدينة ذات ليلة، فمرَّ بدار رجل من المسلمين، فوافقه قائماً يصلي، فوقف يسمع قراء ته، فقرأ "والطور" حتى بلغ: ﴿إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾. قال: قَسَمٌ و ربِّ الكعبة حق. فنزل عن حماره، فاستند إلى حائط، فمكث مليًّا، ثم رجع إلى منزله، فمرض شهراً يعوده الناس، لايدرون ما مرضه!

[روایت نمبر۱۰۱] حضرت ابوخریم فرماتے ہیں کہ

قیل للحسن: إن ههنا قومًا إذا استمعوا القرآن بكوا حتى تعلو أصواتهم!

فقال الحسن: لم يزل الناس على ذلك يبكون عند الذكر وقراءة القرآن.

حضرت حسن بصری سے کہا گیا کہ یہاں کچھ لوگ ہیں جو قرآن کو سنتے ہیں حتیٰ کہ ان کی آوازیں اٹھ جاتی ہیں۔ حضرت حسن نے فرمایا کہ لوگ اسی حالت میں رہیں گے جب وہ ذکر کے وقت اور قرآن پاک کی تلاوت کے وقت روتے ہوں گے۔

[باب 5]

وعظ میں رونے والوں کے واقعات

[روایت نمبر ۱۰۲] حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:

سمعت رسول الله ﷺ يخطب وهو يقول: " لا تَنْسَوا العظيمتين".

قلنا: وما العظيمتان؟

قال: " الجنة والنار".

---

(۱۰۲) أورده الإمام المنذري في الترغيب والترهيب ٤٥٧/٤ بألفاظ متقاربة وقال: رواه أبو يعلى۔ واقتصر الإمام البخاري في روايته في التاريخ الكبير ٤١٧/١ عن ابن عمر رضي الله عنهما على قوله ﷺ: " لا تنسوا العظيمين: الجنة والنار"۔

وروي بلفظ آخر من طرق أخرى... فعن أبن ذر قال: قال رسول الله ﷺ: " إني أرى ما لا ترون، وأسمع ما لا تسمعون، أطّت السماء، وحُقّ لها أن تئطّ، ما فيها موضع أربعِ أصابع إلا ومَلَكٌ واضعٌ جبهته ساجداً لله، و الله لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلًا ولبكيتم كثيراً، وما تلذّذتم بالنساء على الفُرُش، ولخرجتم إلى الصُّعُدات تجأرون إلى الله، لوددتُ أني كنتُ شجرة تُعْضَد"۔

قال الإمام الترمذي: وفي الباب عن أبي هريرة وعائشة وابن عباس وأنس۔ قال: هذا حديث حسن غريب۔ ويُروى من غير هذا الوجه أن أبا ذر قال: لوددت أني كنت شجرة تُعضد۔ سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب في قول النبي ﷺ: لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلاً، رقم "٢٣١٢" ٥٥٦/٤۔ ورواه ابن ماجه في كتاب الزهد أيضاً، باب الحزن والبكاء، رقم "٤١٩٠" ١٤٠٢/٢۔

فذكر رسول الله ﷺ ما ذكر، ثم بكى حتى جرى أوائل دموعه جانبي لحيته، ثم قال:

"والذي نفس محمد بيده لو تعلمون من علم الآخرة ما أعلم، لمشَيتم إلى الصعيد، فلحثَيتُم على رؤوسكم التراب"

ترجمہ: میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: تم دو عظیم چیزوں کو نہ بھولو۔ ہم نے عرض کیا وہ دو چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا: جنت اور جہنم تو حضور ﷺ نے نصیحت کی جتنا کی پھر رونے لگے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے شروع کے آنسو آپ ﷺ کی ڈاڑھی کی دونوں جانب بہنے لگے پھر فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم آخرت کے علم کو اتنا جانو جتنا میں جانتا ہوں تو تم میدان کی طرف چلے جاؤ اور اپنے سروں پر مٹی ڈالنے لگو۔

[روایت نمبر۱۰۳] حضرت بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے:

أن أبا موسى خطب الناسَ بالبصرة، فذكر في خطبته النار، فبكى حتى سقطت دموعه على المنبر.

قال: وبكى الناس يومئذ بكاءً شديداً.

حضرت ابوموسیٰ اشعری نے لوگوں کو بصرہ میں خطبہ دیا اور خطبہ میں جہنم کا ذکر کیا تو رو پڑے۔ حتیٰ کہ آپ کے آنسو منبر پر گرنے لگے' لوگ بھی اس دن بہت روئے تھے۔

[روایت نمبر۱۰۴] حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں:

لو أن رجلًا من أهل النار أُخرِجَ إلى الدنيا لماتَ أهل الدنيا من وحشة منظره، ومن ريحه.

---

(۱۰۳) سبق أن أورده المؤلف في الرقم (۵۷)۔

قال: ثم بكى عبد الله بكاء شديداً.

اگر کوئی جہنمی آدمی دنیا کی طرف نکالا گیا تو اس کے منظر اور اس کی بدبو کو دیکھ کر لوگ مر جائیں پھر حضرت خوب رونے لگے۔

[روایت نمبر۱۰۵] عباد بن منصور فرماتے ہیں:

سمعت عدي بن أرطاة يخطبنا على منبر المدائن، فجعل يعظنا حتى بكى وأبكى، فقال: كونوا كرجلٍ قال لابنه وهو يعظه: يا بني! أوصيك أن تصليَ صلاةً إلا ظننتَ أنك لا تصلي بعدها غيرها حتى تموت.

وتعالَ بُنيَّ حتى نعملَ عملَ رجلين كأنهما قد أُوقِفا على النار ثم سألا الكرَّة.

ولقد سمعتُ فلاناً- نسي عبَّادٌ اسمه- ما بيني وبين رسول الله غيره، قال: إن رسول الله ﷺ قال:

"إن لله ملائكةً ترعدُ فرائصُهم من مخافته، ما منهم مَلَكٌ تَقْطُر دمعة من عينه إلا وقعت مَلَكًا يسبِّح".

قال: "وملائكة سُجودٌ منذ خلق الله السماوات والأرض، لم يرفعوا رؤوسهم، ولا يرفعونها إلى يوم القيامة. وصُفوفٌ لم ينصرفوا عن مصافِّهم، ولا ينصرفون إلى يوم القيامة.

---

(۱۰۵) كنز العمال ۳٦٦/۱۰ رقم (۲۹۸۳٦) وذكر رواته: البيهقي في السنن وأبا الشيخ في العظمة، والبيهقي في شعب الإيمان، والخطيب وابن عساكر عن رجل من الصحابة۔

وأورده الإمام الغزالي في الإحياء۔ انظر تخريجه في " تخريج أحاديث إحياء علوم الدين للعراقي والسبكي والزبيدي " ۲٤٦٤/٦-۲٤٦٦ رقم (۳۸۸۹)۔

فإذا كان يوم القيامة تجلّىٰ لهم ربُّهم، فنظروا إليه، تبارك و تعالى. فقالوا: سبحانك ما عبدناك كما ينبغي لك''.

میں نے حضرت عدی بن ارطاۃ سے سنا جبکہ وہ مدائن کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے پس وہ ہمیں نصیحت کرنے لگے حتیٰ کہ روتے بھی تھے اور رلاتے بھی تھے۔ پھر فرمایا: کہ تم ایسے آدمی کی طرح ہو جاؤ جو اپنے بیٹے کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے اے بیٹے! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو کوئی نماز نہ پڑھے مگر اس یقین کے ساتھ کہ اس کے بعد شاید مرنے تک تو کوئی نماز نہ پڑھ سکے گا۔

اور اے بیٹے! ادھر آ اور ہم ان دو آدمیوں کی طرح نیک کام کریں جن کو جہنم کے کنارے پر کھڑا کر دیا گیا ہو پھر وہ سوال کریں کہ یا اللہ ہمیں دنیا کی طرف دوبارہ لوٹا دے تا کہ ہم نیک کام کر کے آئیں۔

اور میں نے فلاں آدمی سے سنا اس کا نام راوی حدیث بھول گئے ہیں۔

میرے اور رسول اللہ کے درمیان اس آدمی کے علاوہ کوئی فاصلہ نہیں ہے وہ فرماتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بے شک! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جن کے کندھے کے گوشت خدا کے خوف سے کانپتے ہیں ان میں کوئی فرشتہ تو وہ ہے جس کی آنکھوں سے آنسو کے قطرے گرتے ہیں مگر وہ قطرے بھی کسی فرشتے پر گرتے ہیں جو اللہ کی تسبیح ادا کر رہا ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کچھ فرشتے ایسے ہیں جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس وقت سے وہ سجدہ میں پڑے ہوئے ہین۔ انہوں نے اپنے سر نہیں اٹھائے اور نہ وہ قیامت تک سر اٹھائیں گے اور کچھ فرشتے صفیں باندھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی صفوں سے نہیں پھرتے اور نہ قیامت کے دن تک پھریں گے اور جب قیامت کا دن ہوگا اللہ ان کی طرف تجلی فرمائیں گے اور وہ اللہ

تبارک وتعالی کی طرف دیکھیں اور کہیں گے۔

آپ کی ذات پاک ہے ہم نے ویسی عبادت نہیں کی جیسا کہ آپ کے لئے لائق تھی۔

[روایت نمبر ۱۰۶] ابوزید جو مکۃ المکرّمہ کے شیخ ہیں فرماتے ہیں:

رأيت عمر بن عبد العزيز يبكي على المنبر، ما يستطيع أن يتكلم من شدة البكاء.

میں نے عمر بن عبدالعزیز کو منبر پر روتے ہوئے دیکھا اور زیادہ رونے کی وجہ سے وہ بات نہیں کر سکتے تھے۔

[روایت نمبر ۱۰۷] جسر ابوجعفر فرماتے ہیں:

رأيتُ عمر بن عبد العزيز بخُناصِرة يصعد المنبر، وإن لحيته لتقطُر دموعًا.

---

(۱۰۶) سيرة عمر بن عبد العزيز لابن الجوزي ص ۱۵۸۔

(۱۰۷) هذا إشارة إلى الخطبة التي خطبها امير المؤمنين عمر بن عبدالعزيز.. وقد أوردها ابن عبد الحكم في سيرته (ص۳۷-۳۹) فقال:۔

خطب عمر بن عبدالعزيز الناس بخُناصرة فقال: أيها الناس إنكم لم تخلقوا عبثاً، ولم تُتركوا سدى، وإنكم لكم معاد، ينزل الله تبارك و تعالى للحكم فيه والفصل بينكم، فخاب وخسر من خرج من رحمة الله التي وسعت كل شيء، وحُرم الجنة التي عرضها السماوات والأرض۔ ألا ترون أنكم في أسلاب الهالكين، وسيخلفها بعدكم الباقون، حتى تُردَّ إلى خير الوارثين۔ في كل يوم تشيعون غادياً إلى الله ورائحاً قد قضى نحبه وانقضى أجله، ثم تغيبونه في صدع من الأرض غير موسَّد ولا ممهَّد، قد فارق الأحباب، وخلع الأسلاب، وواجه الحساب، وسكن التراب مرتهناً بعمله، غنيا عمّا ترك، فقيراً إلى ما قدَّم۔ ثم قال: وايم الله إني لقول لكم هذه المقالة وما أعلم عند أحدٍ منكم من الذنوب أكثر مما أعلم عندي، فأستغفر الله وأتوب إليه۔ وما أحد منكم تبلغني حاجته إلا حرصتُ أن أسدَّ من حاجته ما قدرتُ

ثـم رأيتـه بعد أن نزل وإنه لعلى نحوٍ من حاله التي صعد عليها من البكاء!

میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خناصرہ (علاقے کا نام) میں دیکھا کہ آپ منبر پر چڑھے اس حال میں کہ آپ کی ڈاڑھی سے آنسو کے قطرے گر رہے تھے۔ پھر میں نے ان کو منبر سے اترنے کے بعد دیکھا تو بھی وہ اسی حالت میں تھے جس حالت میں منبر پر چڑھے تھے۔

[روایت نمبر ۱۰۸] صفوان بن ابی یزید کہتے ہیں:

أنه قَدِمَ مع محمد بن كعب القرظي على عمر بن عبد العزيز، قال: وكان فيما ذاكَرَنا به عمرُ أنْ قال لمحمد: يا أبا حمزة! ما ضرَّ أخاك بُسْرَ بنَ سعيد التقللُ والانقطاعُ الذي كان فيه؟

قال: ثم بكى بكاءً شديداً، حتى قلتُ: الآن يسقط!

ثم قال: أما والله لئن كان بُسْرٌ صبر على القِلَّة والعبادة، لقد صبر على معرفةٍ، وعَلِمَ بما صَبَر عليه!

مجھے اہل مدینہ میں سے ایک آدمی نے اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ میرے والد محمد بن کعب قرظی کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے محمد بن کعب قرظی سے فرمایا کہ اے ابوحمزہ! تمہارے بھائی بسر بن سعید کو کیا تکلیف ہوئی کہ اس نے عبادت کو کم کر دیا ہے اور

عليه، وما أحدٌ لا يسعه ما عندي إلا وددتُ أنه بُدىء بي وبلحمتي الذين يلونني حتى يستوي عيشنا وعيشكم. وايم الله لو أردتُ غير هذا من رخاء أو غضارة عيشٍ لكان اللسان به مني ذلولًا، ولكنه مضى من الله كتابٌ ناطق أمرني فيه بطاعته، ونهاني فيه عن معصيته.

ثم رفع طرف ثوبه ووضعه على وجهه، فبكى، وبكى من كان حوله.

ثم قال: نسأل الله التوفيق والهدى، والعمل بما يحب ويرضى.

جس حالت میں تھا اس سے منقطع ہو گیا ہے پھر حضرت شدید رونے لگے حتیٰ کہ میں نے کہا کہ ابھی گر جائیں گے پھر فرمایا: سن لو! خدا کی قسم! اگر بسرا اپنے قلت رزق اور عبادت کی کثرت پر صبر کرتے تو ان کا یہ صبر معرفت پر ہوتا اور جس چیز پر انہوں نے صبر کیا ہے تو اس کا نتیجہ بھی ان کے علم میں آ جاتا۔

فائدہ: یعنی جو آدمی کثرت سے عبادت کرے چاہے تنگدستی بھی ہو اللہ اس کی عبادت کے بدلے میں ایسے ایسے مخفی خزانے اور اپنی معرفت کا مقام عطاء فرماتے ہیں کہ جس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔

[روایت نمبر ۱۰۹] حضرت ابوبکر الہذلی فرماتے ہیں:

رأيتُ الحجَّاجَ يخطب على المنبر، فسمعته يقول:

يا أيها الناس! إنكم غداً موقوفون بين يدي الله ومسؤولون، فليتقِ الله امروٌ، ولينظر ما يَعُدُّ لذلك الموقف، فإنه موقف يخسر فيه المبطلون، وتَذْهَل فيه العقول، ويرجعُ الأمرُ فيه إلى الله، لتُجزى كلُّ نفس بما كسبت، إن الله سريع الحساب، بادروا آجالكم بأعمالكم قبل أن تُخترموا دون آمالكم.

ثم نَحَبَ وهو على المنبر، فرأيت دموعه تنحدر على لحيته.

میں نے حجاج بن یوسف کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہا تھا:

اے لوگو! تم کل اللہ کے سامنے کھڑے کیے جاؤ گے اور تم سے سوال کیا جائے گا۔ تو آدمی کو چاہئے کہ اللہ سے ڈرے اور دیکھے اس نے خدا کے سامنے پیش ہونے کے لئے کیا تیار کیا ہے کیونکہ وہ ایسی پیشی کی جگہ ہے جس میں بے کار

(۱۰۹) وفي الأخبار الموفقيات ص ۱۰۱ عن مالك بن دينار أن الحجاج خطب فقال: "امروٌ زوَّر [أي حسَّن] نفسه، امروٌ لم يأتمن نفسه على نفسه، امروٌ حاسب نفسه قبل أن تصير المحاسبة إلى غيره، امروٌ جعل لنفسه زماماً ولجاماً فقادها بالزمام إلى طاعة الله، وكبحها باللجام عن معصية الله۔

... نقصان میں رہیں گے اور عقلیں اڑ جائیں گی اور تمام اختیارات اللہ کے قبضہ میں ہوں گے تا کہ اللہ ہر نفس کو جو کچھ اس نے کیا اس کا بدلہ دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب کرنے والا ہے۔ تم جلدی سے اپنے نیک اعمال کرلو پہلے اس سے کہ تمہاری آرزوئیں ٹوٹ جائیں پھر وہ منبر پر ہی رونے لگا اور میں نے دیکھا کہ اس کے آنسوؤں اس کی ڈاڑھی پر گر رہے تھے۔

فائدہ: حجاج بن یوسف کی دونوں قسم کی باتیں تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں' ظلم کی بھی اور اچھائی کی بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اس سے معاملہ فرمائیں۔

[روایت نمبر ۱۱۰] حضرت ابو سعدؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں حجاج نے خطبہ دیا اور کہا:

خطبنا الحجاج فقال: ابنَ آدم! أنت اليوم تأكُلُ وغداً تُوءَكَل. ثم تلا: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾

ثم بكى، حتى جعل يتلقى دموعه بعمامته.

اے انسان! تو آج کھاتا ہے اور کل تجھے کھایا جائے گا پھر اس نے یہ آیت پڑھی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ.

ترجمہ: ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

پھر وہ رویا حتیٰ کہ اپنے آنسوؤں کو اپنی پگڑی کے ساتھ پوچھنے لگا۔

فائدہ: کل کھایا جانے کا مطلب یہ ہے کہ قبر میں کیڑوں کی خوراک بنے گا جیسا کہ عموماً ہر میت کا یہی انجام ہوتا ہے۔

[روایت نمبر ۱۱۱] حضرت ابو سعد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن حجاج کو خطبہ دیتے ہوئے سنا جبکہ وہ منبر پر تھا اور کہہ رہا تھا:

سمعتُ الحجاج يخطبُ يوماً وهو على المنبر يقول:

يا ابن آدم! بينما أنت في دارك وقرارك، إذ تَسَوَّرَ عليك عبدٌ يُدعى مَلَكَ الموت، فوضع يده من جسدك موضعاً، فذلَّ

له، فاختلس روحك، فأخذه، فذهب به. ثم قام إليك أهلُكَ، فغسلوك وكفنوك، ثم حملوك إلى قبرك فدفنوك، ثم رجعوا، فاختصم فيك حبيباكَ: حبيبك من أهلك وحبيبكَ من مالك! فاتق الله، فإنك اليوم تأكُلُ وغداً تؤكَلُ.

قال أبو سعد: ثم نَعَر نعرةً، فظننتُ أنه الموتُ به. ثم نظرتُ إلى عينيه تسكبان، حتى نظرتُ إليه يتلقى دموعه بعمامته، ثم ينزل، فيفتل.

قال: وصعد المنبر، فاستسقى، وقد استستقى قبل.

قال: فلما كانَ في ذلك اليوم استسقى، فلا والله ما نزل عن المنبر حتى مُطر. فاستقبل القِبلة وصلى، وسقط رداؤه.

قال: وبكى لمَّا أُجيب، ثم أقبل بوجهه فقال: أيها الناس، إن العبد يسأل ربَّه الحاجة وطلبُها إليه، ومِنْ أَمْرِ ربِّه أن يجيبه فيها، فيطول الله عليه ليكون إذا أعطاها إياه أشدَّ لشكره. وإني أقسمتُ عليكم بالله لما صُمتم شكراً ثلاثاً. ثم خرج!

اے انسان! اب تو اپنے گھر میں ہے اور اپنے قرار میں ہے جب تجھ پر ایک شخص دیوار پھلانگ کر آئے گا جس کا نام ملک الموت ہوگا تیرے جسم پر ایک جگہ اپنا ہاتھ رکھے گا جسم اس کے تابع ہو جائے گا اور وہ تیری روح کو نکال لے گا اور اس کو لے جائے گا پھر تیری طرف تیرے گھر کے لوگ آئیں گے، تجھے غسل دیں گے، کفن دیں گے پھر تیری قبر کی طرف اٹھا کر لے جائیں گے پھر دفن کر دیں گے پھر واپس لوٹ جائیں گے پھر تیرے بارے میں دو دوست آپس میں لڑیں گے، جھگڑا کریں گے تیرا ایک محبوب تیرے اہل ہوں گے اور تیرا ایک محبوب تیرا مال ہو گا پس تو اللہ سے ڈر آج تو خوراک کھاتا ہے اور کل تو خوراک بنے گا۔

حضرت ابو سعد فرماتے ہیں: پھر حجاج نے بلند آواز سے ایک چیخ ماری مجھے گمان ہوا کہ شاید موت آ گئی ہے پھر میں نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا جس

سے آنسو بہہ رہے تھے حتیٰ کہ میں نے اس کی طرف دیکھا کہ وہ اپنے آنسوؤں کو اپنی پگڑی سے پونچھ رہا تھا۔

پھر وہ اسی طرح اترتا تھا اور رخ لوگوں سے پھیر کر آنسو پونچھتا تھا۔

پھر وہ منبر پر چڑھا اور بارش کی دعا مانگی اور اس سے پہلے بھی بارش کی دعا مانگی تھی پھر جب اس دفعہ بارش کی دعا مانگی تو خدا کی قسم وہ منبر سے بھی نہیں اترا تھا کہ بارش ہوگئی۔

پھر اس نے قبلہ کی طرف رخ کیا اور نماز پڑھی اس کی کملی گر گئی ابو سعد کہتے ہیں جب اس کی دعا قبول ہوئی تو وہ رو پڑا پھر اپنے چہرے کو لوگوں کی طرف کیا اور کہا کہ اے لوگو! بندہ جب اپنے رب سے اپنے حاجت کا سوال کرتا ہے اور اس سے دعا مانگتا ہے اور رب تعالیٰ کا کام ہے کہ وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے تو اللہ اپنے احسانات اس پر طویل کر دیتا ہے تاکہ وہ کوئی چیز دے تو بندہ زیادہ شکر ادا کرے۔

میں تمہیں قسم دیتا ہوں خدا کی کہ تین دن تک شکرانے کے روزے رکھنا اس کے بعد حجاج چلا گیا۔

فائدہ: حجاج بن یوسف بصرہ کا مشہور گورنر ہے' خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانے میں گورنر تھا اس نے دو عظیم الشان کام کیے۔

اس نے قرآن پاک پر اعراب اور نقطے لگوائے جس سے ساری دنیا کے اندر پڑھنا آسان ہو گیا دوسرا اس نے سندھ کی طرف محمد بن قاسم کو بھیجا تھا سندھ میں ہندوؤں کے ساتھ جہاد کر کے غلبہ پایا اور اسلام کو پھیلایا اور لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ پاک و ہند کے بہت سارے لوگوں کے اسلام کا سبب آج محمد بن قاسم اور اس کے بھیجنے والے حجاج بن یوسف کا مرہون منت ہے۔

[باب 6]

ان لوگوں کی حکایات جنہوں نے وعظ کو سنا اور رونے لگے اور روتے رہے

[روایت نمبر۱۱۲] حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے:

أن أباه كان يقصُّ لابن الزبير، وابنُ عمر قاعدٌ ناحيةً، فقرأ: ﴿لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ﴾. فبكى ابن عمر حتى لَثِق جيبه من دموعه، وابتلت لحيته.

ترجمہ: ان کا باپ حضرت عبداللہ بن زبیر کے سامنے قصص و واقعات سنا رہا تھا اور ابن عمر ایک کونے کے اندر بیٹھے ہوئے تھے تو یہ آیت پڑھی۔

لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ.

تو حضرت ابن عمر رو پڑے حتیٰ کہ ان کا گریبان ان کے آنسوؤں سے تر ہو گیا اور داڑھی مبارک بھی تر ہو گئی۔

[روایت نمبر۱۱۳] حضرت عوام بن حوشب فرماتے ہیں کہ

رُئِيَ ابنُ عمر في حلقة عبيد بن عمير – وكان من أبلغ الناس – يبكي، حتى بلَّ الحصى بدموعه.

ابن عمرؓ کو حضرت عبید بن عمیر کے حلقے میں دیکھا گیا یہ حضرت عبید بن عمیر لوگوں میں بڑے فصیح و بلیغ مشہور تھے تو حضرت ابن عمر نے ان کا وعظ سنا تو رونے

(۱۱۳) أورده الحافظ المزي في تهذيب الكمال ۱۹/۲۲۴-۲۲۵۔

لگے حتیٰ کہ کنکریاں بھی حضرت ابن عمر کے آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔

[روایت نمبر۱۱۴] حضرت معرف بن واصل فرماتے ہیں: میں نے ابووائل شقیق بن سلمہ کو دیکھا جبکہ ان کا ہاتھ حضرت ابراہیم تیمی کے ہاتھ میں تھا جب بھی حضرت ابراہیم ان کو نصیحت کرتے حضرت شقیق پر کپکپی طاری ہوجاتی اور وہ رونے لگتے۔

رأيت أبا وائل شقيق بن سلمة ويده في يد إبراهيم التيمي، فكلما ذكَّر إبراهيمُ انتفضَ شقيق وبكى.

[روایت نمبر۱۱۵] حضرت محمد بن قیس فرماتے ہیں:

سلَّمَ عمر بن عبد العزيز يومًا في الظهر ثم قال: يا أبا إبراهيم ذكِّرنا بالجنة والنار.

قال: فذكَّرت، فما رأيت أحداً من خلق الله أكثر بكاءً منه.

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ظہر کو سلام پھیرا تو فرمایا: اے ابوابراہیم! ہمیں جنت اور جہنم یاد دلایئے تو حضرت ابوابراہیم (تیمی) نے فرمایا کہ جب میں نے ان کو جنت جہنم یاد دلائی تو میں نے اللہ کی مخلوق میں سے ان سے زیادہ کسی کو رونے والا نہ دیکھا۔

[روایت نمبر۱۱۶] حضرت قتادہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ

دخل على عمر بن عبد العزيز رجل يقال له ابن الأهتم، فلم يزل يعظه و عمر يبكي، حتى سقط مغشياً عليه!

ایک آدمی جسے ابن الاہتم کہا جاتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا۔

---

(۱۱۴) وعن المغيرة قال: كان إبراهيم التيمي يذكِّر في منازل أبي وائل، وكان أبو وائل ينتفض انتفاض الطير- حلية الأولياء ۱۰۱/٤، صفة الصفوة ۲۹/۳-

(۱۱۵) سيرة عمر بن عبد العزيز لابن الجوزي ص ۱٥۸-

(۱۱٦) سيرة عمر بن عبد العزيز لابن الجوزي ص ۱٥٤-

پس وہ مسلسل حضرت عمر بن عبدالعزیز کو نصیحت کرتا رہا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز روتے رہے حتیٰ کہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔

[روایت نمبر ۱۱۷] خالد بن صفوان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال له عمر بن عبدالعزيز: ابنَ الأهتم! بيانك حجةٌ عليك، فأقصر من خطبتك، وأعدَّ الجواب عند الله بحجتك.

قال: فبكى ابن الأهتم، وبكى عمر، وارتجت الدار بالبكاء، فما رئي باكٍ في زمن عمر أكثر من ذلك اليوم!

مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا اے ابن الاہتم! تیرا بیان تیرے اوپر حجت ہوگا۔ پس تو اپنا خطاب مختصر کردے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینے کے لئے تیار ہو جا۔

راوی کہتا ہے ابن الاہتم رو پڑے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی رو پڑے اور رونے کی وجہ سے گھر گونج اٹھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں اس دن سے زیادہ رونے والا کوئی نہیں دیکھا گیا۔

[روایت نمبر ۱۱۸] مبارک بن فضالہ فرماتے ہیں عبداللہ بن الاہتم عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے جبکہ آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔

دخل عبد الله بن الأهتم على عمر بن عبد العزيز وهو جالس على سرير، فحمد الله وأثنى عليه، ثم أخذ في موعظته الطويلة.

فنزل عمر عن سريره حتى استوى بالأرض، وجثا على ركبتيه، وابن الأهتم يقول: وأنت يا عمر! وأنت يا عمر من أولاد

(١١٨) أورد ابن عبدالحكم هذا الخبر مع موعظة ابن الأهتم الطويلة في سيرة عمر بن عبد العزيز ص ٩١-٩٣ وذكر ابن صاحب هذه الموعظة هو خالد بن صفوان بن الأهتم. وأورده ابن الجوزي مختصراً في سيرة عمر بن عبد العزيز ص ١١٣-١١٤.

الملوک وأبناء الدنیا الذین وُلدوا في النعیم و غُذُّوا به، لا یعرفون غیره. وعمر یبکي ویقول: هیه هیه ابن الاهتم! هیه.

فلم یزل یعظه وعمر یبکي، حتی غُشي علیه!

پس ابن الاَہتم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر اپنی طویل نصیحت میں شروع ہو گئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز چار پائی سے اتر کر زمین پر دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور ابن الاَہتم کہہ رہے تھے:

اے عمر تو! اے عمر تو بادشاہوں کی اولاد میں سے ہے اور دنیا کے ان بیٹوں میں سے ہے جنہوں نے ناز ونعمت میں پرورش پائی (اور) اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ اور عمر رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے هیه هیه ابن الأهتم! هیه ۔ بس کرو ابن الاَہتم بس کرو۔

لیکن ابن الاَہتم مسلسل نصیحت کرتے رہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ روتے رہے حتیٰ کہ آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی۔

[روایت نمبر۱۱۹] موسیٰ بن زید الحسنی فرماتے ہیں:

تکلم رجل عند عبد الله بن الحسن یوماً، فأبکی القوم. فلما تفرّقوا وخرجوا من داره قال عبد الله: هکذا کان الناس فیما مضی.

ایک آدمی نے عبداللہ بن حسن کے سامنے تقریر کی تو اس نے قوم کو رلا دیا۔ پس جب لوگ جدا ہو گئے اور ان کے گھر سے چلے گئے تو عبداللہ بن حسن نے فرمایا ماضی میں لوگ اسی طرح ہوا کرتے تھے۔

[روایت نمبر۱۲۰] عقبہ بن فضالہ فرماتے ہیں:

دخلت علی سعید بن دعلج وبین یدیه رجل یُضرَبُ، فقلت: أصلح الله الأمیر! أُکلِّمک بشيءٍ ثُمَّ شأنُکَ وما ترید.

قال: فأمر به، فأمسک عنه، فقال: هات کلامک.

قال: فهبته و الله ورهبتُ منه رهبةً شديدة، ثم قلت:
إنه بلغني- أصلح الله الأمير- أن العباد يوم القيامة تُرعَدُ فرائصهم في الموقف خوفاً من شرِّ ما يأتي به المنادي للحساب.
وإن المتكبِّرين يومئذ لتحتَ أقدام الخلائق.
قال: فبكى، فاشتدَّ بكاؤه، فأمر بالرجل، فأُطلق.
قال: فكنتُ إذا دخلتُ عليه بعد ذلك قرَّبني وأكرمني.
قال: وقال لي يومًا وقد دخلتُ عليه: ويحك يا عُقيبة! ما ذكرتُ حديثك إلا أبكاني قال: ثم بكى.

میں سعید بن دعلج کے پاس آیا جبکہ ان کے سامنے ایک آدمی کی پٹائی ہو رہی تھی۔ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے معاملے کو درست کرے! میں آپ سے کچھ بات کہنا چاہتا ہوں۔ پھر آپ کی مرضی آپ جو چاہیں کریں۔

تو آپ نے پٹائی سے روکنے کا حکم دیا چنانچہ پٹائی رک گئی۔

پھر (سعید بن علج نے) کہا اب کہو کیا کہنا ہے۔ تو حضرت عقیبہ بن فضالہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو اللہ سے ڈرایا اور خدا کی قسم میں نے ان کو بہت ڈرایا پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے معاملے کو درست فرمائے! بیشک بندں کے کندھوں کا گوشت قیامت کے دن موقف میں کانپ رہا ہوگا اس چیز کے شر سے خوف کھاتے ہوئے جس کو منادی (پکارنے والا) حساب کے لئے لائے گا جبکہ اس وقت تکبر کرنے والے مخلوق کے قدموں کے تلے روندے جارہے ہوں گے۔

راوی کہتے ہیں کہ سعید بن دعلج اتنا روئے کہ آپ کا رونا بہت تیز ہو گیا۔

پھر آپ نے اس آدمی کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ پھر جب بھی میں سعید بن دعلج کے پاس آتا تو میرا اکرام کرتے اور مجھے اپنے قریب بٹھاتے۔

راوی (عقیبہ) کہتے ہیں پھر مجھے ایک دن کہا اے عقیبہ تیرا ناس ہو! میں نے جب بھی تیری بات کو یاد کیا تو اس (بات) نے مجھے رلا دیا۔
راوی کہتے ہیں کہ پھر بھی سعید بن دعلج رو پڑے۔
[روایت نمبر۱۲۱] حضرت مضر فرماتے ہیں:
اجتمعنا ليلة على الساحل ومعنا مسلم أبو عبد الله، فقال رجل من الأزد.

ما للمحبِّ سوى إرادة حبِّه
إن المحبَّ بكلِّ برٍّ يَضْرَعُ

قال: فبكى مسلم حتى خشيت – و الله– [أن] يموت.
ایک رات ہم ساحل پر جمع ہوئے جبکہ ہمارے ساتھ مسلم ابو عبد اللہ بھی موجود تھے
تو قبیلہ ازد سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی نے یہ شعر پڑھا۔

ما للمحبِّ سوى إرادة حبِّه إن
المحبَّ بكلِّ برٍّ يَضْرَعُ

محبّ کے لئے اس کے محبوب کی محبت کے ارادے کے سوا کچھ نہیں۔ بیشک محبّ ہر میدان میں آہ وزاری کرتا ہے۔
حضرت مضر فرماتے ہیں (یہ شعر سن کر) حضرت مسلم اتنا روئے کہ اللہ کی قسم مجھے یہ ڈر لگا کہ یہ فوت نہ ہو جائیں۔
[روایت نمبر۱۲۲] حضرت صالح بن عبد الکریم نے فرمایا:

بكى الباكون للرحمن ليلًا
وباتوا دمعهم ما يسأمونا

بقاعُ الأرضِ من شوقٍ إليهم
تحنّ متى عليها يسجدونا

قال: فجعلتُ أردِدها عليه، فبكى، حتى قلت: الآن تخرج نفسُه!

ترجمہ: رونے والے رات بھر رحمٰن کے لئے روتے رہے اور ان کے آنسو ساری رات بہنے سے نہ تھمے۔

پیرا۲۱: زمین کے ٹکڑے ان کی طرف شوق رکھتے ہیں کہ کب وہ ان پر سجدہ کریں گے۔

جب میں اس شعر کو بار، بار دہرانے لگا تو حضرت ابو جعفر رونے لگے۔ حضرت محمد کہتے ہیں میں نے کہا کہ شاید ابھی ان کی جان نکل جائے گی۔

[روایت نمبر۱۲۳] حضرت صلت بن حکیم فرماتے ہیں:

بتنا ذات ليلةٍ عند صاحبٍ لنا و معنا أبو عبدالرحمن، فجعل بعض قرّائنا تلك الليلة يقول:

وما لي لا أبكي على الذنب إنني أرى الذنبَ داءً في الجوانح و القلب.

ترجمہ: ہم نے ایک رات اپنے ایک دوست کے پاس گزاری۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوعبدالرحمٰن بھی موجود تھے تو ہمارے بعض پڑھنے والوں میں سے کسی ایک نے یہ شعر کہا:

وما لی لا ابکی علی الذنب
اری الذنب داءً فی الجوانح و القلب

ترجمہ: کیا ہے میں اپنے گناہوں پر کیوں نہ رووٴں۔ بے شک میں گناہوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اعضاء میں اور دل میں بیماری بن گئے ہیں۔

[روایت نمبر۱۲۴] حضرت ریاح بن عبیدۃ الباہلی فرماتے ہیں:

كنتُ قاعداً عند عمر بن عبد العزيز، فجاء أعرابي فقال: يا

(١٢٤) أوردها ابن الجوزي في سيرة عمر بن عبدالعزيز مرتين، ص ٤٦، ٦٠، و ابن رجب في سيرة عبدالملك بن عمر بن عبدالعزيز ص ٣٧.

أمير المؤمنين، جاء ت بي الحاجة، وانتهيتُ الغايةَ، والله سائلک عني يوم القيامة.

قال: ويحک! أَعِدْ عليَّ.

فأعاد عليه، فنكس عمر رأسه، وأرسل دموعه، حتى ابتلت الأرض!

ثم رفع رأسه فقال: ويحک! كم أنتم؟

قال: أنا وثلاث بنات لي.

ففرض له على ثلاثمائة، وفرض لبناته على مائة، وأعطاه مائة درهم، وقال له: هذه المائة أعطيتک من مالي، ليس من أموال المسلمين. اذهب فاستفقها حتى تخرج أُعطيات المسلمين فتأخذ معهم.

ترجمہ: میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دیہاتی آیا اور کہا اے امیر المومنین مجھے ایک مجبوری آپ کے پاس لائی ہے اور میں اپنی مشکل کی انتہاء کو پہنچا ہوں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ سے میرے بارے میں حساب لیں گے۔

آپ نے فرمایا تو تباہ ہو جائے تو میرے سامنے بات کو دوبارہ کہہ تو اس نے دوبارہ کہی تو حضرت عمر کا سر جھک گیا اور آنسو بہنے لگے حتیٰ کہ زمین تر ہو گئی پھر آپ نے سر اٹھایا اور کہا تو تباہ ہو جائے تم کتنے لوگ ہو اس (دیہاتی) نے کہا میں اور میری تین بیٹیاں ہیں۔ تو حضرت عمر نے اس کے لئے تین سو درہم مقرر کر دیئے اور اس کی بیٹیوں کے لئے ایک سو درہم مقرر کر دیئے اور اس کو ایک سو درہم بھی دے دیئے اور کہا کہ یہ سو درہم میں تجھے اپنے مال سے دے رہا ہوں نہ کہ مسلمانوں کے مال سے چلا جا اور ان کو خرچ کر حتیٰ کہ ان کے عطیات نکالے جائیں گے تو تو بھی ان کے ساتھ آنا اور لے جانا۔

[روایت نمبر ۱۲۵] حضرت عبیدۃ بن حسان السنجاریؒ سے مروی ہے:

أن رجلًا من أهل أذربيجان أتى عمر بن عبد العزيز، فقام بين

يـديـه فقال: يا أمير المؤمنين! اذكر بمقامي هذا مقامًا لا يَشْغَل اللهَ عنك فيه كثرة من يُخاصم من الخلائق يوم تلقاه بلا ثقةٍ من العمل، ولا براءة من الذنب.

فبكى عمر بكاءً شديداً، ثم قال: ويحك! اردُد علي كلامك هذا.

فجعل يردده، و عمر يبكي وينتحب، ثم قال: حاجتك!

قال: إن عامل أذربيجان عدا علي، فأخذ مني اثني عشر ألف درهم، فجعلها في بيت مال المسلمين.

فقال عمر: اكتبوا له الساعة إلى عاملها حتى يَرُدَّ عليه.

ایک آدمی آذر بائیجان کے علاقہ کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا اے امیر المومنین میرے اس کھڑے ہونے سے آپ اس مقام کو یاد کریں جب اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کے بارے میں قیامت کے دن جس دن بغیر عمل کے بھروسے کے کوئی کثرت سے آپ کا دفاع کرنے والے کام آئیں اور نہ گناہوں سے برأت اور معذرت کام آئے گی۔

تو حضرت عمر بن عبدالعزیز شدید روئے اور کہا تو تباہ ہو۔ اپنی بات مجھ پر دوارہ دہراتو وہ دوبارہ دہرانے لگے تو حضرت عمر رونے لگے اور چیخنے لگے پھر فرمایا: کیا کام ہے تیرا۔ کہا کہ آذر بائیجان کی حکومت کا کارندہ ہے اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے اس نے مجھے سے بارہ ہزار درہم لئے ہیں اور ان کو مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کر دیا ہے تو حضرت عمر نے فرمایا: ان کے علاقے کے حکمران کو ابھی حکم لکھ کر روانہ کرو حتیٰ کہ وہ اس کو اس کا مال واپس کر دے۔

---

(١٢٥) أوردها ابن الجوزي في سيرة عمر بن عبد العزيز مرتين، ص ٦١، ١١٨، وابن رجب الحنبلي في سيرة عبد الملك بن عمر بن عبد العزيز ص ٣٨۔

[باب 7]

نماز میں رونے کے واقعات

[روایت نمبر۱۲۶] حضرت محمد بن ابی الحارث الثقفی فرماتے ہیں:

رأيت عمر بن عبد العزيز رفع رأسه من السجود، فقعد بين السجدتين مقدار عشرين آية، ثم سجد. فلما رفع رأسه، نظرتُ إلى الدموع سائلة على خدَّيُه. قال أبو عمرو: قلت لمحمد: أفي التطوع كان ذلک؟ قال: نعم. بمكة.

میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا انہوں نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا اور پھر دوسجدوں کے درمیان بیس آیات پڑھنے کے برابر بیٹھے رہے پھر دوسرا سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آنسوان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

حضرت ابوعمرو فرماتے ہیں: میں نے محمد بن ابوالحارث الثقفی سے کہا کیا ان کا یہ عمل نفلی نماز میں تھا فرمایا: ہاں۔ مکہ میں میں نے ان کو ایسے دیکھا تھا۔

[روایت نمبر۱۲۷] حضرت ادہم بن زکریا القرشی بیان کرتے ہیں کہ مجھے خراسان کے ایک شیخ نے بیان کیا۔

لما أراد أبو جعفر بيت المقدس، نزل براهب كان ينزل به عمر بن عبدالعزيز إذا أراد بيت المقدس، فقال:

يا راهب أخبرني بأعجب شيء رأيته من عمر بن عبدالعزيز!

---

(۱۲۷) سيرة عمر بن عبد العزيز لابن الجوزي ص ۱۵۸۔

قلت: هذا غير معقول، وهو ظاهر البطلان۔

قال: نعم يا أمير المؤمنين. بينا عمر عندي ذات ليلة على سطح غرفتي هذه- وهو من رخام- وأنا مستلق على قفاي، فإذا أنا بماء يقطر من الميزاب على صدري، فقلت: والله ما عندي ماء، ولا رشت السماءُ مطراً. فصعدتُ، فإذا هو ساجد، وإذا دموع عينيه تنحدر من الميزاب!

ترجمہ: جب ابو جعفر نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا تو ایک راہب کے پاس مہمان ٹھہرے جس کے پاس حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی مہمان بن کر ٹھہرے تھے جب ان کا بیت المقدس جانے کا ارادہ ہوا تو فرمایا: اے راہب! مجھے اپنی کوئی عجیب چیز بتاؤ جو تم نے عمر بن عبدالعزیز کی دیکھی ہو۔ کہا ہاں۔ اے امیر المؤمنین جب عمر ایک رات میرے پاس تھے میرے اس گھر کے بالا خانہ کی چھت پر اور وہ چھت سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی اور میں گدی کے بل لیٹا ہوا تھا تو اچانک میں نے دیکھا کہ پرنالے سے میرے سینے پر پانی کے قطرے گر رہے ہیں تو میں نے کہا خدا کی قسم! میرے پاس پانی تو نہیں ہے اور نہ ہی آسمان سے بارش آرہی ہے تو میں اوپر چڑھا تو دیکھا کہ وہ سجدے میں تھے اور ان کے آنسو میزاب (پرنالہ) سے ٹپک رہے تھے۔

[روایت نمبر ۱۲۸] حضرت علی بن شبیب فرماتے ہیں:

لما رفع عمر بن عبد العزيز رأسه من السجود خلف المقام، نظروا إلى موضع سجوده مبتلًا من دموع عينيه.

ہمیں ہمارے حضرات جیون نے بیان کیا جب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا تو لوگوں نے آپ کے سجدہ کی طرف دیکھا جو آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔

[روایت نمبر ۱۲۹] حضرت محمد بن جعفر بن یحیٰ فرماتے ہیں:

(۱۲۸) الخبر مطموس في معظمه، وقد نقلته من سيرة عمر بن عبد العزيز لابن الجوزي ص ۱۵۸۔

رأيت خالداً الزيات قد رفع رأسه من سجدة ... فنظرت إلى الحصى مبتلة من دموع عينيه.

میں نے خالد الزیات کو دیکھا جبکہ انہوں نے سجدے سے سر اٹھایا کہ کنکریاں ان کی آنکھوں کے آنسوؤں سے تر ہو چکی تھیں۔

[روایت نمبر ۱۳۰] حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ

رأيتُ سيداً من ساداتكم دخل الطواف، فقلت: لأنظرنَّ ما يصنع.

فقلت: من هو؟ قال: سيد من بيننا.

ودخل، فقام في الزاوية التي فيها الركن الأسود قَدْرَ... أربعين آية. ثم تحول إلى الزاوية التي من ناحية الحِجُر، ففعل مثل ذلک. ثم تحول إلى الزاوية التي ما يلي الدرجة، ففعل مثل ذلک. ثم تحول إلى الزاوية التي فيها الركن اليماني، ففعل مثل ذلک. ثم قام على الرخامة الحمراء حيال الجزعة، فصلى ركعتين من أحسن الناس صلاة، فسمعته يقول وهو ساجد: اللهم اغفرلي ذنوبي وما قدَّمتْ يداي. ثم بكى حتى بلَّ المرمر.

میں نے تمہارے بڑوں میں سے ایک بڑے کو دیکھا جو طواف کے لئے داخل ہوئے میں نے کہا کہ میں ان کو ضرور دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتے ہیں۔

حضرت ربیع بن صبیح نے حضرت مکحول سے پوچھا وہ کون تھے؟ فرمایا: وہ ہمارے درمیان میں سے ہیں پھر

پھر وہ طواف میں داخل ہوئے اور رکن حجر اسود والے کونے کے پاس کھڑے ہوئے اور اتنی مقدار کھڑے رہے جتنی مقدار میں چالیس آیات پڑھی جاتی ہیں پھر حجر اسود والے کونے کی طرف مڑ گئے وہاں بھی ایسے ہی کیا پھر جو سیڑھی کے پاس والا کونہ ہے وہاں بھی ایسا ہی کیا پھر رکن یمانی والے کونہ کی طرف

چلے گئے اور وہاں بھی ایسے ہی کیا پھر سرخ پتھر پر کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں اور خوبصورت نماز پڑھی۔

پھر میں نے ان کو سجدے میں یہ کہتے ہوئے سنا

اللهم اغفرلی ذنوبی وما قدمت یدایی.

(اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور ان گناہوں کو بھی جو میرے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں)

پھر وہ اتنا روئے کہ سنگِ مرمر بھی تر ہو گیا۔

[روایت نمبر ۱۳۱] حضرت محمد بن عبداللہ الزراد فرماتے ہیں:

صليت إلى جنب رياح القيسي، فكنت أسمع وقع دموعه على البواري مثل الوكف: طَق طَق.

ترجمہ: میں نے حضرت ریاح القیسیؒ کے پہلو میں نماز پڑھی میں نے ان سے بُنی ہوئی چٹائی پر آنسو کے گرنے کی آواز طق طق سنی۔

[روایت نمبر ۱۳۲] حضرت محمد بن عبداللہ القرشی فرماتے ہیں:

ربما صليتُ إلى جنب إسماعيل بن داود......، فأسمع وقع دموعه على بُورِيِّ المسجد.

بسا اوقات میں اسماعیل بن داود کے پاس نماز پڑھتا تو میں مسجد کی چٹائی پر ان کے گرنے والے آنسوؤں کی آواز کو سنتا تھا۔

[روایت نمبر ۱۳۳] حضرت عبیداللہ بن عیزار فرماتے ہیں:

ما رأيتُ الحسن إلا صارّاً بين عينيه عليه كآبة، كأنه رجل أُصيب بمصيبة. فإن ذَكَر الآخرة، أو ذُكِرتُ بين يديه، جاء ت عيناه بأربع.

میں نے حضرت حسن کو جب بھی دیکھا ان کے ماتھے پر شکن پڑی ہوئی تھی

---

(۱۳۳) كناية عن كثرة الدموع۔ ويرد الخبر في االفقرة فى الرقة والبكاء لابن ابى الدنيا رقم (۲۳٤) أيضاً۔

گویا کہ آپ ایسے آدمی ہیں جن کو کوئی مصیبت پہنچی ہے اگر وہ خود آخرت کا ذکر کرتے یا ان کے سامنے آخرت کا ذکر کیا جاتا تو خوب آنسو بہنے لگتے۔

[روایت نمبر ۱۳۴] حضرت محمد بن سیرین کی اولاد میں سے ایک آدمی نے بیان کیا ہے کہ

رأيت مسلم بن يسار رفع رأسه من السجود في المسجد الجامع، فنظرت إلى موضع سجوده كأنه قد صُبَّ فيه الماء من كثرة دموعه.

میں نے مسلم بن یسار کو دیکھا۔ انہوں نے جامع مسجد میں اپنا سر سجدہ سے اٹھایا تو میں نے ان کے سجدے والی جگہ کو دیکھا تو ان کے آنسوؤں کی کثرت کی وجہ سے گویا کہ پانی بہایا گیا ہے۔

[روایت نمبر ۱۳۵] حضرت محمد فرماتے ہیں:

أخذ فضيل بن عياض بيدي فقال لي: ابک على فضيل أيام الدنيا، فإني رأيت منک وداً. رفع رأسه مرة من سجوده في مسجد الكوفة، فإذا الحصى مبتلٌّ. قال: ثم بكى للرحيل حتى رحمته.

مجھے قادم دیلمی نے بیان کیا۔

ترجمہ: حضرت فضیل بن عیاض نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا: دنیا کی زندگانی کے بارے میں فضیل پر روؤ کیونکہ میں تجھے اپنا دوست سمجھتا ہوں پھر ایک مرتبہ مسجد کوفہ میں اپنے سجدہ سے سر اٹھایا تو وہاں کی چٹائی تر تھی۔

[روایت نمبر ۱۳۶] حضرت عبیداللہ بن عمرؒ فرماتے ہیں:

أتيتُ صاحباً لي يقال له عمران بن مسلم، فأراني موضعين مبتلّين في مسجده، أحدهما بحذاء الآخر. فقلت: ما هذا؟ قال: هذا و الله من دموع ضيغم البارحة بين المغرب والعشاء وهو راكع!

ترجمہ: میں اپنے دوست عمران بن مسلم کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھے اپنی مسجد میں دو تر جگہیں دکھائیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کے بالمقابل تھی۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ حضرت ضیغم کے آنسو ہیں گزشتہ رات وہ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز کی حالت میں رو رہے تھے۔

[روایت نمبر ۱۳۷] حضرت عمرو بن قیس فرماتے ہیں:

كان شقيق بن سلمة يدخل المسجد، فيصلي، ثم يَنْشِج كما تَنْشِج المرأة.

حضرت شقیق بن سلمہ مسجد میں داخل ہوئے اور نماز پڑھی پھر ایسے روتے رہے جیسے عورتیں روتی ہیں۔ (یعنی خوب رونے لگے)۔

[روایت نمبر ۱۳۸] حضرت ابو بدر فرماتے ہیں:

وكان محمد بن... من الخائفين الله، كان علي ... يبكي حتى.. الحصى من دموعه.

حضرت محمد بن .... اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگوں میں سے تھے اور حضرت علی (شاید حضرت فضیل بن عیاض مراد ہیں) اتنا روتے تھے کہ ان کے رونے سے چٹائی تر ہو جاتی تھی۔

[روایت نمبر ۱۳۹] حضرت مالک بن ضیغم فرماتے ہیں:

بكيت حتى... يقول... دموعه تسايل. ورأيت رجلًا... له جواباً.

میں اتنا روتا تھا حتیٰ کہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے آنسو ہیں جو تھمتے ہی نہیں اور میں نے ایک آدمی کو بھی ایسے ہی دیکھا تھا۔

فائدہ: ان آخری دو روایات کے کچھ الفاظ مطبوعات اور مخطوطات میں واضح نہیں ہیں جس کی وجہ سے ترجمہ واضح نہیں ہوا۔

---

(۱۳۶) صفة الصفوة ۳/۳۵۷-۳۵۸۔

(۱۳۷) صفة الصفوة ۳/۲۹۔

[باب 8]

اذان کے وقت رونے کی حکایات

[روایت نمبر ۱۴۰] حضرت حارث بن سعید فرماتے ہیں:

كان أبو عمران الجوني إذا سمع الأذان تغيَّر لونه، وفاضت عيناه.

ترجمہ: حضرت ابوعمران الجونی جب اذان کی آواز کو سنتے تھے تو ان کا رنگ بدل جاتا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے تھے۔

[روایت نمبر ۱۴۱] حضرت سفیان فرماتے ہیں:

كان منصور بن صَفيَّة يبكي في وقت كلِّ صلاة، فكانوا يرون أنه يذكُر الموتَ والقيامة عند الصلوات.

ترجمہ: حضرت منصور بن صفیہ ہر نماز کے وقت روتے تھے لوگوں کا خیال تھا کہ ان کو نماز کے وقت موت اور قیامت کی یاد آتی ہے۔

[روایت نمبر ۱۴۲] حضرت یحییٰ البکاء سے مروی ہے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا:

إذا أذَّن المؤذِّن لم تبعد دابَّةُ برِّ ولا بحر إلا أصغت واستمعت.

قال: ثم بكى الحسن بكاء شديداً.

ترجمہ: جب مؤذن اذان دیتا ہے تو خشکی اور پانی کا کوئی جانور ایسا نہیں مگر وہ اذان کی طرف کان لگاتا ہے اور اذان کی آواز کو سنتا ہے۔

پھر حضرت حسن بصریؒ بہت روئے۔

[روایت نمبر ۱۴۳] حضرت محمد بن عبدالوہاب الحارثی فرماتے ہیں:

(۱۴۰) صفة الصفوة ۲۶۵/۳۔

(۱۴۱) أورده الحافظ المزي في تهذيب الكمال ۵۳۹/۲۸۔

كان أبو زكريا النهشلي إذا سمع النداء، تغيَّر لونه، وأرسل عينيه فبكى.

ترجمہ: حضرت ابوزکریا النہشلی جب اذان کی آواز کو سنتے تھے تو ان کا رنگ بدل جاتا تھا اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

[روایت نمبر ۱۴۴] حضرت محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں

سألته عن ذلک فقال: أشبِّهه بالصريخ يوم العَرْض.

قال: ثم غُشي عليه.

مجھے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں نے ان (ابوزکریا) سے اس رونے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: اس اذان کو اس چیخ وپکار کے ساتھ مشابہت دیتا ہوں جب لوگوں کے سامنے اعمال نامے پیش کئے جائیں گے پھر ان پر غشی چھا گئی۔

[روایت نمبر ۱۴۵] حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں:

فقال له بعض أولياء الأمر: ما الذي يغشاک عند النداء؟

فبكى ثم قال: إنني لأشبهه بالقيامة. ثم غُشي عليه.

قال سفيان: وسمعته يقول: لولا ما أؤملُ من الفَرج والراحة بعد الأذان لظننت أن نفسي ستخرج فَرَقاً من الموت!

حضرت ابوخالد المؤذن جب بھی اذان کی آواز کو سنتے تھے تو رو پڑتے اور بسا اوقات اذان کے بعد بے ہوش ہو جاتے تھے۔

تو ان سے کسی افسر نے پوچھا تمہیں اذان کے وقت بے ہوشی کیوں ہو جاتی ہے تو وہ رو پڑے اور کہا میں اس اذان کو قیامت کے مشابہ سمجھتا ہوں پھر ان پر غشی طاری ہوگئی۔

حضرت سفیان فرماتے ہیں: میں نے ان سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اگر اذان کے بعد مجھے آسائش اور راحت کی امید نہ ہو تو مجھے یقین ہے موت کے خوف سے میری جان نکل جائے۔

[روایت نمبر۱۴۶] حضرت سفیان فرماتے ہیں:

قال سفيان: وذكروا عنه أنه كان يقول إذا فرغ من أذانه: انقطعت الرغائب دونک، وكلّت الألسن إلا عن ذكرک، وذهلت عقول أوليائک عن غيرک شوقاً واشتياقاً، فآعطِ القوم الٰهي أمنيتهم، وأجب دعوتهم، وتفضَّل علينا وعليهم بجودک يا كريم.

قال نحواً من هذا.

جب وہ اذان سے فارغ ہوتے تو لوگ یہ ذکر کرتے ہیں کہ وہ یہ دعا کرتے تھے۔

اے الٰہی! آپ کے علاوہ سے ساری رنجشیں ٹوٹ گئیں آپ کے ذکر اور یاد کے علاوہ زبانیں گنگ ہوگئیں اور تیرے اولیاء کی عقلیں تیرے غیر کے اشتیاق اور شوق سے بےغم ہوگئیں۔ آپ ان لوگوں کو ان کی آرزوئیں عطاء فرمادیجئے اور ان کی دعا کو قبول فرما ہم پر اور ان پر اے کریم اور غنی سخاوت سے فضل فرمایا اسی طرح کے کچھ الفاظ فرماتے تھے۔

[روایت نمبر۱۴۷] حضرت قادم الدیلمی فرماتے ہیں:

كنا عند فضيل بن عياض وهو في المسجد، فأذَّن المؤذن، فبكى حتى بلَّ الحصى. ثم قال: أشبهه بالنداء. ثم بكى.

ہم فضیل بن عیاض کے پاس موجود تھے جب کہ وہ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ مؤذن نے اذان دی تو حضرت فضیل رونے لگے حتیٰ کہ کنکریاں ان کے آنسوؤں سے تر ہوگئیں پھر فرمایا کہ میں اس اذان کو قیامت کی نداء کے مشابہہ قرار دیتا ہوں پھر آپ رونے لگے۔

[باب 9]

طہارت کے وقت رونے کی حکایات

[روایت نمبر ۱۴۸] حضرت عبدالرحمٰن بن حفص القرشی فرماتے ہیں:

كان علي بن حسين إذا توضأ اصفرّ، فيقول له أهله:

ما هذا الذي يعتادك عند الوضوء؟

فيقول: تدرون بين يدي مَنْ أريد أن أقوم.

حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) جب وضو کرتے تو ان کا رنگ پیلا پڑ جاتا تھا تو ان سے ان کے گھر والوں نے کہا کہ یہ کیا حالت ہے جو آپ کو وضو کے وقت لاحق ہو جاتی ہے فرمایا: تمہیں پتہ ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے جا رہا ہوں۔

[روایت نمبر ۱۴۹] حضرت احمد بن اسحاق الحضرمی فرماتے ہیں:

رأيتُ منصوراً توضأ يوماً، فلما فرغ دَمَعَتْ عيناه، ثم جعل يبكي حتى ارتفع صوته، فقلت: رحمك الله! ما شأنك؟

قال: وأي شيء أعظم من شأني! إني أريد أن أقوم بين يدي من لا تأخذه سِنة ولا نوم.

---

(١٤٨) في حلية الأولياء ١٣٣/٣: كان علي بن الحسين إذا فرغ من وضوئه للصلاة، وصار بين وضوئه وصلاته، أخذته رعدة ونفضة، فقيل له في ذلك، فقال: ويحكم! أتدرون إلى من أقوم، ومن أريد أن أنا جي؟!

(١٤٩) صفة الصفوة لابن الجوزي ١٢/٣۔

مجھے اہل واسط کے ایک شیخ جن کی کنیت ابو سعید تھی اور یہ حضرت منصور بن زاذان کے ہمسائے تھے بیان کیا کہ میں نے ایک دن حضرت منصور کو دیکھا۔ انہوں نے وضو کیا پھر جب فارغ ہوئے تو ان کے آنسو بہنے لگے پھر رونے لگے اور ان کی آواز اونچی ہوگئی تو میں نے ان کو کہا اللہ آپ پر رحمت فرمائے آپ کا کیا حال ہے۔

فرمایا: میری حالت سے کون سی چیز بڑی ہے میں تو اس کے سامنے کھڑا ہونے جا رہا ہوں جس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

[روایت نمبر ۱۵۰] حضرت مورّع بن نوبہ التیمی فرماتے ہیں:

كان عطاء السلیمی إذا فرغ من طهوره ارتعد وانتفض، وبكى بكاء شديداً. فقيل له في ذلك، فقال: إني أريد أن أتقدَّم على أمر عظيم، إني أريد أن أقوم بين يدي الله.

ترجمہ: حضرت عطاء السلیمی جب وضو سے فارغ ہوتے تو کپکپی اور جھرجھری طاری ہو جاتی اور خوب روتے تھے جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: میں اللہ کے سامنے کھڑا ہونے جا رہا ہوں۔

(۱۵۰) حلية الأولياء ۲۱۸/۶۔

[باب 10]

رونے کو چھپا دینے کی حکایات

[روایت نمبر ۱۵۱] حضرت عبداللہ بن حبیب فرماتے ہیں:

رأيت محمد بن كعب يقصُّ، فبكى رجل، فقطع قصصه وقال: من الباكي؟

قالوا: مولى بني فلان.

قال: فكأنه كَرِ ذلك.

میں نے حضرت محمد بن کعب کو وعظ ونصیحت کرتے ہوئے دیکھا تو ایک آدمی رونے لگا تو انہوں نے اپنے بیان کو روک کر پوچھا کون رو رہا ہے؟ تو لوگوں نے کہا فلاں کا غلام ہے۔ گویا کہ آپ نے اس کو پسند نہیں کیا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ رونا ہے تو دل کے اندر روؤ' لوگوں کے سامنے رونے سے ریاکاری ہوتی ہے۔

[روایت نمبر ۱۵۲] حضرت ابو معشرؒ فرماتے ہیں:

كان محمد بن كعب القُرَظي يقصُّ ودموعه تجري على خدَّيه، فإن سمع باكياً زجره وقال: ما هذا؟

حضرت محمد بن کعب القرظی بیان کرتے تھے اور ان کے آنسوان کے رخساروں پر بہتے تھے اگر کسی آدمی کو روتے ہوئے سنتے تو اس کو جھڑکتے تھے کہ یہ کیا ہے۔

(۱۵۲) انظر الفقرة رقم (۸۲) الرقة والبكاء لابن ابی الدنیا ۸۲،۱۵۲۔

[روایت نمبر ۱۵۳] حضرت حماد بن زید فرماتے ہیں:

بكى أيوب مرة، فأخذ بأنفه وقال: إن هذه الزكمة ربما عَرَضت.

وبكى مرة أخرى، فاستكنى بُكاءَه، فقال: إن الشيخ إذا كبر مَجَّ.

حضرت ایوب سختیانی ایک مرتبہ روئے تو اپنی ناک کو پکڑ لیا اور فرمایا: اس کو کبھی کبھی زکام ہو جاتا ہے۔

اور ایک مرتبہ روئے تو اپنے رونے کو چھپانا چاہا پھر فرمایا کہ آدمی جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو بڑھاپے سے اس کی باچھیں کھل جاتی ہیں۔

[روایت نمبر ۱۵۴] حضرت کھمس بن حسن سے مروی ہے:

أن رجلًا تنفَّس عند عمر بن الخطاب، كأنه يتجاذب، فلكزه لَكْزة، أو قال: لَكَمَهُ.

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطابؓ کے سامنے ٹھنڈا سانس لیا گویا کہ اس کو روحانی حال حاصل ہوا تو آپ نے اس کے سینے میں مکا ار دیا یا ہتھیلی سے پیچھے کر دیا۔

فائدہ: (یعنی رونے سے جب ناک سے پانی بہتا ہے تو اس پانی بہنے کو ناک کی طرف منسوب کیا تاکہ رونے کی بات کو چھپالیں)

[روایت نمبر ۱۵۵] حضرت ابوسیل سے مروی ہے:

أنه كان يتحدَّث، أو يقرأ، فيأتيه البكاء، فيصرفه إلى الضحك!

جب وہ حدیث بیان کرتے یا قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے تو روتے تھے اور اس رونے کو ہنسنے کی طرف پھیر دیتے تھے (تاکہ لوگوں کو میرا رونا معلوم نہ ہو)۔

[روایت نمبر ۱۵۶] حضرت ربیع بن صبیح فرماتے ہیں:

---

(۱۵۳) الاخلاص والنية رقم ٤١ وتكملته في حلية الأولياء ٧/٣۔

(۱۵٤) "الإخلاص والنية" للمؤلف، الرقم ٤٢۔

(۱۵۵) "الإخلاص والنية" للمؤلف، الرقمان ٤٣۔

وعظ الحسن یومًا، فنحب رجل، فقال الحسن: لیسألنک الله یوم القیامة ما أردت بهذا.

ایک دن حضرت حسن بصری نے وعظ فرمایا تو ایک آدمی خوب رونے لگا تو حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھ سے ضرور پوچھیں گے تمہارے اس رونے سے کیا مقصد تھا:

[روایت نمبر۱۵۷] حضرت عصام الرملیؒ فرماتے ہیں:

أن الحسن حدَّث یومًا، أو وعظ، فنحب رجلٌ في مجلسه، فقال الحسن: إن کان لله فقد شهرتَ نفسکَ، وإن کان لغیر الله هلکتَ!

حضرت حسن بصریؒ نے ایک دن وعظ کیا تو ایک آدمی ان کی مجلس میں رونے لگا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر تو اللہ کے لئے رویا ہے تو تو نے اپنی شہرت کی ہے اور اگر غیر اللہ کے لئے رویا ہے تو تو نے اپنی ہلاکت کی ہے۔

[روایت نمبر۱۵۸] حضرت حماد بن زیدؒ فرماتے ہیں:

ذکر أیوب یومًا شیئاً، فرقَّ، فالتفت کأنه یتمخط.

ثم أقبل علینا فقال: إن الزکام شدید علی الشیخ.

ترجمہ: حضرت ایوب سختیانی نے ایک دن کوئی چیز یاد کی تو دل میں رقت پیدا ہوئی پھر اپنی حالت کو اس طرح سے بدلا گویا کہ کھنکار رہے ہیں پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بوڑھے پر کھانسی بھی شدید ہوگئی ہے۔

[روایت نمبر۱۵۹] حضرت هریم بن سفیان فرماتے ہیں:

کان منصور یحدثنا، فیمسح الدموع مراراً قبل أن یقوم.

---

(۱۵۶) کتاب الزهد للإمام أحمد ۲/۲۳۶، "الإخلاص والنیة" رقم ۲۹۔

(۱۵۷) "الإخلاص والنیة" للمؤلف رقم ۴۴۔

(۱۵۸) صفة الصفوة ۳/۲۹۵۔

حضرت منصور بن معتمر السلمی ہمیں بیان کرتے تھے اور اٹھنے سے پہلے بار بار اپنے آنسوؤں کو پونچھتے تھے۔

[روایت نمبر۱۶۰] حضرت عبدالرحمٰن بن مسلم مولی آل ابی بکرۃ فرماتے ہیں:

بکى أيوب مرة، فلم يملك عبرته، فقام.

ایک مرتبہ حضرت ایوب روئے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ پاسکے تو اٹھ گئے۔

[روایت نمبر۱۶۱] حضرت بسطام بن حریث فرماتے ہیں:

كان أيوب يَرِقُّ، فيستدمع، فيحبُّ أن يُخفي ذلك على أصحابه، فيمسك على أنفه كأنه رجل مزكوم. فإذا خشي أن تَظِبه عَبْرته، قام.

ترجمہ: حضرت ایوب بہت نرم دل تھے اور جلدی آنسو آجاتے تھے وہ پسند کرتے تھے کہ اپنے ہم مجلس سے اس کیفیت کو چھپائیں تو اپنا ناک پکڑتے تھے گویا کہ ان کو زکام ہو گیا ہے اور جب ان کو ڈر ہوتا کہ آنسو نکل ہی آئیں گے تو اٹھ جاتے تھے۔

[روایت نمبر۱۶۲] حضرت حماد بن زید فرماتے ہیں:

جاء ثابت إلى محمد بن واسع يعوده، فسلَّم يحيىٰ البكّاء على ثابت فقال: من أنت؟

فقال رجل: هذا أبو مسلم؛ هذا يحيى. قال: من أبو مسلم؟ قالوا: يحيى البكّاء. قال: إن شر أيامكم يوم عُرفتم بالبُكاء ونُسبتم إليه!

ترجمہ: حضرت ثابت بنانیؒ محمد بن واسع کے پاس عیادت کے لئے آئے تو حضرت یحییٰ البکاء نے حضرت ثابت کو سلام کیا آپ نے فرمایا: کون ہو؟ فرمایا: ایک آدمی نے کہا ابو مسلم ہیں یہ یحییٰ ہیں پوچھا کون مسلم لوگوں نے کہا کہ یحییٰ البکاء تو آپ نے فرمایا: وہ تمہارے ایام میں سب سے برا دن ہے جس دن

---

(۱۶۲) حلية الأولياء ۲/۳٤۷۔

تمہارے رونے سے پہچان ہوئی اور تمہیں رونے کی طرف منسوب کیا گیا۔

[روایت نمبر۱۶۳] حضرت اعمش فرماتے ہیں:

بكى حُذيفة في صلاته، فلما فرغ، التفت، فإذا رجل خلفه، فقال: لا تُعلِمَنَّ بهذا أحداً.

حضرت حذیفہ بن یمانؓ نماز میں روئے جب فارغ ہوئے تو مڑ کر دیکھا کہ ایک آدمی ان کے پیچھے تھا تو آپ نے فرمایا: میری اس حالت کی ہرگز کسی کو اطلاع نہ کرنا۔

[روایت نمبر۱۶۴] حضرت حسن بن ربیع فرماتے ہیں:

كان ابن المبارك إذا رَقّ، فخاف أن يَظْهَر ذلك منه، قام. وربما أَخذ في حديث آخر!

ترجمہ: حضرت ابن مبارک نرم دل تھے۔ ان کو جب ڈر ہوتا ان کی یہ حالت ظاہر ہو جائے گی تو اٹھ جاتے تھے اور بسا اوقات کوئی اور بات شروع کر دیتے تھے۔

[روایت نمبر۱۶۵] حضرت محمد بن واسع فرماتے ہیں:

لقد أدركتُ رجالًا، كان الرجلُ يكون رأسُه ورأسُ امرأته على وساد واحد، قد بلَّ ما تحت خدِّه من دموعه، لا تَشعر به امرأته.

ولقد أدركتُ رجالًا، كان أحدهم يقول في الصفِّ فتسيل دموعه على خدَّيه، لا يَشْعُر به الذي إلى جنبه!

میں نے کچھ لوگوں سے ملاقات کی ہے کہ آدمی کا سر اور اس کی بیوی کا سر ایک تکیہ پر ہوتا تھا اور اس کے آنسو سے اس کے رخسار کا نچلا حصہ تر ہوتا تھا اور اس کی بیوی کو پتہ نہ ہوتا تھا۔

اور میں کچھ ایسے لوگوں سے ملا ہوں جب وہ صف میں کھڑے ہوتے تھے تو آنسو دونوں رخساروں پر بہتے اور ساتھ کھڑے ہوئے آدمی کو پتہ نہ چلتا تھا۔

---

(۱۶۳) صفة الصفوة ۶۱۴/۱۔

(۱۶۵) حلية الأولياء ۳۴۷/۲۔

[روایت نمبر۱۶۶] حضرت معمر فرماتے ہیں:

بكى رجل إلى جنب الحسن، فقال: قد كان أحدهم يبكي إلى جنب صاحبه فما يَعلم به!

ایک آدمی حضرت حسن کے پہلو میں رو دیا تو آپ نے فرمایا: پرانے بزرگوں میں جب کوئی کسی ساتھی کے پہلو میں روتا تھا تو دوسرے کو معلوم نہ ہوتا۔

[روایت نمبر۱۶۷] حضرت محمد بن واسع فرماتے ہیں:

إنْ كان الرجل ليبكي عشرين سنة، ومعه امرأته، ما تعلم به!

ترجمہ: ایسا بھی ہوا کہ آدمی بیس سال تک روتا رہا اور اس کے پاس اس کی بیوی بھی تھی لیکن وہ نہ جان سکی۔

[روایت نمبر۱۶۸] حضرت عبداللہ بن عیسیٰ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بیان کیا۔

كان حسان بن أبي سنان يحضر مسجد مالك بن دينار.

فإذا تكلم مالك بكي حسان حتى يَبُلّ ما بين يديه، لا يُسْمَعُ له صوت!

حضرت حسان بن ابی سنان حضرت مالک بن دینار کی مسجد میں جاتے جب حضرت مالک گفتگو کرتے تو حضرت حسان روتے تھے حتیٰ کہ ان کے سامنے کی جگہ تر ہو جاتی لیکن ان کے رونے کی آواز نہیں سنی جاتی تھی۔

---

(١٦٦) الإخلاص والنية رقم ٣٥۔

(١٦٧) حلية الأولياء ٣٤٧/٢۔ (١٦٨) صفة الصفوة ٣٣٩/٣، الإخلاص والنية رقم ٤٨۔

[باب 11]

گناہوں پر رونے کی حکایات

[روایت نمبر ۱۶۹] حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں:

قلت: یا رسول اللہ، ما النجاۃ؟

قال: " املک علیک لسانک، وَلْیَسَعْکَ بیتک، وابکِ علی خطیئتک.

ترجمہ: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نجات کس طریقہ میں ہے فرمایا: اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھ اور تیرے گھر کے لوگ تیری نیک کاموں میں مدد کریں اور اپنے گناہوں پر رو۔

[روایت نمبر ۱۷۰] حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

اتق ربَّک، وَلْیَسَعْکَ بیتک، واملکْ علیک لسانکَ، وابکِ مِنْ ذکر خطیئتک.

مجھے میرے والد (ابن مسعودؓ) نے فرمایا:

اپنے رب سے ڈر اور تیرے گھر کے لوگ تیری نیک کاموں کے اندر مدد کریں اور اپنی زبان کی حفاظت کر اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے رو۔

[روایت نمبر ۱۷۱] حضرت مسمع بن عاصم فرماتے ہیں:

---

(١٦٩) رواه الترمذي في سننه وقال: حديث حسن۔ كتاب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان ٤/٦٠٥، رقم (٢٤٠٦)۔

انطلقت أنا وعبد العزيز بن سلمان إلى ناشرة بن سعيد الحنفي – وكان قد بكى حتى أظلمت عيناه –، فاستأذنا عليه، فأذن لنا، فدخلنا عليه، فسلم عليه عبد العزيز، فقال له ناشرة: أبو محمد؟

قال: نعم.

قال: ما جاء بك؟

قال: جئنا لتبكي ونبكي معك على ما تقدَّم من سالف الذنوب.

قال: فشهق شهقة خرَّ مغشياً عليه!

وجلس عبد العزيز يبكي عند رأسه.

وتنادى أهلُه، فجعلوا يبكون حوله وهو صريع بينهم.

فلما رأيتُ البكاء قد كَثُر، انسللتُ فخرجتُ!

ترجمہ: میں اور حضرت عبدالعزیز بن سلمان حضرت ناشر بن سعید حنفی کے پاس گئے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اتنا روئے کہ ان کی بینائی ختم ہوگئی۔ ہم نے ان کے پاس جانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دے دی۔ عبدالعزیز بن سلمان نے ان کو سلام کہا تو ابو ناشرہ نے کہا: ابو محمد ہو؟

کہا ہاں۔

کہا کس کام سے آئے ہو؟

فرمایا: کہ ہم اس لئے آئے ہیں تا کہ آپ بھی روئیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ گزشتہ گناہوں پر روئیں۔

تو آپ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر گر گئے۔

تو عبدالعزیز ان کے سر کے پاس بیٹھ کر رونے لگے اور ان کے گھر کے لوگوں نے بھی آپس میں ایک دوسرے کو بلایا اور وہ بھی آپ کے آس پاس بیٹھ کر

---

(۱۷۱) صفۃ الصفوۃ ۳/۳۸۲-۳۸۳۔

رونے لگے جب کہ وہ ان کے درمیان بے ہوش پڑے تھے۔ فرماتے ہیں: جب میں نے دیکھا کہ رونا بہت ہوگیا ہے تو میں وہاں سے چپکے سے نکل گیا۔

[روایت نمبر۱۷۲] حضرت سلمہ بن سعید اپنے کسی آدمی سے روایت کرتے ہیں:

أن زياداً ضحک ذات يوم حتى علا صوتُه، ثم قال: أستغفر الله. وبكى بكاءً شديداً!

فقال له جلساؤه بعد ذلک المجلس: ما رأينا – أصلح الله الأمير – بكاءً في إثر ضَحِک أسرع من بكائک بالأمس!

قال: إني و الله ذكرتُ ذنباً أذنبتُه، كنتُ به حينئذ مسروراً، فذكرتُه، فبكيتُ خوفاً من عاقبته. ثم بكى أيضاً.

ایک دن حضرت زیاد اتنا ہنسے کہ ان کی آواز بلند ہوگئی پھر فرمایا: استغفر اللہ اور پھر بہت زیادہ روئے تو اس مجلس کے بعد اس مجلس میں بیٹھنے والوں نے پوچھا اللہ آپ کے معاملات کو درست کرے ہم نے کل آپ کے ہنسنے کے فوراً بعد اتنا جلدی رونے کو دیکھا تھا۔ فرمایا: خدا کی قسم! میں نے اپنا وہ گناہ یاد کرلیا تھا جو میں نے کیا تھا۔ میں اس دن خوش تھا تو میں نے اس کو ذکر کیا اور اس کے انجام کے خوف سے رو پڑا اور اس بات کو بیان کرنے کے بعد پھر رونے لگے۔

[روایت نمبر۱۷۳] حضرت محمد بن حارث نے حضرت ریاح القیسی کے بارے میں فرمایا:

كنتُ أدخل عليه المسجد وهو يبكي، وأدخل عليه بيته وهو يبكي، وآتيه في الجبَّان وهو يبكي.

فقلتُ له يومًا: أنت دهرَکَ في مأتم؟ قال: فبكى، ثم قال: يحقُّ لأهل المصائب والذنوب أن يكونوا هكذا.

(۱۷۳) صفة الصفوة ۳۶۷/۳۔

ترجمہ: میں ان کے پاس مسجد میں جاتا وہ رو رہے ہوتے تھے اور ان کے گھر میں جاتا تب بھی وہ رو رہے ہوتے تھے اور ان کے پاس قبرستان میں جاتا تب بھی وہ رو رہے ہوتے تھے تو میں نے ان سے ایک دن کہا کہ آپ ساری زندگی روتے ہی رہیں گے؟ تو روتے رہے وہ پھر رو پڑے اور فرمایا: مصیبت زدوں اور گناہ گاروں کو لازم ہے کہ وہ اسی طرح رہیں۔

[روایت نمبر۱۷۴] حضرت موسیٰ بن عیسیٰ فرماتے ہیں:

نظر حذيفة المرعشي إلى رجل وهو يبكي فقال: ما يبكيك يا فتى؟ قال: ذكرتُ ذنوباً سلفتُ فبكيت. قال: فبكى حذيفة ثم قال: نعم يا أخي! فلمثل الذنوب فليُبكَ.

ثم أخذ بيده، فتنحيًا، فجعلا يبكيان!

ترجمہ: حضرت حذیفہ المرعشی نے ایک آدمی کو دیکھا جو رو رہا تھا تو پوچھا اے جوان! کیوں رو رہے ہو تو فرمایا: میں نے گزشتہ گناہوں کو یاد کیا تو رونا آ گیا تو حضرت حذیفہ بھی رو پڑے اور فرمایا: ہاں بھائی گناہوں پر تو رونا ہی چاہیے پھر اس کے ہاتھ کو پکڑا اور الگ ہو گئے اور دونوں روتے رہے۔

[روایت نمبر۱۷۵] حضرت عبید اللہ بن موسیٰ فرماتے ہیں:

كنا عند حسن بن صالح يومًا، فذكرَ شيئاً، فرقَّ، فبكى رجلٌ، فارتفع صوته، وعلا بكاؤه، فقال رجل من القوم: نعم و الله يا أخي! فابكِ هكذا على نفسك، فما خيرُ مَنْ لا يرحم نفسه؟

قال عبيد الله: فكنتُ أسمعُ الحسن بعد ذلك كثيراً يردِّدُ هذه الكلمة: ما خيرُ مَنْ لا يرحم نفسه؟

قال: فظننتُ أنه أُعجبَ بها حين سمعها يومئذ.

ترجمہ: ہم ایک دن حضرت حسن بن صالح کے پاس تھے۔ انہوں نے کوئی

چیز یاد کی تو دل بھر آیا اور رونے لگے اور ان کی آواز اونچی ہوگئی اور رونا بڑھ گیا۔

تو حاضرین میں سے ایک نے کہا ہاں اللہ کی قسم! اے بھائی اپنے آپ پر اس طرح رونا چاہیے۔ اس کے اندر کوئی خیر نہیں جو اپنے آپ پر ترس نہیں کھاتا (یعنی گناہوں کو یاد کر کے نہیں روتا)۔

حضرت عبید اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کے بعد حضرت حسن سے کثرت سے یہ کلمہ سنا تھا جو بار بار کہتے تھے کہ اس میں کوئی خیر نہیں جو اپنے آپ پر رحم نہیں کھاتا۔ میرا خیال ہے انہوں نے جس دن یہ کلمہ سنا تھا اچھا لگا تھا۔

[روایت نمبر ۱۷۶] حضرت قیس بن سُلَیم العنبری فرماتے ہیں:

كان الضحاك بن مزاحم إذا أمسى بكى، فقيل له: ما يبكيك؟ قال: لا أدري ما صعد اليوم من عملي!

ترجمہ: حضرت ضحاک بن مزاحم جب شام ہوتی تھی تو روتے تھے ان سے پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں تو فرمایا: مجھے معلوم نہیں آج میرے عمل کس حالت میں اٹھے ہیں (آسمان کی طرف)۔

[روایت نمبر ۱۷۷] حضرت زہیر السلولیؒ فرماتے ہیں:

كان رجل من بلعنبر قد لهج بالبكاء، فكان لا تراه إلا باكياً.

قال: فعاتبه رجل من إخوانه يوماً فقال: لِمَ تبكي رحمك الله هذا البكاء الطويل؟ فبكى ثم قال:

بكيتُ على الذنوب لعُظْمِ جُرْمي
وحُقَّ لكلِ من يَعصي البكاءُ

فلو كان البكاء يردُّ همّي
لأسعَدَتِ الدموعَ معاً دماءُ

---

(۱۷۶) صفة الصفوة ۱۵۰/۴۔

(۱۷۷) التوبة للمؤلف رقم ۱۵۶۔

ثم بكى حتى غُشي عليه، فقام الرجلُ عنه وتركه.

ترجمہ: ایک آدمی بلعنبر قبیلے کا تھا وہ خوب رونے لگا اس کو سوائے رونے کے اور کوئی کام ہی نہیں تھا تو اس کو ایک آدمی نے جو اس کے رشتہ داروں میں سے تھا کہا اللہ تجھ پر رحمت کرے تم اتنا کیوں روتے ہو؟ تو وہ رو پڑا اور یہ شعر کہے

بكيت على الذنوب لعظم جرمي
وحق لكل من يعصي البكاء

لا سعدت الدموع معاد ماء
فلو كان البكاء يرد همي

ترجمہ: میں گناہوں پر اپنے جرم کے بڑے ہونے کی وجہ سے رویا ہوں اور ہر اس شخص پر جو گناہ گار ہے رونا حق ہے۔

۲۔ اور اگر رونا میری پریشانی کو دور کرسکتا ہے آنسو اگر خون بن کر بھی بہیں تو سعادت مند ہیں۔

پھر رو پڑے حتیٰ کہ بے ہوش ہو گئے اور وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔

[روایت نمبر ۱۷۸] حضرت محمد بن مسلم بنولیث کے غلام کہتے ہیں:

ذكرنا يومًا العفو ومعنا حوشب بن مسلم. وكان من البكّائين عند الذِّكر. فبكى حتى لَطَى بالأرض.

ثم رفع رأسه فقال: يا إخوتاه بعد كم؟

ترجمہ: ہم نے ایک دن معافی کا تذکرہ کیا اور ہمارے ساتھ حوشب بن مسلم بھی موجود تھے اور یہ ذکر کے وقت رونے والوں میں سے تھے اور یہ اتنا روئے کہ زمین ان سے چپک گئی پھر اس نے اپنا سر اٹھایا کہا کب تک۔

فائدہ: وہ سجدے کے اندر رو رہے تھے اور آنسو زمین پر گر رہے تھے تو وہ مٹی آپ کے چہرے پر چپک گئی اور دوسرے جملے یعنی کب تک کا مطلب یہ ہے کہ کب

تک ہم اللہ کے خوف سے نہیں روئیں گے اور گناہ کو کب تک نہیں چھوڑیں گے۔

[روایت نمبر ۱۷۹] حضرت ابوعمران الجونی فرماتے ہیں:

هُبْكَ تنجو، بعد كم تنجو؟

اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردے تاکہ تو نجات پا جائے۔ (سستی کر کے پھر کب تم نجات پالو گے)

[روایت نمبر ۱۸۰] حضرت طلحہ بن مصرف فرماتے ہیں:

كان رجلٌ له ذنوب، فكان له عند كل ذنب منها بَكِيَّةٌ.

قال: فقال له غلامه: إن كان هذا دأبك فإني سأقودك أعمى!

ایک آدمی کے کئی گناہ تھے وہ ہر گناہ پر روتا تھا اس سے اس کے غلام نے کہا اگر تمہارا یہی حال رہا تو تم نابینا ہو جاؤ گے اور میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر لے جاؤں گا۔

[روایت نمبر ۱۸۱] اس کا ترجمہ پہلے روایت نمبر ۴۹ میں آ چکا ہے۔

قال رجل ببعض بلاد الشام في بعض السواحل: لو بكى العابدون على الشفقة حتى لم يبق في أجسادهم جارحة إلا أدَّتْ ما فيها من الدَّم والودَك دموعاً جارية، وبقيت الأبدان يُبّساً خالية، تـردَّدُ فيها الأرواح إشفاقاً ووجلًا من يومٍ تذهل فيه كل مرضعةٍ عمَّا أرضعت، لكانوا محقوقين بذلك. ثم غُشي عليه.

[روایت نمبر ۱۸۲] حضرت محمد فرماتے ہیں:

كان أبو سليمان يبكي عامة دهره.

قال: وسمعته يوماً يقول- وكان كثيراً ما يردِّدُ هذا الكلام-:

بَكُّوا الذنوب قبل مَحْلِ بكائها، وفرِّغوا القلوب إلا من شُغلِ حسابها، فبَحَرِيٌ إن كنتم كذلك أن تُدركوا فوات ما قد فات

(۱۷۹) . صفة الصفوة ۲۶۵/۳۔

(۱۸۱) الرقة والبكاء لابن ابی الدنیا الرقم ۴۹ ۔ ۱۸۱ وهو في صفة الصفوة ۳۷۲/۴۔

لشؤم التفريط، بالإنابة والمراجعة والإخلاص للربِّ الكريم.

وكان يبكي ويقول: وجدناه أكرم مولىً لشرِّ عبيدٍ.

قال: ثم يبكي ويُبكي.

مجھے سعید بن عبدالرحمٰن النصیبی نے بیان کیا یہ حضرت سلیمان دُوَیْد اللبان کے پڑوسی تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت سلمان ساری زندگی روتے رہے اور میں نے ان سے ایک دن سنا کہ وہ اس کلام کو کثرت سے دہرا رہے ہیں۔ گناہوں کے رونے کے مقام پر رونے سے پہلے روؤ اور دلوں کو گناہوں کے حساب میں مشغول رکھنے کے علاوہ باقی کاموں سے فارغ ہو جاؤ۔ اگر یہی حالت رہی تو تم اس کوتاہی کی شامت سے اللہ کی طرف توجہ مناجات اور اخلاص سے محروم ہو جاؤ گے پھر وہ رونے لگے اور کہنے لگے ہم نے اللہ تعالیٰ کو برے غلام کے لئے بہترین مولا پایا ہے پھر وہ روتے رہے۔

[روایت نمبر ۱۸۳] حضرت بہیم العجلی فرماتے ہیں:

ركب معنا البحر فتىً من بني مُرَّة، من أهل البدو. فجعل يبكي اليل والنهار. فعاتبه أهلُ المركب على ذلك وقالوا: ارفق بنفسك قليلًا.

فقال: إن أقلَّ ما ينبغي أن يكون لنفسي عندي أن أُبكيها، فأبكي عليها أيام الدنيا، لعلمي بما يمرُّ عليها في ذلك اليوم غداً.

قال: فما بقي في المركب أحدٌ إلا بكى.

قال عثمان: وكان بهيم رجلًا حزيناً، فكان إذا ذكر هذا البدوي بكى، وقال: هذا يبكي على نفسه ويرحمها مما يمرُّ عليها في الموقف، فكيف بما بعد الموقف إن لم يصن... العبد إلى خير؟

قال: ويبكي بكاء شديداً إذا ذكره.

ہمارے ساتھ سمندر میں ایک جوان سوار ہوا جو بنو مرۃ قبیلہ کا تھا وہ رات دن روتا تھا تو کشتی کے سواروں نے اس کو ڈانٹا اور کہنے لگے۔ اپنے آپ پر کچھ تو نرمی کرو۔ اس نے کہا سب سے کم بات جو میرے نزدیک میرے نفس کے لائق ہے کہ میں اس کو ساری زندگی رلاؤں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اس نفس پر کل اس دن کی بجائے کیا کچھ گزرنے والا ہے۔

راوی کہتا ہے کشتی پر جتنے لوگ سوار تھے اس بات کو سن کر سب رونے لگے۔

حضرت عثمانؒ فرماتے ہیں: حضرت بہیم غمگین آدمی تھے جب وہ اس بدوی آدمی کو یاد کرتے تھے تو روتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ شخص اپنے نفس کے فکر میں روتا ہے اور اس کے نفس پر ہر وہ آدمی ترس کھاتا ہے جو موقف میں اس کے پاس سے گزرتا ہے تو موقف کے بعد اس کی کیا حالت ہوگی اگر اس کو عذاب سے نجات نہ ملی۔ آدمی کو خیر کی طرف منتقل کیا جاتا ہے یا (عذاب کی طرف) اور پھر جب اس کو یاد کرتے تھے تو شدید روتے تھے۔

[روایت نمبر ۱۸۴] حضرت محمد بیان کرتے ہیں:

سمعت أبا جعفر القارئ في جوف الليل وهو يبكي ويقول:

ابکِ لذنبک طولَ الدهر مجتهداً
إن البکاءَ معوَّلُ الأحزان

لا تنسَ ذنبکَ في النهار وطوله
إن الذنوب تحيط بالإنسان

و يبكي بكاءً شديداً، ويردِّدُ ذلک.

میں نے ابو جعفر القاری کو رات کے درمیان میں سنا جب کہ وہ رو رہے تھے اور یہ شعر کہہ رہے تھے:

اَبکِ لذنبک طول الدھر مجتھدا
ان البکاء قعوّل الاحزان

لاتنس ذنبک فی النھار وطولہ
ان الذنوب تحیط بالانسان

ترجمہ: اپنے گناہ پر ساری زندگی کوشش کرکے رو کیونکہ رونا غم کو ہلکا کرتا ہے۔

۲۔ دن اور اس کی لمبائی میں اپنے گناہ کو نہ بھول گناہ انسان کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں

پھر خوب روئے اور ان شعروں کو دہراتے رہے۔

[روایت نمبر۱۸۵] حضرت بحر ابو یحیٰ فرماتے ہیں:

سمعتُ عابداً في بعض السواحل ذاتَ ليلةٍ يبكي، وإخوانُه عنده، فبكوا، فقال: ابكوا بأبي أنتم بكاءَ مَنْ علم أنه غير ناجٍ إلا بطول الحزن والبكاء. قال: ثم بكى وقال:

مَنْ فيَّض الدمعَ للدنيا فإنَّا
نَسفَحُ الدمعَ لاقتراف الذنوب

قال: فبكى القوم و الله بكاءً شديداً.

ترجمہ: میں نے ایک عابد کو کسی ساحل پر ساری رات روتے ہوئے سنا یہ جبکہ اس کے بھائی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پس وہ بھی روئے تو اس عابد نے کہا کہتے ہوئے سنا میرا باپ تم پر قربان ہو جائے تم اس آدمی کی طرح روؤ جس کو معلوم ہو کہ وہ نجات نہیں پائے گا مگر لمبے غم اور رونے کے ساتھ پھر وہ رونے لگا اور کہا:

من فیض الدمع للدنیا فانا
نسفح الدمع لاقتراف الذنوب

ترجمہ: جس نے دنیا میں خوب آنسو بہائے پس بے شک ہم گناہوں کے

مرتکب ہونے پر آنسو بہاتے رہیں گے۔

پھر خدا کی قسم! لوگ بھی رو پڑے اور بہت شدید روئے۔

[روایت نمبر ۱۸۶] حضرت یزید الرقاشی فرماتے ہیں:

إذا أنت لم تبکِ علی ذنبک، فمن یبکي لک علیه بعدک؟

قال: ثم یبکي صالح ویقول: یا إخوتاه! ابکوا علی الذنوب، فإنها تَرِین القلوبَ حتی تنطمس، فلا یصلُ إلیها من خیرِ الموعظة شيء!

ترجمہ: جب تو اپنے گناہوں پر نہیں روتا تو تیرے بعد تیرے گناہوں پر کون روئے گا؟

پھر اس بات کے راوی حضرت صالح المری رو پڑے اور فرمایا: اے بھائیو! گناہوں پر روؤ کیونکہ یہ گناہ دلوں کو زنگ آلود کر دیتے ہیں حتیٰ کہ دلوں کے نور بجھ جاتے ہیں پھر وعظ ونصیحت کی کوئی خیر بھی اس تک نہیں پہنچتی۔

فائدہ: یعنی وعظ ونصیحت اس پر کوئی اثر نہیں کرتا اور وہ نیک کام کی طرف نہیں آتا۔

---

(۱۸۶) أورد قریباً منه ابن الجوزي في صفة الصفوة ۳/ ۲۹۰، وابن قدامة في الرقة والبکاء عند الحدیث عن یزید الرقاشي۔

[باب 12]

رورو کر آنکھیں کھودینے والے لوگوں کی حکایات

[روایت نمبر ۱۸۷] حضرت قتادہ فرماتے ہیں:

كان زياد بن مطر العدوي قد بكى حتى عَمِيَ.

وبكى ابنه العلاء بن زياد بعده حتى عَشِيَ بصرُه.

قال: وكان إذا أراد أن يتكلم أو يقرأ، جهش بالبكاء!

حضرت زیاد بن مطر العدوی اتنا روئے تھے کہ نابینا ہو گئے تھے اور ان کے بعد ان کے بیٹے علاء بن زیاد اتنا روئے تھے کہ ان کی آنکھیں بھی ضائع ہو گئیں اور جب یہ بات کرنے یا پڑھنے کا ارادہ کرتے تو رونا شروع کر دیتے تھے۔

[روایت نمبر ۱۸۸] حضرت عمر بن ذر فرماتے ہیں:

قلتُ لأسيد الضبّي: قد أفسد البكاء عينيك. قال: فَمَهُ. قلت: لو قصّرتَ قليلًا. قال: وَلِمَ؟ أأتاني أمانٌ من الله من دخول النار؟قال: ثم غُشي عليه.

میں نے حضرت اسید الضبی سے عرض کیا کہ آپ کی آنکھوں کو ان کے رونے نے ضائع کر دیا۔

انہوں نے کہا ٹھہرو۔ میں نے کہا کچھ تو رونا کم کرو تو انہوں نے کہا کیوں۔ کیا اللہ کی طرف سے جہنم میں داخل ہونے سے امان آ گئی ہے۔

---

(۱۸۷) صفۃ الصفوۃ ۲/۲۵۴۔

اس کے بعد بے ہوش ہو گئے۔

[روایت نمبر ۱۸۹] حضرت ابونعیم فرماتے ہیں:

كان العلاء بن عبدالكريم قد بكى حتى فسدت عينه من كثرة ما يبكي.

ترجمہ: حضرت علاء بن عبدالکریم روئے حتیٰ کہ رونے کی کثرت کی وجہ سے ان کی آنکھیں خراب ہو گئیں۔

[روایت نمبر ۱۹۰] حضرت شہاب بن عباد فرماتے ہیں:

رأيتُ بهيماً أبا بكر العجلي، وكان قد بكى حتى سقطت أشفاره، وكان رطب العينين جداً. فقلت لابن أخٍ له: ما شأنه يَمَسُّ عينيه كثيراً؟ قال: قد فسدت من كثرة ما يبكي، فهي تحكُّه وتضربُ عليه.

ترجمہ: میں نے حضرت بہیم ابوبکر العجلی کو دیکھا جب کہ وہ اتنا روتے تھے کہ ان کی آنکھوں کی پلکیں گر گئی تھیں اور ان کی آنکھیں بہت جلد نم ناک ہو جاتی تھیں۔ میں نے ان کے بھتیجے کو کہا ان کی کیا حالت ہے کہ یہ اکثر اوقات اپنی آنکھوں کو پونچھتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ زیادہ رونے سے ان کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں ان کو خارش ہوتی ہے اور ان کو درد اٹھتا ہے۔

[روایت نمبر ۱۹۱] حضرت ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں:

بكى منصور حتى جَرِدَتْ عيناه. وكان يقوم الليل ويصوم النهار، فكانت أمُّه ترى بكاءه وما يصنع بنفسه، فتقول له: يا بنيّ! لو كنتَ قتلت قتيلًا لما زدتَ على هذا!

ترجمہ: حضرت منصور (بن معتمر السلمی) اتنا روتے تھے کہ ان کی آنکھوں کی

---

(۱۹۰) صفة الصفوة ۱۷۹/۳۔

(۱۹۱) صفة الصفوة ۱۱٤/۳، والرقة والبكاء لابن قدامة عند الحديث عن المنصور بن المعتمر۔

پلکیں جھڑ گئی تھیں یہ روزانہ رات کو جاگ کر عبادت کرتے تھے اور دن کو روزے رکھا کرتے تھے ان کی والدہ ان کے رونے کو اور جو کچھ یہ اپنے ساتھ کرتے تھے اس کو دیکھا کرتی تھیں اور اس سے کہتی تھیں اے بیٹے! اگر تو نے کسی کو قتل کیا ہوتا تو اس سے زیادہ مصیبت میں نہ ہوتا۔

[روایت نمبر۱۹۲] حضرت قبیصہ (بن عتبہ سوائی) فرماتے ہیں:

كانت عينا مالك بن مغول رطبةً جداً. و كان يقال في ذلك الزمان إنه طويل البكاء.

قال: وربما رأيته يُحدِّث والدموعُ على لحيته جارية!

حضرت مالک بن مغول کی آنکھیں بہت جلد نم ناک ہو جاتی تھیں۔

ان کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ بہت طویل رونے والے ہیں بسا اوقات میں نے ان کو خود دیکھا کہ وہ بات کر رہے ہوتے تھے اور آنسو ان کی ڈاڑھی پر بہہ رہے ہوتے تھے۔

[روایت نمبر۱۹۳] حضرت کلاب بن جری فرماتے ہیں:

رأيتُ شاباً ببيت المقدس قد عَمِش من طول البكاء، فقلتُ له: يا فتى! كم تكون العينُ سليمةً على هذا؟

فبكى ثم قال: كم شاء ربي فلتكن، وإن شاء سيدي فلتذهب، فليست بأكرمَ عليَّ من بدني! إنما أبكي رجاء الفرح والسرور في الآخرة؛ وإن تكن الأخرى فهو و الله شقاء الآخرة وحزنُ الأبد، والأمرُ الذي كنتُ أخافه وأحذره على نفسي وإني أحتسبُ على الله غفلتي عن نفسي وتقصيري في حظي. ثم غُشي عليه.

میں نے بیت المقدس میں ایک جوان کو دیکھا جو طویل رونے کی وجہ سے چندھیا گیا تھا۔ میں نے اس سے کہا اے جوان! ایسی حالت میں تیری آنکھیں

(۱۹۳) صفة الصفوة ۲۴۷/۴، محاسبة النفس للمؤلف رقم ۱۲۹۔

کیسے سلامت رہ سکتی ہیں؟

تو وہ رو پڑا اور کہا جب تک اللہ چاہے گا آنکھوں کی یہی حالت ہوگی اور میرا رب چاہے تو یہ آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ میرے بدن میں مجھ پر اس سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں۔ میں آخرت کے لئے خوشی اور سرور کی امید پر رونا چاہتا ہوں اور اگر آخرت خدا کی قسم مصیبت اور تکلیف میں ہوگی تو ہمیشہ کا غم اور شقاوت ہوگی اور وہ بات یہی ہے جس سے میں ڈرتا ہوں اور ذات کے بارے میں خوف کھاتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں امید ہے کہ میرے نفس کے بارے میں میری غفلت کو اور میرے حصہ کے بارے میں میری تقصیر کو معاف کر دے گا پھر اس جوان پر غشی چھا گئی۔

[روایت نمبر۱۹۴] حضرت صدقہ بن بکرؒ فرماتے ہیں.

سمعت معاذ بن زياد التميمي يذكر أن فتىً من الأزد بكى حتى أطلعَ بصره! فعوتب في ذلك فقال:

ألم يَرِثِ البكا أُناسُ صدقٍ
فقادهمُ البكاءُ خير المعاد؟

ألم يقلِ الإله إليَّ عبدي
فكلُّ الخيرِ عندي في المعاد؟

و الله لأبكين دائم الدنيا، فإذا جاء ت الآخرة، فعند الله أحتسبُ مصيبتي في تقصيري.

میں نے حضرت معاذ بن زیاد تمیمی سے سنا وہ قبیلہ ازد کے ایک جوان کا ذکر کر رہے تھے کہ وہ اتنا رویا حتیٰ کہ اس کی آنکھیں چلی گئیں پھر جب اس کو اس پر تنبیہ کی گئی تو اس نے کہا:

ا۔ کیا سچے لوگوں نے رونے کو اپنی میراث نہیں بنایا۔
اور رونے نے ان کو اچھے انجام کی رہنمائی نہیں کی؟
۲۔ کیا اللہ نے نہیں فرمایا: بندے کو میری طرف متوجہ ہونا چاہئے ہر خیر آخرت میں میرے پاس ہے۔
اللہ کی قسم! میں جب تک دنیا رہے گی ہمیشہ روتا رہوں گا پھر جب آخرت آئے گی تو اللہ کے پاس اپنی مصیبت کی تقصیر کی معافی کا طلب گار رہوں گا۔

[روایت نمبر۱۹۵] حضرت شاذ بن فیاض فرماتے ہیں:

بكى هشام الدَّسْتُوائي حتى فسدت عينُه، فكانت مفتوحة، وهو لا يكاد يُبصر بها.

حضرت ہشام الدستوائی اتنا روئے کہ ان کی آنکھیں خراب ہو گئیں اور وہ کھلی رہتی تھیں لیکن وہ آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے تھے۔

[روایت نمبر۱۹۶] حضرت مالک بن ضیغم فرماتے ہیں:

بكى بُديل العقيلي حتى قَرِحت مآقيه، فكان يُعاتَبُ في ذلك، فيقول: إنما أبكي خوفاً من طول العطش يوم القيامة.

میں نے بشر بن منصور سے یہ فرماتے ہوئے سنا۔
ترجمہ: حضرت بدیل العقیلی اتنا روئے کہ ان کی آنکھوں کے کونوں میں زخم پڑ گئے تھے ان کو جب اس پر تنبیہ کی جاتی تھی تو وہ فرماتے: میں قیامت کے دن لمبی پیاس کے خوف سے روتا ہوں۔

[روایت نمبر۱۹۷] حضرت ہشام بن حسان فرماتے ہیں:

بكى يزيد الرقَّاشي أربعين عاماً حتى تساقطت أشفاره،

(۱۹۵) تهذيب الكمال للحافظ المزى ۲۲۲/۳۰، صفة الصفوة ۳۴۸/۳۔
(۱۹۶) صفة الصفوة ۲۶۵/۳۔
(۱۹۷) تهذيب الكمال للمزي ۷۱/۳۲-۷۲۔

وأظلمت عيناه، و تغيَّرت مجاري دموعه!

حضرت یزید الرقاشی چالیس سال روئے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی آنکھوں کی پلکیں گر گئی تھیں اور ان کی آنکھوں میں اندھیرا آ گیا اور آنکھوں سے آنسو بہنے کی جگہوں کا رنگ بدل گیا تھا۔

[روایت نمبر ۱۹۸] حضرت سعید بن عامر فرماتے ہیں:

حُدِّثتُ أن بديلاً العقيلي بكى حتى ذهب بصره.

مجھے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت بدیل العقیلی اتنا روئے تھے کہ ان کی نگاہ چلی گئی تھی۔

[روایت نمبر ۱۹۹] حضرت سعید بن عامرؒ فرماتے ہیں:

كان هشام بن أبي عبد الله قد أظلم عليه بصره من طول البكاء، فكنت تراه ينظر إليك فلا يعرفك إلا أن تكلمه!

حضرت ہشام بن ابی عبداللہؒ کی زیادہ طویل رونے کی وجہ سے بینائی میں اندھیرا آ گیا تھا۔

دیکھتے تو یہ سمجھتا ہوگا کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں لیکن وہ آپ کو نہیں پہچان سکتے مگر یہ کہ تو ان سے بات کرے تب

[روایت نمبر ۲۰۰] حضرت سلام ابی الاحوصؒ فرماتے ہیں:

كانت عين منصور قد تقبَّضت من كثرة البكاء.

حضرت منصور بن المعتمر کی آنکھ زیادہ رونے کی وجہ سے چھوٹی ہوگئی تھی۔

[روایت نمبر ۲۰۱] حضرت زہیر السلولیؒ فرماتے ہیں:

---

(۱۹۹) صفة الصفوة ۳/۳٤۸۔

(۲۰۰) وفي مصادر أخرى أنه كان قد عمش من البكاء۔ حلية الأولياء ٥/٤١، تهذيب الكمال ٢٨/٥٥٤، صفة الصفوة ٣/١١٤۔

(۲۰۱) صفة الصفوة ۳/۲۹۰۔

كان يزيد الرقّاشي قد بكى حتى تناثرت أشفاره، وأحرقت الدموع مجاريها من وجهه!

حضرت یزید الرقاشیؒ اتنا روئے تھے کہ ان کی آنکھوں کی پلکیں جھڑ گئی تھیں اور آنسوؤں نے اپنی بہنے والی جگہ کو جلا ڈالا تھا۔

[روایت نمبر۲۰۲] حضرت عبدالرحمٰن بن مالک بن مغولؒ فرماتے ہیں:

بكى أسيد الضبّي حتى عمي. وكان إذا عوتب على البكاء، بكى وقال: الآن حين لا أهدأ؟ وكيف أهدأ وأنا أموت غداً؟ والله لأبكينّ، ثم لأبكينّ، ثم لأبكينّ. فإن أدركتُ بالبكاء خيراً فبمنِّ الله عليَّ وفضله، وإن تكن الأخرى، فما بكائي في جنب ما ألقى؟

قال: وكان ربما بكى حتى يتأذى به جيرانه، من كثرة بكائه.

حضرت اسید الضبیؒ اتنا روئے تھے کہ نابینا ہو گئے جب ان کو رونے پر عتاب کیا جاتا تھا تو اور روتے تھے اور فرماتے تھے اب میں پلک کیسے جھپکا سکتا ہوں جب کہ میں کل مر جاؤں گا۔ خدا کی قسم! میں ضرور روؤں گا پھر ضرور روؤں گا پھر ضرور روؤں گا۔ اگر میں رونے سے خیر کو حاصل کروں گا تو یہ مجھ پر اللہ کے احسان اور فضل کے طور پر ہوگا اور اگر دوسری حالت ہوگی تو میرا رونا اتنی بڑی مصیبت کے مقابلے میں کس کام کا۔

فرماتے ہیں: کہ آپ بسا اوقات اتنا روتے تھے کہ آپ کے پڑوسیوں کو بھی زیادہ رونے کی وجہ سے بسا اوقات تکلیف پہنچتی تھی۔

[روایت نمبر۲۰۳] حضرت سلامہ العابدۃ فرماتی ہیں:

بكت عبيدة بنت أبي كلاب أربعين سنة، حتى ذهب بصرها!

حضرت عبیدہ بنت ابی کلابؒ چالیس سال تک روئی تھیں حتیٰ کہ ان کی نگاہ

---

(۲۰۲) صفة الصفوة ۱۶۳/۳۔

(۲۰۳) صفة الصفوة ۳۴/۴۔

چلی گئی تھی۔

[روایت نمبر۲۰۴] حضرت مسمع بن عاصمؒ فرماتے ہیں:

كان ناشرة بن سعيد الحنفي قد بكى حتى أظلمت عيناه!

حضرت ناشرہ الحنفیؒ اتنا روئے تھے کہ ان کی آنکھوں میں اندھیرا آ گیا تھا۔

[روایت نمبر۲۰۵] حضرت عاضرۃ بن قرہدفرماتے ہیں:

كان فرقد السبخي قد بكى حتى أضرَّ ذلك البكاء بعينيه، وتناثرت أشفاره.

حضرت فرقد السبخی اتنا روئے تھے کہ ان کے رونے نے ان کی نگاہوں کو نقصان پہنچایا تھا اور ان کی آنکھوں کی پلکیں جھڑ گئی تھیں۔

[روایت نمبر۲۰۶] حضرت انس نے حضرت ثابت البنانی سے فرمایا:

ما أشبه عينيك بعيني رسول الله ﷺ.

قال: فبكى حتى عَمِش.

آپ کی آنکھیں جناب نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے کتنا مشابہ ہیں۔ تو آپ یہ سن کر رو پڑے اور روتے رہے حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

فائدہ: یہ حضرت ثابت البنانی حضرت انس کے شاگردوں میں سے ہیں تابعین میں سے ہیں اور بہت اونچے درجے کے اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ (امداداللہ انور)

[روایت نمبر۲۰۷] حضرت قاسم (بن ابی ایوب) فرماتے ہیں:

كان سعيد بن جبير يبكي حتى عَمِش.

---

(٢٠٤) ورد هذا الجزء من الكلام ضمن الفقره رقم (١٧١)۔ وهو كذلك في صفة الصفوة لابن الجوزي ٣/٣٨٢۔

(٢٠٥) سبق أن أورده المؤلف في الفقرة رقم (٤٢)۔

(٢٠٦) صفة الصفوة ٣/ ٢٦٢۔

(٢٠٧) حلية الأولياء ٤/ ٢٧٢۔ وفيه زيادة: يبكي "بالليل"۔

حضرت سعید بن جبیرؒ اتنا روئے تھے کہ ان کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔

[روایت نمبر ۲۰۸] حضرت معتمر اپنے والد (حضرت سلیمان بن طرخان التیمی) سے نقل کرتے ہیں:

بكى يزيد الرقاشي حتى تناثرت أشفاره.

حضرت یزید الرقاشیؒ اتنا روئے تھے کہ آنکھوں کی پلکیں جھڑ گئی تھیں۔

[روایت نمبر ۲۰۹] حضرت جعفر بن سلیمانؒ فرماتے ہیں:

بكى ثابت حتى ذهب بصرُه، أو كاد يذهب. فقيل له: نعالجك على أن لا تبكي. قال: ما خيرٌ فيهما إذا لم تَبْكيا؟

حضرت ثابت بنانیؒ اتنا روئے تھے کہ آپ کی نگاہ چلی گئی تھی یا ختم ہونے کے قریب ہوگئی تھی ان سے کہا گیا کہ ہم آپ کا علاج کر دیتے ہیں اس شرط پر کہ آپ آئندہ نہ روئیں گے۔

فرمایا: اگر یہ آنکھیں نہ روئیں تو ان میں کوئی خیر نہیں۔

[روایت نمبر ۲۱۰] حضرت جعفر بن سلیمانؒ فرماتے ہیں:

اشتكى ثابت البُناني عينه، فقال له الطبيب: اضمن لي خَصلةً تبرأ عينك. قال: وما هي؟ قال: لا تبك. قال: وما خيرٌ في عين لا تبكي؟!

حضرت ثابت بنانی کی آنکھ میں تکلیف شروع ہوئی تو طبیب نے کہا کہ آپ مجھے ایک بات کی ضمانت دیں آپ کی آنکھ ٹھیک ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے کہا کہ آپ نے رونا نہیں ہے۔ فرمایا: اس آنکھ میں کوئی خیر نہیں جو نہ روئے۔

---

(۲۰۸) أورده المؤلف بطريقين أخريين في الرقة و البكاء الرقمين (۱۹۷)، (۲۰۱)۔

(۲۰۹) مختصر قيام الليل للمقريزي ۱۴۶۔

(۲۱۰) صفة الصفوة ۳/۲۶۲۔

[باب 13]

وہ حضرات جن کے رونے سے آنسوؤں نے ان کے چہروں پر نشان ڈال دیئے

[روایت نمبر ۲۱۱] حضرت عبداللہ بن عیسیٰؒ فرماتے ہیں:

كان في وجه عمر بن الخطاب خطان أسودان من البكاء.

حضرت عمر بن خطابؓ کے چہرے پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ جھریاں تھیں۔

[روایت نمبر ۲۱۲] حضرت ابورجاء العطاردیؒ فرماتے ہیں:

كان هذا المكان من ابن عباس مثل الشِّراک البالي من الدموع.

حضرت ابن عباسؓ کی اس جگہ پر آنسوؤں کی وجہ سے پرانے تسمے کی طرح کے نشانات تھے۔

[روایت نمبر ۲۱۳] حضرت زہیر السلولیؒ فرماتے ہیں:

كان يزيد الرقَّاشي قد بكى حتى أحرقتِ الدموعُ مجاريها من وجهه.

حضرت یزید الرقاشی اتنا روئے کہ ان کے چہرے پر آنسوؤں کے بہنے کی جگہ سیاہ پڑ گئی تھی۔

---

(۲۱۱) حلية الأولياء ۱/۵۱۔

(۲۱۲) عبارته أوضح في حلية الأولياء ۲/۳۰۷: كان هذا الموضع من ابن عباس - أي مجرى الدموع - كأنه الشِّراك البالي من الدمع۔
وعند ابن أبي شيبة: كان هذا المكان من ابن عباس مجرى الدموع مثل الشراك البالي من الدموع۔ المصنف، رقم (۱۷۳۷۱) - ۱۴/۵۔
وهو في مختصر قيام الليل أيضاً للمقريزي ص ۱۴۴۔

(۲۱۳) أورده المؤلف في الفقرة فى الرقة و البكاء رقم (۲۰۱)۔ وهو في صفة الصفوة ۳/۲۹۰۔

[روایت نمبر۲۱۴] حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

کان عمر بن عبد العزیز قد بکی حتی أثّرت الدموع بوجهه.

حضرت عمر بن عبدالعزیز اتنا روئے تھے کہ آپ کے چہرے پر آنسوؤں کے نشانات پڑ گئے تھے۔

[روایت نمبر۲۱۵] حضرت موسیٰ بن صالح القریعی جو اہل بصرہ میں سے ہیں فرماتے ہیں:

رأیت مجاري الدموع في خدِّ عُتبة الغلام منسلخةً . ورأیت علیه إزاراً و کمًّا.

میں نے حضرت عتبہ الغلام کے رخسار پر آنسو کے بہنے کی جگہ پر گہری جھڑیاں دیکھیں اوران پر ایک چادراور ایک پوستین دیکھی تھی (جوانہوں نے پہنی ہوئی تھی)۔

[روایت نمبر۲۱۶] حضرت عقیبہ بن فضالہؒ فرماتے ہیں:

کانت الدموع قد أثّرت بخدَّي الفضل بن عیسی الرقّاشي أثراً بیِّناً، فکان کالشيء المخدوش، ندیًّا دهرَه!

حضرت فضل بن عیسیٰ الرقاشی کے دونوں رخساروں پر آنسوؤں نے بڑا واضح نشان ڈال دیا تھا جیسے کسی چیز کو چھید دیا گیا ہو عمر بھران کے آنسو بہتے رہے۔

[روایت نمبر۲۱۷] حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں:

یا إخوتاه! و الله لو ملکتُ البکاء لبکیتُ أیام الدنیا.

قال: و کان قد بکی حتی اسودَّ طریق الدموع في خدِّه.

اے بھائیو! خدا کی قسم اگر رونا میرے اختیار میں ہوتا تو دنیا کے تمام دنوں میں روتا رہتا۔

فرماتے ہیں: آپ اتنا روئے تھے کہ آپ کے رخسار پر آنسو کے بہنے کے راستے سیاہ ہو گئے تھے۔

[باب 14]

ہمیشہ رونے والے حضرات کی حکایات

[روایت نمبر ۲۱۸] حضرت ربیع بن خثیم سے مروی ہے:

أنه كان يبكي حتى تَبُلَّ لحيتُه من دموعه، ثم يقول: أدركنا أقواماً كنا في جنوبهم لصوصا!

وہ اتنا روتے تھے کہ ان کی ڈاڑھی ان کے آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی پھر فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جن کے پہلو میں ہم چور لگتے تھے۔

فائدہ: یعنی ان کی یہ عظمت وشان تھی کہ ہم ان کے مقابلے میں اپنے آپ کو چور سمجھتے تھے یہ تو تابعین کا دور تھا اور ربیع بن خثیم عجیب انسان تھے' اکابرین میں ان کا شمار ہوتا ہے اگر آج کے زمانہ کو دیکھا جائے تو ہم لوگ کس درجے میں شمار ہوں گے۔ (امداداللہ انور)

[روایت نمبر ۲۱۹] حضرت مسلم بن خالدؒ فرماتے ہیں:

أخبرني من رأى عمر بن عبد العزيز يطوف بالبيت ودموعه سائلة على لحيته.

مجھے اس آدمی نے بتایا جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا ان کے آنسوان کی ڈاڑھی مبارک پر گر رہے تھے۔

[روایت نمبر ۲۲۰] حضرت مضر فرماتے ہیں:

كان شاب في عبد القيس يبكي الليل والنهار، لا يكادُ يَفتُر،

(۲۱۸) صفة الصفوة ۶۸/۳۔

فقيل له: لو قصَّرت قليلًا! قال: ولِمَ أقصِر وقد نُدِبتُ إلى الجِدِّ والاجتهاد؟ و الله لا أقصِّر عن الاجتهاد في نَجائها أبداً.

فكان يبكي الليل والنهار.

قبیلہ عبد القیس کا ایک جوان تھا جو رات دن روتا تھا۔ رونا بند نہیں کرتا تھے اس سے کہا گیا کاش تم کچھ دیر کے لئے رونا بند کر دو۔ فرمایا: میں رونا کیسے بند کروں جب کہ محنت اور کوشش کی آواز لگ چکی ہے۔ خدا کی قسم میں آخرت میں نجات حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا چنانچہ وہ رات دن رویا کرتے تھے۔

[روایت نمبر۲۲۱] حضرت عبداللہ بن صالح فرماتے ہیں: مجھے بنوتمیم قبیلہ کے ایک آدمی نے بیان کیا ہے:

أن حسن بن صالح كان يصلي إلى السَّحَر، ثم يجلس فيبكي في مكانه، ويجلس عليٌّ فيبكي في حُجرته.

قال: وكانت أمهم تبكي بالليل والنهار.

قال: فماتت، ثم مات عليّ، ثم مات حسن.

قال: فرأيت حَسَناً في منامي، فقلت: ما فعلت الوالدة؟

قال: بُدِّلت بطول ذلك البكاء سرور الأبد.

قلت: فعليٌّ؟

قال: وعليٌّ على خير.

قال: قلت: فأنت؟

قال: فمضى وهو يقول، وهل نتَّكل إلا على عفوه؟

ترجمہ: کہ حضرت حسن بن صالح سحری کے وقت تک نماز پڑھتے تھے اور اسی جگہ پر بیٹھ کر رویا کرتے تھے۔

---

(۲۲۱) صفة الصفوة ۱۵۵/۳۔

اور علی بھی حجرے میں بیٹھ کر رویا کرتے تھے اور ان دونوں کی والدہ بھی رات دن رویا کرتی تھیں۔ وہ فوت ہو گئیں پھر حضرت علی بھی فوت ہو گئے اور حضرت حسن بھی فوت ہو گئے تو میں نے حضرت حسن کو نیند میں دیکھا اور پوچھا آپ کی والدہ کو کیا انعام ملا۔ فرمایا: زیادہ رونے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے سرور عطاء فرما دیا گیا میں نے پوچھا علی کیسے ہیں: فرمایا وہ بھی خیر میں ہے۔

میں نے پوچھا آپ کیسے ہیں: وہ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کیا ہمیں خدا کے عفوودرگزر پر بھروسہ نہیں ہے۔

[روایت نمبر۲۲۲] حضرت محمد بن معاویہ الازرق نے بیان کیا ہے:

قيل العطاء السليمي: ما تشتهي؟

قال: أشتهي أن أبكي حتى لا أقدر على أن أبكي!

قال: فكان يبكي الليل والنهار، وكانت دموعه الدهرَ سائلةً على وجهه!

وہ فرماتے ہیں: ہمیں بعض دوستوں نے بیان کیا ہے۔

حضرت عطاء السلیمی سے پوچھا گیا آپ کیا چاہتے ہیں:

فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ میں روتا رہوں حتیٰ کہ مجھے رونے پر بھی قدرت نہ رہے۔ فرمایا: آپ رات رویا کرتے تھے اور ہر وقت ان کے آنسو ان کے چہرے پر بہا کرتے تھے۔

[روایت نمبر۲۲۳] حضرت جعفر بن سلیمان فرماتے ہیں:

دخل رجلان على عطاء السليمي، فوجداه يبكي.

فقال أحدهما لصاحبه: أمّا هذا فسيبكي ثلاثة أيام ولياليهن.

---

(۲۲۲) صفة الصفوة ۳۲۹/۳۔

(۲۲۳) وفي حلية الأولياء ۲۱۸/۶ أن عطاء إذا بكى بكى ثلاثة أيام وثلاث ليال۔ وكذا في صفة الصفوة ۳۲۶/۳۔

قال: فخرجا وتركاه!

دو آدمی حضرت عطاء سلیمی کے پاس آئے اور آپ کو روتا ہوا پایا۔تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا یہ تو تین دن اور تین راتیں روتے ہی رہیں گے۔ پھر وہ دونوں آپ کو چھوڑ کر وہاں سے چلے گئے۔

[روایت نمبر۲۲۴] حضرت معاذ بن زیاد فرماتے ہیں:

كان يحيى بن مسلم البكّاء قد اعتمّ بعمامة وأدارها على حلقه، وجعل لها طرفين. فكان يبكي وينتحب حتى يَبُلَّ هذا الطرف،ثم يبكي وينتحب حتى يَبُلَّ هذا الطرف الآخر. ثم يحلُّها من رأسه، ويبكي وينتحب حتى يَبُلَّ العمامة بأسرها، ثم يبكي وينتحب حتى يبُلَّ أردانه!

حضرت یحییٰ بن مسلم البکاء پگڑی باندھتے تھے اور پگڑی کو اپنے حلق تک گھماتے تھے اور اس کے دو کنارے چھوڑ دیتے تھے پھر روتے تھے اور چیختے تھے حتیٰ کہ پگڑی کا ایک کنارہ تر ہو جاتا تھا پھر روتے اور آہ وفغاں کرتے تھے کہ دوسرا کنارہ بھی تر ہو جاتا تھا پھر اس پگڑی کو اپنے سر سے اتارتے تھے اور روتے تھے اور دھاڑیں مارتے تھے حتیٰ کہ آپ کا پورا عمامہ تر ہو جاتا تھا پھر روتے تھے اور چیختے تھے حتیٰ کہ آپ کی آستین بھی تر ہو جاتی تھی۔

[روایت نمبر۲۲۵] حضرت ابوسہل محمد بن عمرو الانصاری فرماتے ہیں:

كنا مع محمد بن واسع في جنازة، فجعلتُ أنظر إلى دموعه على لحيته، وهو جالس لا يتكلم بشيء.

فذكرتُ ذلك ليحيىٰ بن مسلم البكاء، فبكى وقال: إن في دون ما كنتم فيه لما يُبكي: القبور.

ہم ایک جنازے میں محمد بن واسعؒ کے ساتھ شریک تھے میں نے ان کے

(۲۲۴) صفة الصفوة ۲۹۶/۳۔ والأردان: جمع رُدْن، وهو الكُم۔

آنسو کو ان کی ڈاڑھی پر گرتے ہوئے دیکھا تھا جبکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی بات نہیں فرمارہے تھے۔

میں نے یہ بات یحیٰ بن مسلم البکاءؒ کے سامنے ذکر کی تو وہ رو پڑے اور فرمایا: قبر میں تو رونے سے رہے۔

[روایت نمبر ۲۲۶] حضرت سعید بن فضیل القرشیؒ بنی زہرۃ کے غلام تھے فرماتے ہیں:

كان محمد بن واسع نازلًا في العُلو. وكان قومٌ يسكنون في داره في السُّفل. قال: فحدثني بعضهم قال: كان يبكي عامة الليل، لا يكاد يَفْتُر. قال: ثم يُصبح، فإنما يَكْشِر في وجوه أصحابه.

حضرت محمد بن واسع مکان کے اوپر والے حصے میں ٹھہرے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھی آپ کے گھر میں نچلی منزل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

مجھے ان کے بعض ساتھیوں نے بیان کیا آپ ساری رات روتے رہے تھوڑی دیر بھی رونا بند نہیں کیا جب صبح ہوئی تو اپنے ساتھیوں کے سامنے مسکرارہے تھے (تاکہ میرے رونے کی کسی کو خبر نہ ہو)۔

[روایت نمبر ۲۲۷] حضرت نسیب نے ہشام القردوسی سے بیان کیا ان کو ایک آدمی نے بیان کیا:

دخلنا على محمد بن واسع، فقالت عِلْجة كانت في داره: " اين كبره بس اباد اركه سود سون ازجها نياز همه بكشت" معناه: هذا الرجل إ اذا جاء الليل، لو كان قَتل أهل الدنيا ما زاد!

ہم محمد بن واسع کے پاس گئے تو ایک کافر عورت آپ کے گھر میں تھی اس

(۲۲۷) أورده ابن الجوزي في صفة الصفوة ۲۶۷/۳ دون الجملة الأعجمية. وتبدو بعض الكلمات فارسية أو كردية.. إذا إن معنى "همه بكشت" قتل الجميع، باللغة الكردية.

نے فارسی میں کہا جس کا معنی یہ ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جب رات آتی ہے تو اس کی وہ حالت ہوتی ہے کہ اگر کسی شخص نے ساری دنیا کے لوگوں کو قتل کیا ہوا ہو تو بھی غم میں اس سے نہ بڑھ سکے۔

[روایت نمبر ۲۲۸] حضرت سرار ابو عبیدہ فرماتے ہیں:

بكى عُتبة الغلام في مجلس عبد الواحد بن زيد تسع سنين لا يَفتُر، بكاءً من حين يبدأ عبد الواحد في الموعظة إلى أن يقوم. لايكاد أن يسكت عتبة.

فقيل لعبد الواحد: إنا لا نفهم كلامك من بكاء عتبة.

قال: فأصنعُ ماذا؟ يبكي عتبة على نفسه وأنهاه أنا؟ لبئس واعظُ قومٍ أنا.

حضرت عتبہ الغلام حضرت عبدالواحد بن زید کی مجلس میں نو سال روتے رہے کبھی وقفہ نہیں کیا جب حضرت عبدالواحد وعظ و نصیحت شروع کرتے اس وقت سے یہ رونا شروع کرتے حتیٰ کہ عبدالواحد مجلس سے اٹھ جاتے تھے پھر بھی حضرت عتبہ خاموش نہ ہو سکتے تھے تو حضرت عبدالواحد سے ان کے بارے میں عرض کیا گیا کہ ہم حضرت عتبہ کے رونے کی وجہ سے آپ کی بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ آپ نے فرمایا: میں کیا کروں عتبہ اپنے نفس پر روتا ہے اور میں اس کو منع کروں پھر تو میں لوگوں کا برا واعظ ہوں۔

[روایت نمبر ۲۲۹] حضرت سلیم الخیف فرماتے ہیں:

رمقتُ عُتبة ذات ليلة بساحل البحر، فما زاد ليلته تلك حتى أصبح على هذه الكلمات وهو قائم، وهو يقول: إن تعذِّبني

---

(۲۲۸) صفة الصفوة ۳/۳۷۰-۳۷۱۔

(۲۲۹) حلية الاولياء ۶/۲۳۵، صفة الصفوة ۳/۳۷۲۔

فإني لک محب، وإن ترُحمني فإني لک محب.

فلم يزل يردِّدُها ويبكي حتى طلع الفجر!

میں نے ایک رات سمندر کے ساحل پر حضرت عتبہ کو چپ کر دیکھا ساری رات صبح تک کھڑے ہوئے ان کلمات کو دہراتے رہے اور کہتے رہے اگر

اِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاِنِّیْ لَکَ مُحِبٌّ فَاِنْ تَرْحَمْنِیْ فَاِنِّی لک مُحِبٌّ.

ترجمہ: اگر آپ مجھے عذاب دیں تب بھی میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور اگر رحم فرمائیں تب بھی میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔

یہ کلمہ دہراتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح طلوع ہوگئی۔

[روایت نمبر۲۳۰] حضرت فضیل بن عیاض کے صاحبزادے فرماتے ہیں:

كان الفضيل قد ألِف البكاء، حتى ربما بكى في نومه! حتى يسمعه أهل الدار!

کہ حضرت فضیل نے رونے سے محبت کر لی تھی حتیٰ کہ نیند میں بھی روتے تھے اور ان کے رونے کو گھر کے لوگ سنتے تھے۔

[روایت نمبر۲۳۱] حضرت ربیع بن صبیح فرماتے ہیں:

ما دخلتُ على الحسن إلا أصبتُه مستلقياً يبكي!

میں جب بھی حضرت حسن کے پاس گیا ہوں آپ کو لیٹے ہوئے روتے ہوئے دیکھا ہے۔

[روایت نمبر۲۳۲] حضرت یونس بن عبیدؒ فرماتے ہیں:

كنا ندخل على الحسن، فيبكي حتى نرحمه!

ہم حضرت حسنؒ بصری کے پاس جاتے تھے جبکہ وہ رو رہے ہوتے تھے اور ہمیں ان پر ترس آتا تھا۔

[روایت نمبر۲۳۳] حضرت منصور بن زاذانؒ فرماتے ہیں:

كان الحسن ربما بكى حتى نَرِقَّ له!

حضرت حسن اتنا روتے تھے حتی کہ ہمیں بھی آپ کے رونے پر ترس آتا تھا۔

[روایت نمبر۲۳۴] حضرت عبید اللہ بن عیزار فرماتے ہیں:

ما رأيت الحسن إلا صارّاً بين عينيه، عليه كآبة، كأنه رجلٌ أُصيب بمصيبة. فإن ذَكَر الآخرة، أو ذُكِرت بين يديه، جاء ت عيناه بأربع!

میں نے جب بھی حضرت حسن بصری کو دیکھا آپ پر دکھ کے آثار ہوتے تھے گویا کہ آپ کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے پس اگر وہ آخرت کو یاد کرتے یا ان کے سامنے آخرت کو یاد کیا جاتا تو آپ کے آنسو خوب بہنے لگتے تھے۔

[روایت نمبر۲۳۵] حضرت ربیع ابو محمدؒ فرماتے ہیں:

كان يزيد الرقَّاشي يبكي حتى يسقط، ثم يُفيق، فيبكي حتى يسقط ثم يفيق، فيبكي حتى يسقط، فيُحمل مغشياً عليه إلى أهله.

وكان يقول في كلامه: إخوتاه! ابكوا قبل يوم البكاء، ونوحوا قبل يوم النياحة، وتوبوا قبل انقطاع التوبة، إنما سُمي نوحًا عليه السلام أنه كان نوَّاحاً. فنوحوا معشرَ الكهول والشباب على أنفسكم.

قال: وكان يتكلم والدموع جارية على لحيته وخدَّيه.

حضرت یزید الرقاشی روتے روتے گر جاتے تھے پھر جب ہوش آتا تھا پھر روتے تھے پھر گر جاتے تھے تو ان کو ان کی گھر کی طرف بے ہوشی حالت میں اٹھا کر لے جایا جاتا تھا۔

آپ اپنے کلام میں کہا کرتے تھے۔

---

(٢٣٤) أورده المؤلف سابقاً في الرقة و البكاء الفقرة رقم (١٣٣)۔

(٢٣٥) تهذيب الكمال للحافظ المزي ٣٢/٧٣-٧٤۔ وأورده بلفظه ابن قدامة المقدسي في كتاب الرقة والبكاء عند الحديث عن يزيد الرقاشي۔

اے بھائیو! رونے کے دن سے پہلے رولو واویلا کرنے کے دن سے پہلے واویلا کرلو اور توبہ کے ختم ہونے کے دن سے پہلے توبہ کرلو۔ نوحؑ کا نام نوح اس لئے تھا کہ وہ خوب نوحہ کرنے والے تھے پس اے بوڑھو! اے جوانو! اپنے آپ پر نوحہ کرلو۔

فرمایا: آپ جب کوئی بات کر رہے ہوتے تھے تو آنسوان کی ڈاڑھی اور رخسار پر بہہ رہے ہوتے تھے۔

[روایت نمبر ۲۳۶] حضرت فضیل بن عبدالوہاب فرماتے ہیں:

كان لمحمد بن عبدالوهاب صديق من بني تميم، فربما زاره، فيبتدئان في البكاء حتى يُنادى بصلاة الظهر.

قالت: فربما قلت لمحمد: يزورك أخوك فتبكيان، لا يستمتع أحدكما من صاحبه بحديث ولا مذاكرة؟!

فيقول: ويحك! اسكتي، ليست الدنيا دار سرور ولا متعة تدوم، إنما خيرها لمن اتخذها بُلغةً إلى الآخرة. و والله لولا البكاء- فإنه راحةٌ للقلوب- لظننتُ أن قلبي سينشقُّ في دار الدنيا من طول غمي، لكثرة التفريط.

قالت: فأبكاني و الله.

مجھے میری بہن جو احمد سے بڑی تھیں بیان کرتی ہیں:

محمد بن عبدالوہاب کا ایک بنو تمیم قبیلے کا دوست تھا جب کبھی وہ زیارت کے لئے آتا تو یہ دونوں پہلے تو رونے سے آغاز کرتے حتیٰ کہ ظہر کی اذان ہو جاتی تھی۔

فرماتی ہیں: میں نے حضرت محمد کو کہا آپ کا بھائی آپ کو ملنے آتا ہے اور آپ دونوں رونے لگ جاتے ہیں۔ آپ میں سے کوئی دوسرے سے کوئی بات نہیں سنتا اور نہ مذاکرہ کرتا ہے۔

---

(۲۳۶) تہذیب الکمال ۳۵/۲۶۔

فرمایا: تو تباہ ہو جائے تو خاموش رہ۔ دنیا سرور کا گھر نہیں اور نہ یہ گھر ہمیشہ ہے۔ اس کی خیر اس میں ہے جو اس کو آخرت کی پونجی کے لئے بنائے۔ خدا کی قسم! اگر رونا نہ ہوتا کیونکہ یہ دلوں کی راحت ہے تو میں گمان کرتا میرے دل میرے طویل غم کی وجہ سے دنیا میں اسی تفریط کی وجہ سے تھک جائے گا۔

وہ فرماتی ہیں: خدا کی قسم! انہوں نے مجھے بھی رلا دیا۔

[روایت نمبر ۲۳۷] حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:

كان ابن أبي روَّاد يتكلم و دموعه تسيل على خده.

و كان وهيب يتكلم و الدموع تقطر من عينيه.

حضرت ابن ابی رواد بات کرتے تھے اور آنسوان کے رخسار پر بہہ رہے ہوتے تھے۔

حضرت وہیب بات کرتے تھے اور آنسوان کی آنکھوں سے گر رہے ہوتے تھے۔

[روایت نمبر ۲۳۸] حضرت سعید بن عامرؒ فرماتے ہیں:

كان يحيى البكّاء قد أدار عمامة و صيَّر لها فَضلةً يتلقى بها دموعه!

حضرت یحییٰ البکاءؒ نے اپنی پگڑی کے بل ڈال رکھے تھے اور کچھ حصہ چھوڑ رکھا تھا جس سے وہ اپنے آنسو پونچھتے تھے۔

[روایت نمبر ۲۳۹] حضرت یحییٰ بن دینار ابو ہمامؒ فرماتے ہیں:

كان الحسن إذا تكلم شفى النفوس من إسبال الدموع.

قال: وما قعدتُ إليه يومًا قطُّ إلا بكيت حتى اشتفيت.

حضرت حسن جب بات کرتے تھے تو آنسو کو بہانے سے دلوں کو شفاء ملتی تھی۔ فرمایا: میں جب بھی ان کے پاس بیٹھا ہوں تو مجھے رونا آیا ہے مجھے اس سے شفاء پہنچی ہے۔

[روایت نمبر ۲۴۰] حضرت عبدالوحد بن زیدؒ فرماتے ہیں:

---

(۲۳۷) أورده الحافظ المزي في تهذيب الكمال ۱۸/۱۳۹، ۳۱/۱۷۱۔

(۲۳۸) انظر الفقرة رقم (۲۲۴)۔

لو رأيتَ الحسن إذا أقبل لبكيت لرؤيته من قبل أن يتكلم!

ومن ذا الذي كان يرى الحسن فلا يبكي؟

ومن كان يقدرُ يملك نفسه عن البكاء عند رؤيته؟

ثم بكى عبد الواحد بكاءً شديداً.

اگر تو حسن بصریؒ کو دیکھتا جب وہ سامنے آ رہے ہوتے تو تم ان کو دیکھنے سے ہی رونے لگ جاتے پہلے اس کے کہ وہ تم سے کوئی بات کرتے۔

اور وہ کون ہوسکتا ہے جو حضرت حسن بصریؒ کو دیکھے اور نہ روئے اور وہ کون ہوسکتا ہے جو ان کو دیکھنے کے وقت اپنے آپ کو رونے پر قابو میں رکھے پھر عبدالواحد خوب رونے لگے۔

[روایت نمبر۲۴۱] حضرت مالک بن مغولؒ فرماتے ہیں:

كان رجل يبكي الليل والنهار. فقالت له أمه: لو كنتَ قتلت نفساً ثم أتيتَ أهلَه لعَفَوا عنك لِما يرون من كثرة بكائك!

قال: فبكى ثم قال: يا أُمَّه! إني و الله إنما قتلتُ نفسي!

فبكت أمه عند ذلك.

ایک شخص رات دن رویا کرتا تھا اس کو اس کی ماں نے کہا اگر تو نے کسی کو قتل کیا ہوا ہوتا تو پھر مقتول کے گھر میں آتا تو وہ بھی تجھے معاف کردیتے۔ اس رونے کی وجہ سے جو تو کثرت سے رورہا ہے۔ وہ شخص رو پڑا اور کہا اے اماں! خدا کی قسم! میں نے نفس کو قتل کرڈالا ہے تو اس کی ماں بھی یہ سن کر رونے لگیں۔

[روایت نمبر۲۴۲] حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں:

كان سعيد بن السائب الطائفي لا تكاد تجفُّ له دمعة! إنما دموعه جاريةٌ دهرَهُ! إنْ صلى فهو يبكي، وإن طاف فهو يبكي، وإن

(۲٤۱) يبدو أن المقصود به منصور بن المعتمر السلمي۔ انظر الفقرة رقم (۱۹۱)۔

(۲٤۲) المصدر السابق ۱۰/٤٥۹۔

جلس يقرأ في المصحف فهو يبكي، وإن لقيته في طريق فهو يبكي!

قال سفيان: فحدَّثوني أن رجلًا عاتبه على ذلك، فبكى ثم قال: إنما ينبغي أن تَعْذُلَني وتعاتبني على التقصير والتفريط، فإنهما قد استوليا علي. قال الرجل: فلما سمعتُ ذلك منه انصرفتُ وتركته!

حضرت سعید بن سائب الطائفیؒ ان کے آنسو کبھی خشک نہیں ہوتے تھے۔ ساری زندگی ان کے آنسو بہتے رہے اگر نماز پڑھ رہے ہوتے تھے تو رو رہے ہوتے تھے اور اگر طواف کرتے تو بھی رو رہے ہوتے تھے اور اگر بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہوتے تو بھی رو رہے ہوتے تھے اور اگر تو ان کو راستے میں ملتا تب بھی وہ رو رہے ہوتے تھے۔

حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں: مجھے کچھ لوگوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے اس کو اس پر ڈانٹا تو وہ رونے لگے پھر فرمایا تو چاہتا ہے کہ میری تقصیر اور کوتاہی پر ڈانٹے جو مجھ پر غالب ہو چکی ہیں اس آدمی نے کہا جب میں نے ان سے یہ جواب سنا تو میں واپس پھر گیا اور ان کو اسی حال پر چھوڑ گیا۔

[روایت نمبر۲۴۳] حضرت ہیثم بل عبید الصِید الصیر فیؒ فرماتے ہیں:

أتيتُ الحسن سنةً، فما أخطأني يومٌ آتيه إلا وأنا أرى دموعه تجري على لحيته!

میں نے اپنے ابا سے سنا فرماتے ہیں:

میں ہر سال حضرت حسن بصریؒ کے پاس آتا جس دن بھی میں گیا تو میں نے ان کے آنسوؤں کو ان کی ڈاڑھی پر بہتے ہوئے دیکھا۔

[روایت نمبر۲۴۴] سہیل بن عبداللہ القطعیؒ فرماتے ہیں:

صلى بنا مالك بن دينار العصر، فلما سلَّم عضَّ على إصبعه، فلم تزل عيناه تدمعان حتى غابت الشمس!

حضرت مالک بن دینار نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو اپنی انگلی کو دانتوں سے پکڑ لیا اور غروب آفتاب تک مسلسل روتے رہے۔

[روایت نمبر ۲۴۵] حضرت سویبط بن مثنی بن بکر الضبی فرماتے ہیں:

كان محمد بن سوقة يزور مسلماً النحات. قال: فكنتُ ألقى محمد بن سوقة، فكان كلامه وسلامه:

لَنْ يَلْبثَ الْقُرَنَاءُ اَنْ يَّتفرَّقُوْا لَيْلٌ يَكِرُّ عَلَيْهِمْ ونَهَارُ

قال: ثم تجيء دموعه.

مجھے ہمارے شیخ نے بیان کیا۔ فرماتے ہیں:

حضرت محمد بن سوقہؒ حضرت مسلم النحات کی زیارت کے لئے جاتے تھے میں بھی حضرت محمد بن سوقہ سے ملا کرتا تھا۔ آپ کے سلام اور کلام کے اندر یہ بات تھی۔

لَنْ يَلْبِثَ الْقُرَنَاءُ اَنْ يَّتفرَّقُوْا لَيْلٌ يَكِرُّ عَلَيْهِمْ ونَهَارُ

ترجمہ: دوست ایک دوسرے سے جدا ہونے پر برقرار نہیں رات بھی ان پر بار بار آتی ہے اور دن بھی

پھر آپ کے آنسو بہنے لگتے۔

[باب 15]

وہ حضرات جن کو زیادہ رونے پر عتاب کیا گیا تو انہوں نے کیا جواب دیا

[روایت نمبر ۲۴۶] حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن جابرؒ فرماتے ہیں:

قلت ليزيد بن مَرْثَد: ما لي أرى عينك تجف؟

قال: وما مسألتك عنه؟

قلت: عسى الله أن ينفع به.

قال: يا أخي! إن الله قد توعَّدني إنْ أنا عصيته أن يسجنني في النار. والله لو لم يتوعَّدني أن يسجنني إلا في الحمَّام لكنتُ حريًّا أن لا تجفَّ لي عين.

میں نے حضرت یزید بن مرثد سے کہا کیا بات ہے میں آپ کی آنکھوں کو خشک نہیں دیکھتا۔ فرمایا: کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے کہا شاید اللہ تعالیٰ مجھے آپ سے نفع دے۔

---

(٢٤٦) أورده أبو نعيم في حلية الأولياء ١٦٤/٥، والحافظ المزي في تهذيب الكمال ٢٤١/٣٢۔

وتكملة الخبر كما في المصدرين السابقين: و الله إن ذلك ليعرض لي حين أسكنُ إلى أهلي فيحُول بيني وبين ما أريد، وإنه ليوضع الطعامُ بين يدي فيعرض لي فيحُول بيني وبين أكله، حتى تبكي امرأتي، ويبكي صبياننا، لا يدرون ما أبكاني۔

انہوں نے فرمایا: اے بھائی! جیسا کہ اللہ پاک نے مجھے جھڑکا ہے کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو وہ مجھے آگ کے اندر قید کردے گا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے نہ دھمکاتا سوائے اس کے کہ وہ مجھے حمام میں قید کردے گا تو میں اس لائق تھا کہ اس پر میری آنکھ خشک نہ رہتی۔

[روایت نمبر ۲۴۷] حضرت سلمہ بن سعیدؒ فرماتے ہیں:

قالوا ليزيد بن أبان الرقاشي: ما تسأم من كثرة البكاء؟

فبكى ثم قال: وهل يَشْبَعُ المُرْضَعُ من الغذاء؟ و الله لوددتُ أني أبكي بعد الدموع الدماء، وبعد الدماء الصديدَ أيام الدنيا، فإنه بلغنا أن أهل النار يبكون الدماء إذا نَفِدَتِ الدموع، حتى لو أرسلت فيها السُّفُن لجرث! فما حقُّ امرىءٍ لا يبكي على نفسه في الدنيا وينوح عليها؟

قال: وكان يقول: ابک يا يزيد على نفسک قبل حين البكاء إنما سُمي نوحاً، عليه السلام، لأنه كان ينوح على نفسه.

يا يزيد من يصلي لک بعدک؟ ومن يصوم يا يزيد؟ ومن يضرع لک إلى ربک بعدک؟ ومن يدعو؟

فكان يعدِّدُ على هذا ونحوه؛ ويبكي ويقول: يا إخوتاه! ابكوا أو بكُّوا أنفسكم، فإن لم تجدوا بكاءً فارحموا كلَّ بكَّاء.

حضرت یزید بن ابان الرقاشیؒ سے کہا گیا کیا بات ہے کہ آپ زیادہ رونے سے سیر نہیں ہوتے؟ تو آپ رو پڑے پھر فرمایا: کیا شیر خوار غذا سے سیر ہوتا ہے؟ خدا کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان آنسوؤں کے بعد خون کے آنسو روؤں اور ان آنسوؤں کے بعد رہتی دنیا تک پیپ کے آنسو روؤں کیونکہ ہمیں یہ بات

---

(۲۴۷) صفة الصفوة ۳/۲۹۰۔

پہنچی ہے کہ جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو دوزخی خون کے آنسو روئیں گے حتی کہ اگر ان میں کشتیاں چلا دی جائیں تو وہ بھی چل پڑیں کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ دنیا میں اپنے آپ پر نہ روئے اور نوحہ نہ کرے۔

فرمایا: آپ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اے یزید! اپنے آپ پر رو۔ رونے کے وقت سے پہلے۔ نوحؑ کا نام اس لئے نوحؑ رکھا گیا تھا کہ وہ اپنے آپ پر روتے تھے۔

اے یزید! تیرے بعد تیرے لئے کون نماز پڑھے گا اور تیرے بعد تیرے لئے کون روزے رکھے گا اور تیرے رب کے سامنے کون آہ وزاری کرے گا اور کون دعا کرے گا؟

اسی طرح وہ ایسی باتوں کو گنتے تھے اور کہتے تھے بھائیو! اپنے آپ پر روؤ اگر تم کو رونا نہیں آتا تو ہر رونے والے پر ترس کھاؤ۔

[روایت نمبر ۲۴۸] حضرت اسماعیل بن ذکوانؒ فرماتے ہیں:

كان يزيد الرقاشي إن دخلَ بيتَه بكى، وإن شهد جنازةً بكى، وإن جلس إليه إخوانُه بكى وأبكاهم.

فقال له ابنه يوماً: يا أَبه! كم تبكي؟ و الله لو كانت النار خُلقت لک ما زدتَ على هذا البكاء!

فقال: ثكلتک أمک يا بني! وهل خُلقت النار إلا لي، ولأصحابي، ولإخواننا من الجن؟

أما تقرأ يا بني: ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلَانِ﴾؟

أما تقرأ يا بني: ﴿يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلاَ تَنْتَصِرٰنِ﴾؟ فجعل يقرأ عليه حتى انتهى إلى: ﴿يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ﴾.

(٢٤٨) أورده موفق الدين بن قدامة في الرقة والبكاء عند الحديث عن يزيد الرقاشي۔

قال: فجعل يجول في الدار ويصرخ ويبكي، حتى غُشي عليه.

فقالت للفتى أمُّه: يا بني! ما أردتَ إلى هذا من أبيک؟

فقال: و الله إنما أردتُ أن أهوِّن عليه، لم أرد أن أزيده حتى يقتل نفسه!!

حضرت یزید الرقاشیؒ اگر گھر میں داخل ہوتے تو روتے تھے اور اگر جنازے میں شریک ہوتے تو بھی روتے تھے اور اگر ان کے دوست ان کے پاس بیٹھتے تو بھی روتے تھے اور ان کو بھی رلاتے تھے۔

ان سے ان کے بیٹے نے ایک دن کہا اے اباجانؒ آپ کتنے دن روئیں گے؟ اگر جہنم آپ کے لئے پیدا کی ہوتی تو بھی آپ اس رونے سے زیادہ نہ روسکتے۔

فرمایا: اے بیٹے! تجھے تمہاری ماں گم پائے کیا جہنم میرے سوا اور میرے دوستوں کے سوا میرے جنات بھائی کے سوا پیدا کی گئی ہے؟

کیا تم نے نہیں پڑھا:

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلانِ.

ترجمہ: اے جن وانس! عنقریب ہم تمہارے (حساب وکتاب کے لئے خالی ہوئے جاتے ہیں)۔

کیا تم نے نہیں پڑھا اے بیٹے:

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَّارٍ وَنُحَاسٍ فَلاتَنْتَصِرَانِ.

ترجمہ: تم دونوں پر (قیامت کے روز) آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا۔ پھر تم (اس کو) ہٹا نہ سکو گے۔

پھر آپ نے بیٹے کے سامنے سورۃ رحمٰن کو پڑھا حتیٰ کہ

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اٰنٍ.

تک جا پہنچے۔

ترجمہ: وہ لوگ دوزخ کے اردگرد کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہوں گے۔

پھر وہ اپنے گھر میں گھومنے لگے اور چیختے رہے حتیٰ کہ غشی چھا گئی اس لڑکے سے اس کی ماں نے کہا کہ اے بیٹے! تم نے اپنے باپ سے یہی چاہا تھا۔

اس نے کہا: خدا کی قسم! میرا مقصد تو ان پر آسانی پیدا کرنی تھی۔ میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ ان کے رونے کو اور بڑھادوں حتیٰ کہ وہ اپنے آپ کو بھی قتل کر بیٹھیں۔

[روایت نمبر ۲۴۹] حضرت عبدالنور بن یزید بن ابان الرقاشیؒ فرماتے ہیں:

كان أبي يبكي ويقول لأصحابه: ابكوا اليوم قبل الداهية الكبرى! ابكوا اليوم قبل أن تبكوا غداً! ابكوا اليوم قبل يوم لا يُغني فيه البكاء! ابكوا على التفريط أيام الدنيا.

قال: ثم يبكي حتى يُرفَعَ صريعاً من مجلسه.

میرے ابا جان روتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو کہتے تھے بڑی مصیبت کے آنے سے پہلے رولو۔ آج رولو پہلے اس کے کہ کل تمہیں رونا کوئی فائدہ نہ دے دنیا کی زندگی میں کوتاہی پر رولو۔

پھر روتے تھے حتیٰ کہ آپ کو بے ہوش حالت میں مجلس سے اٹھا کر لے جایا جاتا تھا۔

[روایت نمبر ۲۵۰] حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں:

كان أمية– رجلٌ من أهل الشام– يَقْدُم فيصلي هناک مما يلي باب بني سهم، فينتحب ويبكي حتى يعلو صوته، وحتى تسيل دموعه على.....

قال: فأرسل إليه الأمير أنک تفسد على المصلين صلاتهم

(۲۴۹) أورده موفق الدين بن قدامة في كتاب الرقة والبكاء عند الحديث عن يزيد بن أبان الرقاشي۔ وهو في تهذيب الكمال للحافظ المزي ۷۲/۳۲۔

(۲۵۰) الرقة والبكاء لابن ابي الدنيا رقم ۲۰۔

بكثرة بكائك وارتفاع صوتك، فلو أمسكتَ قليلًا.

فبكى ثم قال: إن حزنَ يوم التيه أورثني دموعاً غزاراً، فأنا أستريح إلى ذَرُيها أحياناً.

وكان أمية يقول: ومن أسعد بالطاعة من مطيع؟ ألا وكلُّ الخير في الطاعة. الا وإن المطيع لله مَلِكٌ في الدنيا والآخرة.

قال: وكان يدخل الطواف، فيأخذ في النحيب والبكاء، وربما سقط مغشياً عليه!

اہل شام میں سے ایک آدمی تھا اس کا نام امیہ تھا باب بنی سہم کے پاس نماز پڑھتا تھا اور خوب روتا تھا حتیٰ کہ اس کی آواز بلند ہو جاتی تھی آنسو بہہ رہے ہوتے تھے۔

فرمایا: اس کی طرف گورنر نے یہ حکم بھیجا کہ تم اپنے زیادہ رونے اور اپنی آواز کو زیادہ اونچا کرنے کی وجہ سے لوگوں کی نمازوں کو خراب کرتے ہو۔ کاش کہ تم کچھ رک جاؤ تو وہ رو پڑا اور کہنے لگا مجھے سرگردانی کے دن کے غم نے بڑے بڑے آنسو ورثے میں دیئے ہیں میں یہ آنسو کبھی کبھی بہا کر راحت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

امیہ نامی شخص کہا کرتے تھے فرمانبردار اطاعت سے زیادہ کس طرح سعادت مند ہو سکتا ہے۔ سن لو ساری خیر فرمانبرداری میں ہے۔ سن لو خدا کا فرمانبردار دنیا اور آخرت کا بادشاہ ہے۔

یہ جب طواف کو شروع کرتے تھے تو خوب روتے تھے اور دھاڑیں مارتے تھے اور بسا اوقات بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔

[روایت نمبر ۲۵۱] مجھے حضرت مسعرؒ کے ایک پڑوسی نے بیان کیا کہ

بكى مسعر، فبكت أمه، فقال لها مسعر: ما أبكاك يا أُمَّه؟

قالت: يا بني رأيتك تبكي فبكيت.

---

(۲۵۱) أورده ابن الجوزي في صفة الصفوة ۳/ ۱۳۰۔

قال: يا أمَّه لمثل ما نهجُم عليه غداً فليطَلَّ البكاء.

قالت: وما ذاک يا بني؟

قال: القيامة وما فيها!

قال: ثم غلبه البكاء، فقام.

قال: وكان مسعر يقول: لولا أمي ما فارقت المسجد إلا لما لابد منه.

قال: وكان إن دخل بكى، وإن خرج بكى، وإن صلى بكى، وإن جلس بكى.

حضرت مسعرؒ اتنا روئے کہ ان کی ماں بھی رونے لگی تو حضرت مسعرؒ نے اس سے کہا اے امی جان! آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کہا اے بیٹے تمہیں روتا دیکھ کر رو رہی ہوں۔

فرمایا اے اماں! کل جو مصائب ہم پر ٹوٹیں گے اس کے لئے ہمیشہ رونا چاہئے۔ پوچھا بیٹے وہ کون سے ہیں فرمایا قیامت اور اس کی ہولنا کیاں۔

پھر آپ پر رونا غالب آ گیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مسعرؒ فرمایا کرتے تھے اگر میری اماں نہ ہوتی تو میں مسجد سے جدا نہ ہوتا مگر اس کام کے لئے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

آپ کی حالت یہ تھی کہ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو روتے تھے جب نماز پڑھتے تھے تو روتے تھے جب بیٹھتے تھے تو روتے تھے

[روایت نمبر ۲۵۲] حضرت عبدالسلام بن مطہرؒ فرماتے ہیں کہ

كنت أمشي مع رياح القيسي، فمرَّ بصبي يبكي، فوقف عليه يسأله: ما يبكيک يا بني؟

وجعل الصبي لا يُحسن يجيبه، ولا يردُّ عليه شيئاً.

فبكى، ثم التفتَ إليَّ فقال: يا أبا حمزة! ما لأهل النار راحة ولا مُعَوَّل إلا البكاء. وجعل يبكي.

مجھے ایک آدمی نے بیان کیا جس کی کنیت ابوحمزہ تھی۔

فرماتے ہیں میں حضرت ریاح القیسیؒ کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک بچے کے پاس سے گزرے جو رو رہا تھا۔ تو نے ٹھہر کر پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ تو بچہ بتانا چاہتا تھا لیکن بتا نہ سکا اور رونے لگا تو آپ بھی رو پڑے۔ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوحمزہ! دوزخیوں کو کوئی راحت نہ پہنچے گی اور نہ رونے کے سوا کوئی چارہ ہوگا اور پھر رونے لگے۔

[روایت نمبر۲۵۳] حضرت محمد بن فروخؒ حضرت ابونضرۃ کی اولاد میں سے تھے فرماتے ہیں:

زارني رياح القيسي، فبكى صبيٌّ لنا من الليل، فبكى رياح لبكائه حتى أصبح. فذاكرتُه يومًا ذلك، فقال: ذكرتُ ببكائه بكاء أهل النار في النار، ليس لهم نصير. ثم بكى.

حضرت ریاح القیسیؒ میری زیارت کے لئے تشریف لائے تو ہمارا ایک بچہ رونے لگا تو حضرت ریاح بھی اس کو سن کر رونے لگے۔ میں نے ان سے ایک دن اس بارے میں تذکرہ کیا تو فرمایا میں نے اس دن جہنمیوں کے رونے کو یاد کر لیا تھا جن کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اس کے بعد حضرت پھر رونے لگے۔

[روایت نمبر۲۵۴] حضرت محمد بن یزید بن خنیسؒ فرماتے ہیں:

ما رأيتُ أحدًا قطُّ أسرعَ دمعةً من سعيد بن السائب. إنما كان يجزئه أن يُحَرَّك فترى دموعه كالقَطْر!

میں نے حضرت سعید بن سائبؒ سے زیادہ جلدی آنسو بہانے والا نہیں دیکھا ان کو اتنا کافی تھا کہ اگر ان کو تھوڑا سا ہلا دیا جاتا تو تم ان کے آنسوؤں کو بارش کی طرح گرتے دیکھ سکتے تھے۔

(٢٥٤) أورده الحافظ المزي في تهذيب الكمال ١٠/٤٥٩۔

[روایت نمبر۲۵۵] حضرت فیاض بن محمد بن سنانؒ القرشیؒ فرماتے ہیں:

جعل زياد الأسود العبدُ يبكي يوماً، فقال له ميمون بن مهران: كم تبكي ويحك يا زياد؟!

قال: يا أبا أيوب! وما لي لا أبكي؟ أبكي و الله أبداً لعلي ... من البكاء في القيامة غداً.

قال: فبكى ميمون بن مهران عند ذلك بكاءً شديداً.

حضرت زیاد الاسود العبدؒ ایک دن رو رہے تھے ان سے حضرت میمون بن مہرانؒ نے فرمایا اے زیاد تو تباہ ہو جائے کب تک روتے رہو گے؟ فرمایا اے میمون تجھے کیا ہے۔ میں کیوں نہ روؤں، اللہ کی قسم میں ہمیشہ روؤں گا............۔ پھر حضرت میمون بن مہرانؒ بھی اس بات کو سن کر شدید روئے۔

[روایت نمبر۲۵۶] حضرت سرّ ارابو عبیدہؒ فرماتے ہیں:

قالت لي امرأة عطاء السَّليمي: عاتِبْ عطاءً في كثرة البكاء.

فعاتبته فقال لي: يا سرَّار! كيف تعاتبني في شيء ليس هو إليَّ؟!

إني إذا ذكرتُ أهل النار وما ينزل بهم من عذاب الله وعقابه، تمثَّلت لي نفسي بهم، فكيف بنفسٍ تُغَلُّ يدُها إلى عنقها وتُسحب إلى النار ألَّا تصيح وتبكي؟ وكيف لنفس تُعذَّب ألا تبكي؟

ويحك يا سرار! ما أقل غَناءَ البكاء عن أهله إن لم يرحمهم الله! قال: فسكتُّ عنه.

مجھے عطاء السلیمی رحمہ اللہ کی بیوی نے فرمایا عطاء کو زیادہ رونے کی وجہ سے کچھ سمجھا دو تو میں نے حضرت عطاء کو کچھ سخت ست کہا تو مجھے کہا اے سرار! تو مجھے ایسی چیز میں کیوں عتاب کرتا ہے جو میرے اختیار میں نہیں۔ میں جب دوزخیوں

---

(۲۵۶) صفة الصفوة ۳۲۷/۳، الرقة والبكاء لابن قدامة عند الحديث عن عطاء۔

کو اور جوان پر اللہ کا عذاب اور عتاب پڑے گا اس کو یاد کرتا ہوں تو میرے سامنے میرا نفس ان کی مثل بن جاتا ہے۔ تو میں ایسے نفس کے بارے میں کیا کہوں۔ جس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے گئے ہوں اور اسے دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہوں تو کیا وہ چلائے گا اور چیخے گا نہیں۔ اس نفس کو کیا ہو جس کو عذاب دیا جائے اور وہ نہ روئے۔

اے سرار! تو تباہ ہوا گر اللہ ان پر رحم نہ فرمائے تو دوزخیوں کا رونا ان کو کیا نفع پہنچائے گا۔

تو حضرت سرارؒ فرماتے ہیں میں ان کا یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

[روایت نمبر ۲۵۷] حضرت سرار العنزیؒ فرماتے ہیں:

ما رأيتُ عطاءَ السليمي قطُّ إلا وعيناه تفيضان!

وما كنتُ أشبِّه عطاء إذا رأيته إلا بالمرأة الثكلى، وكأن عطاء لم يكن من أهل الدنيا.

میں نے جب بھی حضرت عطاء السلیمیؒ کو دیکھا تو ان کے آنسو بہہ رہے تھے اور میں حضرت عطاء کو اس عورت کے ساتھ تشبیہ دیتا ہوں جس کا بچہ گم ہو چکا ہو۔ حضرت عطاء اہل دنیا میں سے نہیں تھے۔

[روایت نمبر ۲۵۸] حضرت صالح المری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قلت لعطاء السَّليمي: ما تشتهي؟

فبكى ثم قال: أشتهي والله يا أبا بشر أن أكون رماداً لا تجتمع منه سُفَّةٌ أبداً في الدنيا ولا في الآخرة.

قال صالح: فأبكاني والله، وعلمت أنه إنما أراد النجاة من عَسَرِ يوم الحساب.

میں نے حضرت عطاء السلیمیؒ سے پوچھا آپ کو کس چیز کی خواہش ہے؟ تو

(۲۵۷) حلية الأولياء ٦/ ٢٢٠، صفة الصفوة ٣/ ٣٣٠۔

(۲۵۸) صفة الصفوة ٣/ ٣٣٠، والرقة والبكاء لابن قدامة۔

آپ رو پڑے اور فرمایا اللہ کی قسم! اے بشر میں چاہتا ہوں کہ میں راکھ ہو جاتا ایک مٹھی بھر بھی میری راکھ جمع نہ ہوتی نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

حضرت صالحؒ فرماتے ہیں خدا کی قسم مجھے آپ کی اس بات نے رُلا دیا اور مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے قیامت کے دن حساب کی تنگی سے نجات مراد لی تھی۔

[روایت نمبر۲۵۹] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ

أن عـابداً لقي عابداً وهو يبكي، وقد بكى حتى جَرِدَتْ عيناه، فقال: ما يبكيک؟

قال: وما لي لا أبكي؟ أبكي و الله على أن لا أكون لم أزل أبكي!

ایک عابد دوسرے عابد کو ملا جب کہ وہ رو رہا تھا اور اتنا رویا تھا کہ ان کی آنکھوں کی پلکیں گر گئی تھیں کسی نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو۔ اس نے کہا کہ مجھے کیا ہے۔ میں کیوں نہ روؤں۔ خدا کی قسم میں روؤں گا۔ اس پر کہ میں کچھ نہ ہوتا۔ میں تو ہمیشہ روتا ہی رہوں گا۔

[روایت نمبر۲۶۰] حضرت نعیم بن مورع التیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حُـدِّثـتُ عـن ميسـرةَ القيسي أنه كان يبكي حتى يُغمىٰ عليه، فيقال له: لو رفقتَ بنفسک؟

فيـقـول: إنـمـا أُتيـتُ مـن الـرفق بهـا. و الله لا أرفق بهـا أبداً والقيامة أمامها، حتى أعلم ما لها عند ربها من خير وشر.

قال: وكان قد عَمِشَ من طول البكاء!

مجھے حضرت میسرۃ القیسی رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ روتے تھے، حتیٰ کہ بیہوش ہو جاتے تھے ان سے کہا گیا کاش آپ اپنے نفس پر اپنی ذات پر نرمی فرماتے، فرمایا میں اس پر نرمی ہی کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ خدا کی قسم میں اس پر نرمی نہیں

---

(٢٥٩) هـذا يشبه جواب يزيد الرقاشي رحمه الله أيضاً عندما قال: " إنما الأسف على أن لا أكون تقدمتُ في البكاء " كما في الرقم (٢٦٢)۔

کروں گا جب کہ قیامت سامنے ہے جبکہ نفس کے رب کے سامنے اس کو خیر وشر سے کیا حاصل ہوا۔ فرماتے ہیں آپ کے زیادہ رونے کی وجہ سے آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔

[روایت نمبر ۲۶۱] حضرت بحر ابو یحییٰ بہت عابد تھے۔ فرماتے ہیں:

رأيتُ عابداً بعبَّادان يبكي عامة الليل والنهار. قال: فقلت له: يا أخي كم تبكي؟ قال: فازداد بكاءً ثم قال لي: فما أصنع إذا لم أبک؟! قال: وغُشي عليه.

میں نے ایک عابد کو عبادان میں پوری رات روتے ہوئے دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا اے بھائی کب تک روؤ گے؟ فرمایا وہ اور زیادہ رونے لگا اور مجھے کہا اگر میں نہ روؤں تو میں اور کیا کروں پھر وہ بیہوش ہو گیا۔

[روایت نمبر ۲۶۲] حضرت عبداللہ بن رجاءؒ فرماتے ہیں:

بكى يزيد الرقاشي أربعين عامًا! لا يكاد ترْقأ له دمعة! فكان إذا قيل له ذلک قال: إنما الأسف على أن لا أكون تقدمتُ في البكاء!

حضرت یزید الرقاشیؒ چالیس سال تک روتے رہے کبھی ان کے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ جب ان کو اس بارے میں کہا جاتا تو آپ فرماتے افسوس تو اس پر ہے کہ میں اپنا رونا آخرت میں نہ بھیجوں۔

---

(۲٦۱) أورده ابن الجوزي في صفة الصفوة ٦٢/٤۔

(۲٦۲) وفي تهذيب الكمال للمزي ۷۲/۳۲ .... عن عبد الله بن رجاء، عن هشام بن حسان قال: بكى يزيد الرقاشي أربعين عامًا حتى تساقطت أشفاره، وأظلمت عيناه، و تغيرت مجاري دموعه۔ وهو في الرقم (۱۹۷) من هذا الكتاب۔

[باب 16]

رونے والوں کی مجموعی حکایات

[روایت نمبر۲۶۳] حضرت زید بن وہبؒ فرماتے ہیں:

رأيتُ أثرين في الحصى من دموع عبد الله.

میں نے حضرت عبداللہ کے آنسوؤں سے کنکریوں پر دونشان دیکھے تھے۔

[روایت نمبر۲۶۴] حضرت زید بن وہبؒ فرماتے ہیں:

أن عبد الله بكى، حتى رأيته أخذ بكفه من دموعه، فقال به هكذا!

حضرت عبداللہ اتنا روتے تھے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے آنسوؤں سے اپنی ہتھیلی کو بھرلیا تھا اور فرمایا کہ اس طرح

[روایت نمبر۲۶۵] حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں

لو ملكتُ البكاء لبكيتُ أيام الدنيا. ولو لا أن يقول الناس مجنون لوضعت التراب على رأسي، ثم نُحتُ على نفسي في الطرق والأحياء، حتى تأتيني منيتي، ثم بكى.

اگر رونا میرے اختیار میں ہوتو میں تمام دنیا کے ایام میں روتا رہوں اگر لوگ مجھے دیوانہ نہ کہیں تو میں مٹی سر پر ڈال لوں، پھر راستوں میں اور قبیلوں میں اپنے آپ پر آہ وفغاں کروں حتیٰ کہ میری موت مجھ تک آپہنچے۔اس کے بعد آپ رونے لگے۔

[روایت نمبر۲۶۶] حضرت افلح جو حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن

(٢٦٦) أورده ابن الجوزي في صفة الصفوة ٢/ ١١٠۔

طالبؒ کے غلام تھے، فرماتے ہیں:

خرجتُ مع محمد بن علي حاجاً؛ فلما دخل المسجد نظر إلى البيت، فبكى حتى علا صوته. فقلت: بأبي أنت و أمي! الناس ينظرون إليک، فلو رفقتَ بصوتک قليلًا!

قال: ويحک يا أفلح! ولم لا أبكي؟ لعل الله أن ينظر إليَّ منه برحمةٍ فأفوز بها غداً عنده.

قال: ثم طاف بالبيت، ثم جاء حتى ركع عند المقام، فرفع رأسه من سجوده، فإذا موضع سجوده مبتلٌّ من دموع عينيه.

میں حضرت محمد بن علیؒ کے ساتھ حج کے لئے نکلا جب آپ مسجد (حرام) میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کی طرف دیکھا تو آپ رو پڑے حتیٰ کہ آپ کا رونا بلند ہوگیا۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ کاش کہ آپ اپنی آواز کو کچھ کم کردیں۔ فرمایا تو تباہ ہوا اے افلح میں کیوں نہ روؤں شاید کہ مجھے اللہ نے اپنی رحمت کے ساتھ دیکھا ہو۔ اور میں کل اس کے پاس اس دیکھنے کی وجہ سے کامیاب ہو جاؤں۔ فرمایا اس کے بعد آپ نے طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پاس آئے، نماز پڑھی، سجدہ سے سر اٹھایا تو آپ کے سجدہ کی جگہ آپ کے آنسوؤں سے تر تھی۔

[روایت نمبر ۲۶۷] حضرت یوسف بن حکمؒ فرماتے ہیں:

سمعت يعلى بن الأشدق يذكر أن عبد الملک بن مروان نظر إلى رجل ساجد، قد أطال السجود، فلا رفع رأسه نظر إلى موضع سجوده مبتلًا بالدموع، فأرصد له رجلًا فقال: إذا قضى صلاته فأتني به أختبر عقله.

فلما قضى صلاته، أتاه، فقال له عبدالملک: رأيت منک

منظراً الجنةُ تُدرَکُ بدونه.

فصرخ الرجلُ صرخة أفزع عبدالملک. وخرَّ مغشيًا عليه!

ثم أفاق بعد طويل وهو يمسح العرق عن وجهه ويقول تبًّا لعاصيک ما احتمل من الآثام لديک.

قال: فجعل عبد الملک يبکي، والرجل مولّي لا يلتفت، حتی خرج!

حضرت یعلی بن اشدق ؒ سے سنا انہوں نے ذکر کیا کہ عبدالملک بن مروان (اموی خلیفہ) نے ایک شخص کو سجدے میں دیکھا اس نے سجدہ لمبا کیا تھا جب اس نے سجدہ سے سر اٹھایا تو عبدالملک بن مروان نے اس کے سجدہ کی جگہ کو دیکھا جو آنسوؤں سے تر تھی، تو ایک آدمی کو اس کی گھات میں لگا دیا اور کہا کہ جب یہ نماز پوری کرلے تو اس کو میرے سامنے پیش کرو۔ میں اس کی عقل کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جب اس نے نماز کو پورا کیا تو اس کو عبدالملک کے سامنے پیش کیا گیا۔ عبدالمالک نے اس سے پوچھا میں نے تم سے ایک ایسا منظر دیکھا ہے کہ اس کے بغیر بھی جنت حاصل ہو سکتی ہے تو اس آدمی نے ایک ایسی چیخ ماری جس سے عبدالملک گھبرا اٹھا اور وہ آدمی بے ہوش ہو کر گر گیا پھر کافی دیر کے بعد افاقہ ہوا، ہوش آیا تو اپنے ماتھے سے پسینے کو پونچھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے اللہ! آپ کے نافرمان کے لئے ہلاکت ہو، اس نے آپ کے سامنے کتنے گناہوں کے بوجھ اٹھا رکھے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اس کو سن کر عبدالملک رو پڑا اور آدمی چلا گیا اور اس کی طرف منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا۔

[روایت نمبر ۲۶۸] حضرت عمر بن حفص بن غیاث ؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

---

(۲۶۸) اورد الخبر ابن الجوزي في صفة الصفوة ۱۶۱/۳۔

كـنـا ذات يومٍ عند ابن ذر وهو يتكلم، فذكر رواجف القيامة وزلازلها وأهوالها، وشدة الأمر يومئذ هناك.

قال: واستبكى ابنُ ذر، وبكى الناسُ يومئذ بكاء شديداً.

قـال: فوثب رجل من بني عجل يقال له " ورَّاد"، فجعل يبكي ويصرخ ويضطرب، حتى هدأ.

قال: ثم حُمل من بين القوم صريعاً.

قـال: فجعل ابن ذر يومئذ يبكي ويقول، ليس كلُّنا قد أتاه الأمان من الله يا ورَّاد غيرك! ليس كلُّنا قد أيقن بالنجاة من النار غيرك.

وتـالله أيهـا الناس ما أخو بني عجل بأولى بالخوف من الله منا ومنكم، وما منا أحدٌ إلا على مثل حاله بين خوفٍ ورجاء. وإنا فيما نَـدَبـنـا الله إليـه مـن طـاعتـه لمشتركون جميعاً، فما الذي قَصر بنا وأسـرع بـه، وكَـلَـم قلبه حتى أبكاه فأخرجه إلى ما رأيتم من مخافة الله، وكـلُّنا قد سمع الموعظة وفهم المذكرة، فلم يكنْ من أحدٍ منا سواه لذلك حرَّكه، ولم تَنبِض من أحد منا في ذلك خارجة.

و الله إنَّ هـذا يـا أخـا بني عجل إلا من صفاء قلبك، وتراكم الذنوب على قلوبنا، وما أُرانا نُؤتى إلا من أنفسنا.

قـال: ثـم بـكـى ابـن ذر، وقـرأ هذه الآية: ﴿إِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾

ہم ایک دن حضرت ابن ذرؒ کے پاس موجود تھے اور وہ گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ نے قیامت کے زلزلوں اور ہولناکیوں اور اس دن کی شدت کا ذکر کیا اور ابن ذر خود بھی روئے اور اس دن لوگوں کو بھی رلایا، بنو عجل قبیلے کا ایک آدمی جس کا نام وراد تھا اس نے ایک جمپ لگایا اور رونے لگا اور چیخنے لگا، تڑپنے لگا حتیٰ کہ گر

گیا، پھر اس کو مجمع سے اٹھایا اس دن حضرت ابن ذرؒ بہت روئے اور فرمایا اے وراد! ہم میں سے سب ایسے نہیں کہ جس کو اللہ کی طرف سے تیرے سوا امان ملی ہو، ہم سب میں سے تیرے سوا ایسا نہیں جس کو جہنم کی آگ سے نجات کا یقین ہو۔ خدا کی قسم اے لوگو! بنو عجل کا بھائی خدا سے ڈرنے میں ہم سے اولیٰ نہیں ہے اور نہ ہم میں سے کوئی ایک خوف اور امید میں درمیان کی حالت میں ہے اور ہم اللہ کی اطاعت میں اللہ کے سامنے سب مشترک ہیں، بس وہ کیا بات ہے جس کی وجہ سے ہمیں ہماری طرف سے کوتاہی ہوئی اور وہ تیزی سے آگے نکل گیا اور اپنے دل سے بات کی اور اس کو رلا دیا اور تم جو خدا کے خوف کو دیکھتے اس کو اس کی طرف نکال دیا جب کہ ہم سب نے نصیحت سنی تھی اور نصیحت کو سمجھا تھا لیکن ہم میں سے اس کے سوا کوئی ایسا نہیں تھا جس کے دل میں حرکت پیدا ہوئی ہو اور نہ ہی ہم میں سے کسی ایک نے اس کے سوا گناہوں سے نکلا ہو۔

خدا کی قسم اے بنو عجل کے بھائی یہ تیرے دل کی صفائی کی وجہ سے ہے اور ہمارے دل پر سختی سوار ہونے کی وجہ سے ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے نفسوں ہی کی وجہ سے بلاؤں کے اندر گرفتار ہوں گے پھر ابن ذر رو پڑے اور یہ آیت پڑھی:

اِنْ نَحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ.

[سورۃ ابراہیم: ۱۱]

ترجمہ: ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہیں۔ لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرمادے۔

[روایت نمبر ۲۶۹] حضرت عمر (ابن ذر) فرماتے ہیں کہ

كنت أرى ورّاداً العجلي يأتي المسجد مقنّع الرأس، فيعتزل ناحيةً، فلا يزال مصلياً و داعياً و باكياً كم شاء الله من النهار، ثم

---

(۲۶۹) صفة الصفوة ۱۶۱/۳۔

يخرج، ثم يعود فيصلي الظهر. فهو كذلك بين صلاة و دعاء و بكاء حتى يصلي العشاء. ثم يخرج لا يكلم أحداً، ولا يجلس إلى أحد.

فسألتُ عنه رجلًا من حيِّه، ووصفتُه له، قلت: شابٌّ من صفته، من هيئته، قال: بخٍ يا أبا عمر! تدري عمَّن تسأل؟ ذاك ورَّاد العجلي الذي عاهد الله ان لا يضحك حتى ينظر إلى وجه رب العالمين!

قال أبي: فكنتُ إذا رأيته بعدُ هبتُه.

میرے ابا نے کہا میں حضرت ورادالعجلی کو دیکھا کرتا تھا وہ مسجد میں سر ڈھانپ کر آتے تھے اور ایک کونے کے اندر بیٹھے رہتے تھے اور نماز پڑھتے رہتے تھے اور دعا مانگتے رہتے تھے۔ پھر جب اللہ کو منظور ہوتا دن کو نکلتے تھے اور واپس ہوتے تھے، ظہر کی نماز پڑھتے اسی طرح نماز، دعا اور رونے میں مصروف رہتے تھے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھتے تھے پھر نکلتے تھے نہ کسی سے بات کرتے تھے اور نہ کسی کے ساتھ جا کر بیٹھتے تھے، میں نے آپ کے بارے میں ان کے قبیلے کے ایک آدمی سے پوچھا اور ان کی یہ حالت بیان کی اور کہا ایک جوان ہے اس کی یہ صفت ہے یہ حالت ہے کہا بس بس اے ابو عمر تمہیں پتا ہے تم کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟

یہ حضرت ورادالعجلی ہیں جنہوں نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ وہ کبھی نہ ہنسیں گے جب تک اللہ رب العالمین کے چہرے کو نہ دیکھ لیں۔ میرے ابا جان فرماتے ہیں چنانچہ اس کے بعد میں جب ان کو دیکھتا تھا تو میرے اوپر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

[روایت نمبر ۲۷۰] حضرت سُکَین بن مُکَین بنو عجل قبیلے کے ایک آدمی ہیں فرماتے ہیں:

كانت بيننا وبينه قرابة - يعني ورَّاداً -.

فسألتُ أختاً له كانت أصغر منه، قال: قلت: كيف كان ليله؟

(۲۷۰) صفة الصفوة، ۳/۱۶۱-۱۶۲۔

قالت: بكاء عامة الليل و تضرُّع.

قلت: فما كان طُعمه؟

قالت: قرصٌ في أول الليل، وقرص في آخره عند السَّحرَ!

قلت: فتحفظين من دعائه شيئاً؟

قالت: نعم، كان إذا كان، أو قريبٌ من طلوع الفجر، سجد، ثم بكى، ثم قال: مولاي! عبدك يحبُّ الاتصال بطاعتك، فأعنه عليها بتوفيقك أيها المنَّان.

مولاي! عبدك عظيمُ الرجاء لخيرك، فلا تقطع رجاءه يوم يفرح بخيرك الفائزون.

قالت: فلا يزال على هذا و نحوه حتى يُصبح!

قالت: وكان قد كَلَّ من الاجتهاد، وتغيَّر لونه جدًا.

ہمارے اور حضرت وراد کے درمیان رشتہ داری تھی میں نے ان کی بہن سے پوچھا جوان سب سے چھوٹی تھی میں نے کہا ان کی رات کیسے گزرتی ہے؟ اس نے کہا اکثر رات رونے اور آہ وزاری میں گزرتی ہے۔ میں نے پوچھا آپ کیا کھاتے ہیں؟ فرمایا رات کے شروع میں ایک روٹی کی ٹکیہ اور رات کے اخیر میں سحری کے وقت بھی ایک روٹی کی ٹکیہ کھاتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کو ان کی کوئی دعا یاد ہے؟ فرمانے لگی ہاں جب صبح طلوع کا وقت قریب ہوتا ہے تو آپ روتے ہیں اور سجدے میں جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں:

مَوْلَایَ! عَبْدُکَ عَظِیْمُ الرِّجَاءِ لِخَیْرِکَ، فَلَا تَقْطَعْ رَجَاءَہٗ یَوْمَ یَفْرَحُ بِخَیْرِکَ الْفَائِزُوْنَ.

ترجمہ (اے میرے مولا آپ کا بندہ آپ کے ساتھ آپ کی اطاعت کو محبوب رکھتا ہے آپ اس پر اپنی توفیق کے ساتھ مدد فرمادیجئے۔ اے احسان والے۔

اے میرے مولا! آپ کا بندہ آپ کی ناراضی سے بچنے کو پسند کرتا ہے۔
پس آپ اس کی اس پر مدد فرمائیے، اے احسان والا اے مولا مولا آپ کا بندہ آپ کی خیر میں بڑی امید رکھتا ہے آپ اس کی امید کو جس دن آپ کی امید کے ساتھ کامیاب ہونے والے خوش ہوں گے نہ توڑنا۔

فرماتی ہیں آپ اسی حالت میں رہتے ہیں حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے۔فرماتی ہیں آپ عبادت کی محنت میں تھک چکے تھے اور آپ کا رنگ انتہائی بگڑ چکا تھا (یعنی عبادت کی کثرت سے تھک کر سفید رنگ بھی سیاہ ہو چکا تھا۔)

[روایت نمبر ۲۷۱] حضرت سُکَینبن مُکَینؒ ہی بیان کرتے ہیں:

لما مات ورَّاد العجلي، فحملوه إلى حفرته، نزلوا ليُدلوه في حفرته، فإذا القبر مفروش بالريحان، فأخذ بعض القوم الذين نزلوا القبر من ذلك الريحان شيئاً، فمكث سبعين يومًا طرياً لا يتغيَّر، يغدو الناس ويروحون ينظرون إليه.

قال: وكثر الناس في ذلك، حتى خاف الأمير أن يُفتَن الناس.

فأرسل إلى الرجل، فأخذ ذلك الريحان، وفرَّق الناس.

ففقده الأمير من منزله، لا يدري كيف ذهب!

جب حضرات وراد العجلیؒ فوت ہوئے تو لوگ آپ کو آپ کی قبر کی طرف لے کر چلے جب آپ کو قبر میں نیچے اتارا گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ریحان بچھی ہوئی ہے تو حاضرین میں سے ایک نے جو نیچے اترنے والوں میں سے تھا اس سے کچھ ریحان اٹھالی تو وہ ریحان اسی طرح ستر دن تک تروتازہ رہی کچھ تبدیلی نہ آئی لوگ صبح شام اس کو دیکھنے کے لئے آیا کرتے تھے۔

---

(۲۷۱) الخبر مطموس من أوله حتى الأخير، وقد أعانتني بعض الكلمات المقروءة من معرفة الخبر، فأثبته كما ورد في صفة الصفوة ۱۶۲/۳، والرقة والبكاء لابن قدامة عند الحديث عن وارد العجلي۔

جب لوگوں میں آنا اس میں کثرت سے ہوا تو گورنر کو ڈر ہوا کہ لوگ فتنے میں نہ پڑ جائیں تو اس آدمی کو پیغام بھیجا اور اس سے وہ ریحان لے لی اور لوگوں کو ہٹا دیا پھر گورنر نے اس ریحان کو اپنے گھر سے گم پایا تو اس کو معلوم نہ ہوا کہ گھر سے کیسے گم ہوئی۔

[روایت نمبر۲۷۲] حضرت مخولؒ فرماتے ہیں:

فذهبتُ إلى رجل من الحيّ له صلاح و دين، فجمعتُ بينهما، و تواطا على المرافقة.

فذهبتُ إلى رجل من الحيّ له صلاح ودين، فجمعتُ بينهما، وتواطآ على المرافقة.

ثم انطلق بهيم إلى أهله، فلما كان بعدُ، أتاني الرجل فقال: يا هذا، أحبُّ أن تزوي عني صاحبك وتطلب رفيقاً غيري. فقلت: ويحك فلِمَ؟ فو الله ما أعلم في الكوفة له نظيراً في حُسْنِ الخلق والاحتمال، ولقد ركبتُ معه البحر فلم أر إلا خيراً.

قال: ويحك! حُدِّثتُ أنه طويل البكاء لا يكاد يفتر، فهذا ينغِّص علينا العيش سفرنا كله.

قال: قلت: ويحك! إنما يكون البكاء أحياناً عندالتذكر، يرق القلب فيبكي الرجل، أَوَ ما تبكي أحياناً؟ قال: بلى، ولكنه قد بلغني عنه أمر عظيم جداً من كثرة بكائه. قال: قلت: اصحبه، فلعلك أن تنتفع به. قال: أستخير الله.

فلما كان اليوم الذي أراد أن يخرجا فيه، جيءَ بالإبل، ووطِّيء لهما، فجلس بهيم في ظل حائط، فوضع يده تحت لحيته،

(۲۷۲) أوردها ابن الجوزي في صفة الصفوة ۱۷۹/۳-۱۸۲۔

وجعلت دموعه تسيل على خديه، ثم على لحيته، ثم على صدره، حتى و الله رأيتُ دموعه على الأرض.

قال: فقال لي صاحبي: يا مُخَوَّل قد ابتدأ صاحبك، ليس هذا لي برفيق.

قال: قلت: ارفق، لعله ذكر عياله ومفارقته إياهم فرق وسمعها بهيم فقال: و الله يا أخي ما هو ذاك، وما هو إلا أني ذكرتُ بها الرحلة إلى الآخرة.

قال: وعلا صوته بالنحيب.

قال لي صاحبي: و الله ما هي بأول عداوتك لي أو بغضك إياي، أنا ما لي ولبهيم؟ إنما كان ينبغي أن ترافق بين بهيم و بين ذوَّاد بن عُلْبة، وداود الطائي، وسلّام أبي الأحوص، حتى يبكي بعضهم إلى بعض، حتى يشتفُّوا أو يموتوا جميعاً.

قال: فلم أزل أرفقُ به، وقلت: ويحك! لعلها خير سفرةٍ سافرتها. قال: وكان طويل الحج، رجلًا صالحًا، إلا أنه كان رجلًا تاجراً موسراً، مقبلًا على شأنه، لم يكن صاحب حزن ولا بكاء.

قال: فقال لي: قد وقعتُ مَرَّتي هذه، ولعلها أن تكون خيراً.

قال: وكلُّ هذا الكلام لا يعلم به بهيم، ولو عَلِمَ بشيء منه ما صحبه.

قال: فخرجا جميعاً، حتى حجَّا ورجعا، ما يُري كلُّ واحد منهما أن له أخاً غير صاحبه.

فلما جئتُ أسلم على جاري قال: جزاك الله يا أخي عني خيراً، ما ظننتُ أن في هذا الخلق مثل أبي بكر؛ كان و الله يتفضل عليَّ في النفقة وهو مُعْدَم وأنا موسر، ويتفضَّل عليَّ في الخدمة و أنا

شاب قوي وهو شيخ ضعيف، ويطبخ، لي وأنا مفطر وهو صائم.

قال: قلت: فكيف كان أمرک معه في الذي كنتَ تكرهه من طول بكائه؟

قال: أَلِفتُ و الله ذالک البكاء، وسُرَّ قلبي حتى كنتُ أساعده عليه، حتى تأذّى بنا أهل الرِّفقة.

قال: ثم و الله ألفوا ذلک، فجعلوا إذا سمعونا نبكي بكوا، وجعل بعضهم يقول لبعض: ما الذي جعلهم أولى بالبكاء منا والمصير واحد؟

قال: فجعلوا و الله يبكون ونبكي.

قال: ثم خرجتُ من عنده، فأتيتُ بهيمًا، فسلمتُ عليه، فقلت: كيف رأيت صاحبک؟

قال: كخير صاحب، كثير الذكر، طويل التلاوة للقرآن، سريع الدمعة، محتملٌ لهفوات الرفيق؛ فجزاک الله عني خيراً.

میرے پاس حضرت بہیمؒ تشریف لائے اور ایک دن فرمایا تم اپنے پڑوسیوں میں یا دوستوں میں سے ایسے آدمی کو جانتے ہو جس کا سفر کا ارادہ ہو وہ میرے ساتھ جائے میں نے کہا ہاں میں اپنے قبیلے کے ایک آدمی کے پاس گیا جو دیندار تھا میں نے ان دونوں کو ملوا دیا، ملاقات کرادی اور وہ دونوں سفر کے لئے ایک ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ پھر حضرت بہیمؒ اپنے گھر والوں کے پاس گئے، پھر بعد میں میرے پاس وہ آدمی آیا اور اس نے کہا میں چاہتا ہوں تم میرے لئے اس رفیق سفر کی بجائے اور ساتھی تلاش کردو میں نے کہا تو تباہ ہو جائے یہ کیوں کہہ رہا ہے۔ خدا کی قسم میں نے کوفہ کے اندر ویسے حسن سلوک والا اور ساتھی کے ساتھ معاونت کرنے والا کوئی اور شخص دیکھا ہی نہیں۔ میں نے ان کے ساتھ

سمندر کا بھی سفر کیا ہے مگر مجھے خیر ہی نظر آئی اس نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ بہت روتے ہیں اور رونے کو چھوڑتے ہی نہیں تو یہ ہمارے تمام سفر میں ہماری زندگی کو اجیرن کر دے گا۔ میں نے کہا تو تباہ ہو جائے یہ رونا تو کبھی کبھی نصیحت کے وقت ہوتا ہے، آدمی کا دل نرم ہوتا ہے تو آدمی رو پڑتا ہے کیا تو کبھی کبھی نہیں روتا؟ اس نے کہا کیوں نہیں لیکن مجھے اس کی طرف یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت بہیمؒ بہت روتے ہیں۔ میں نے کہا تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ شاید کہ تمہیں ان سے کچھ نفع حاصل ہو۔ اس نے کہا اچھا میں اللہ سے استخارہ کرتا ہوں جس دن نکلنے کا وہ دن آیا تو ایک اونٹ لایا گیا اور دونوں کے لئے بٹھایا گیا۔ حضرت بہیمؒ بگاڑ کے سائے میں بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ ڈاڑھی کے نیچے رکھا اور آنسو آپؒ کے رخسار پر بہنے لگے پھر آنسو آپ کی ڈاڑھی پر پھر سینے پر پھر اللہ کی قسم میں نے ان کے آنسوؤں کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھا۔

تو میرے ساتھی نے مجھے کہا اے مخول تمہارے دوست نے رونے کی ابتدا کر دی ہے۔ یہ میرا رفیق سفر نہیں ہو سکتا میں نے کہا تم ان کے ساتھ سفر کر لو شاید انہوں نے اپنے بچوں کو یاد کر لیا ہو اور ان کی جدائی کو اس لئے ان کے دل میں نرمی پیدا ہوئی ہو اور وہ رونے لگے ہوں۔ اس بات کو حضرت بہیمؒ نے بھی سن لیا اور فرمایا خدا کی قسم اے بھائی یہ بات نہیں میں نے تو اس وقت آخرت کی طرف کوچ کرنے کو یاد کر لیا تھا پھر آپ کی آواز بہت بلند ہو گئی تو میرے اس دوست نے کہا خدا کی قسم یہ تیری میرے ساتھ پہلی دشمنی ہے یا میرے ساتھ تمہارا پہلا بغض ہے۔ میرا حضرت بہیمؒ سے کیا تعلق؟ بہیمؒ کے ساتھ تو ذواد بن علبہؒ، داود طائیؒ اور سلام ابی الاحوصؒ جیسے لوگوں کو سفر کرنا چاہئے حتیٰ کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر روتے رہیں اور یا تو سب کو تسلی ہو یا تو سارے مر جائیں میں پھر بھی اس کو سمجھاتا رہا تو تباہ ہو جائے شاید یہ تمہارا سفر ان سفروں میں سے اچھا سفر ہو جو تم نے کیئے۔

یہ شخص بہت حج کر چکا تھا نیک آدمی تھا لیکن مالدار تاجر قسم کا آدمی تھا اپنی شان وشوکت کے اندر مبتلا تھا۔ رونے والا غم والا آدمی نہیں تھا۔

اس نے مجھے کہا اس مرتبہ میں اسی حالت میں واقع ہوا ہوں شاید یہ بہتر ہو۔

اور یہ ساری باتیں اس طرح ہوئیں کہ حضرت بہیمؒ کو معلوم نہ ہوا اگر ان کو کچھ بھی معلوم ہوتا تو وہ اس تاجر کے ساتھ چلنے کے لئے کبھی بھی تیار نہ ہوتے۔

چنانچہ یہ دونوں چل پڑے، حج بھی کرلیا، واپس بھی آ گئے ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں سمجھتا تھا کہ اپنے رفیق سفر کے سوا کوئی اور بھائی بھلا ہے۔

پھر جب میں اپنے ہمسائے کے پاس سلام کے لئے آیا تو اس نے کہا اے بھائی اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ میرے گمان میں تھا اس مخلوق میں حضرت ابوبکرؓ جیسا کوئی نہیں ہوگا خدا کی قسم یہ خرچے میں مجھ پر مہربانی کرتا تھا۔ حالانکہ اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا اور میں دولت مند تھا اور وہ خدمت میں مجھ پر مہربانی کرتا تھا۔ حالانکہ میں جوان طاقتور تھا اور وہ بوڑھا کمزور اور وہ میرے لئے پکاتا تھا جب کہ میں بے روزہ ہوتا تھا اور وہ روزہ دار ہوتا تھا۔

میں نے کہا تمہاری وہ بات کیا ہوئی جس سے تو ان کو زیادہ رونے کی وجہ سے پسند نہیں کرتا تھا۔

کہا خدا کی قسم میں نے اس رونے کے ساتھ محبت پیدا کرلی تھی اور میرے دل کو خوشی ہوتی تھی حتیٰ کہ میں اس کے رونے میں اس کی مدد کرتا تھا حتیٰ کہ ہم سے ہمارے رفقاء سفر اذیت میں ہوتے تھے فرمایا اس کے بعد خدا کی قسم سب رفقاء سفر اس رونے سے محبت کرنے لگے۔ جب وہ ہمیں روتا ہوا سنتے تھے تو وہ بھی ہمارے ساتھ رونے لگ جاتے تھے اور ایک دوسرے کو کہتے تھے وہ کیا بات ہے کہ وہ ہم سے رونے کے زیادہ لائق ہیں جب کہ انجام سب کا ایک ہے جب کہ جانا تو سب نے ایک ہی جگہ ہے۔ فرمایا خدا کی قسم یہ سب بھی روتے تھے اور ہم بھی روتے تھے۔

فرمایا پھر میں اس کے پاس چلا گیا اور حضرت بہیمؒ کے پاس آیا اور عرض کیا آپ نے اپنے ساتھی کو کیسا پایا فرمایا اچھے ساتھی کی طرح اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والا قرآن کی لمبی تلاوت کرنے والا، جلدی آنسو بہانے والا۔ اپنے رفیق سفر کی بے کار بات کو برداشت کرنے والا اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

[روایت نمبر۲۷۳] حضرت معاذ بن زیادؒ جو بنو سعد کے غلاموں میں سے تھے۔فرماتے ہیں:

لمَّا اتُّخذت عبَّادان سكنها نُسَّاك، وكان منهم رجل يقال له بهيم، فكان يصلي بين أضعاف النخل، فيصلي ما شاء الله، ثم يقعد فيحتبي مدة.

وكان رجلًا حزيناً، فيزفر الزفرة بعد الزفرة، فكان يُسمع زفيره، قال: فيقع البعوض على كتفيه وظهره، فيتأذى بهن فيقول: وأنت تأذى من حسيس بعوضة فللنار اشقى ساكنين واوجع

جب عبادان کا شہر بنایا گیا تو اس میں بڑے بڑے عابدوں نے رہائش رکھی ان میں سے ایک آدمی جس کا نام بہیمؒ تھا یہ کھجوروں کے جھنڈ میں نماز پڑھا کرتے تھے اور جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہتے نماز پڑھا کرتے تھے پھر کافی دیر جواء بنا کر بیٹھتے یہ غمگین قسم کے آدمی تھے، بڑی ٹھنڈی ٹھنڈی سرد اونچی آہوں کے بعد آہیں بھرتے تھے آپ کی ان آہوں کو لوگ سنا کرتے تھے۔

کوئی مچھر آپ کے کندھے پر یا پشت پر بیٹھتا تھا تو ان کو بڑی تکلیف ہوتی اور کہتے تھے

وَ اَنْتَ تَأَذّٰی مِنْ حسیس بِعوضةٍ فلنَّارِ اَشْقٰی ساکنین واوجع.

ترجمہ (تم مچھر کے کاٹنے سے اذیت پاتے ہو، پس جہنم کے رہنے والے تو

(۲۷۳) التخويف من النار والتعريف بحال دار البوار رقم الصفحة ٤٥۔

زیادہ سخت اور زیادہ تکلیف میں ہوں گے۔)

فائدہ: کتاب میں اس شعر کا دوسرا حصہ صحیح لکھا ہوا نہیں اس کے محقق سے صحیح نہیں پڑھے گئے، ہم نے اس کو حافظ ابن رجب کی کتاب التخویف من النار صفحہ 145، طبع جدید سے پورا کیا ہے۔ (امداد اللہ انور)

[روایت نمبر۲۷۴] حضرت معاویہ بن عمرؒ فرماتے ہیں:

كان بهيم رجلًا طوالًا، شديد الأَدْمَة، إذا رأيته رأيت رجلًا حزيناً.

حضرت بہیم طویل قد کے شدید گندم گوں رنگ کے آدمی تھے جب تم ان کو دیکھتے تو ایسے معلوم ہوتا کہ تم نے کسی غمگین آدمی کو دیکھا ہے۔

[روایت نمبر۲۷۵] حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں:

خرج عطاء بن يسار وسليمان بن يسار حاجَّين من المدينة ومعهم أصحاب لهم، حتى إذا كانوا بالأبواء نزلوا منزلًا، فانطلق سليمان وأصحابه لبعض حاجتهم، وبقي عطاء بن يسار قائمًا في المنزل يصلي. فدخلت عليه امرأة من الأعراب جميلة، فلما رأها ظن أن لها حاجة. فأوجز في صلاته ثم قال: ألكِ حاجة؟

قالت: نعم. قال: ما هي؟ قالت: قم فأَصِبْ مني فإني قد ودقْتُ ولا بعل لي: فقال: إليک عني، لا تحرقيني ونفسک بالنار.

ونظر إلى امرأة جميلة، فجعلتْ تراوده عن نفسه، وتأبى إلا ما تريد!

قال: فجعل عطاء يبكي ويقول: ويحکِ، إليکِ عني، إليکِ عني. قال: واشتدَّ بكاؤه. فلما نظرت المرأة إليه وما داخله من البكاء والجزع، بكت المرأة لبكائه. فجعل يبكي، والمرأة بين يديه تبكي.

---

(۲۷۴) صفة الصفوة ۱۷۹/۳۔

(۲۷۵) أورده ابن الجوزي في صفة الصفوة ۸۲/۲-۸۴، وأبو نعيم في الحلية ۱۹۱/۲۔

فبينما هو كذلك، إذ جاء سليمان من حاجته.

فلما نظر إلى عطاء يبكي، والمرأة بين يديه تبكي، جلس يبكي في ناحية البيت لبكائهما، لا يدري ما أبكاهما!

وجعل أصحابهما يأتون رجلًا رجلًا، كلما أتى رجل فرآهم يبكون، جلس يبكي لبكائهم، لا يسألونهم عن أمرهم، حتى كثر البكاء وعلا الصوت. فلما رأت الأعرابية ذلك، قامت فخرجت.

قال: وقام القوم فدخلوا.

فلبث سليمان بعد ذلك وهو لا يسأل أخاه عن قصة المرأة إجلالًا له وهيبة. قال: وكان أسنَّ منه.

قال: ثم إنهما قدما مصرًا لبعض حاجتهما، فلبثا بها ما شاء الله.

فبينا عطاء ذات ليلة نائم، إذ استيقظ وهو يبكي!

فقال له سليمان: ما يبكيك أي أخي؟!

قال: فاشتد بكاؤه!

قال: ما يبكيك يا أخي؟!

قال: رؤيا رأيتها الليلة.

قال: وما هي؟

قال: لا تخبر بها أحداً ما دمتُ حياً. قال: وذاك. قال: رأيت يوسف النبي ﷺ، فجئت أنظر إليه فيمن ينظر. فلما رأيت حُسْنَه بكيت! فنظر إليَّ في الناس فقال: ما يبكيكُ أيها الرجل؟ قلت: بأبي أنت وأمي، ذكرتُك وامرأةَ العزيز وما ابتُليتَ به من أمرها وما لقيتَ من السجن وفُرقة الشيخ يعقوب ﷺ، فبكيتُ من ذلك، وجعلتُ أتعجَّب منه. فقال ﷺ: فهلّا تعجبتَ من صاحب المرأة

بالأبواء؟ فعرفتُ الذي أراد، فبكيت، واستيقظتُ باكياً.

قال سليمان: أي أخي! وما كان حال تلك المرأة؟

قال: فقص عليه عطاء القصة.

فما أخبر سليمان بها أحداً حتى مات عطاء؛ وحدَّث بها بعده امرأةٌ من أهله.

قال: وما شاع هذا الحديث بالمدينة إلا بعد موت سليمان بن يسار!

حضرت عطاء بن یسارؒ اور سلیمان بن یسارؒ حج کے ارادے سے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے ان کے ساتھ ان کے رفقاء سفر بھی تھے جب یہ مقام ابواء پر پہنچے تو ایک منزل پر اتر گئے، حضرت سلیمان بن یسار اور ان کے ساتھی کسی کام کے لئے چلے گئے اور حضرت عطاء بن یسار تنہا اس جگہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے، دیہات کی کوئی خوبصورت عورت ان کے پاس آئی جب آپ نے اس عورت کو دیکھا تو خیال کیا شاید اس کا کوئی کام ہے تو آپ نے بھی نماز کو مختصر کیا اور پوچھا تمہیں کوئی کام ہے، کہنے لگی ہاں آپ نے فرمایا کیا ہے۔ اس نے کہا اٹھو اور میرا کام کردو کیونکہ مجھے مرد کی خواہش ہے اور میرا کوئی خاوند نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا مجھ سے دور ہو جاؤ مجھے اور اپنے آپ کو آگ میں نہ جلاؤ۔ آپ نے جب اس حسین وجمیل عورت کو دیکھا تو عورت آپ کے دل کو پھسلا رہی تھی اور اپنے مقصد کے پورا ہونے کے علاوہ کا انکار کر رہی تھی اور حضرت عطاء رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے تو تباہ ہو جائے مجھ سے ہٹ جا اور آپ شدید رونے لگے جب عورت نے آپ کی طرف دیکھا اور آپ کے رونے کو اور گھبراہٹ کو تو آپ کے رونے کی وجہ سے وہ بھی رونے لگی اور آپ بھی رونے لگے، عورت بھی آپ کے سامنے روتی رہتی اور اسی حالت میں حضرت سلیمان بن یسارؒ اپنے کام

سے فارغ ہو کر آ گئے۔ جب حضرت عطاء کی طرف انہوں نے دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں اور عورت بھی ان کے سامنے رو رہی ہے تو آپ بھی ان دونوں کے رونے کی وجہ سے اس گھر کے کونے میں بیٹھ کر رونے لگے، آپ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں کیوں رو رہے ہیں اور حضرت عطاء بن یسارؒ اور حضرت سلیمان بن یسارؒ کے رفقاء سفر بھی ایک ایک کر کے آتے رہے جب بھی ان میں سے کوئی آتا اور ان کو روتے ہوئے دیکھتا تو وہ بھی ان کے رونے کی وجہ سے بیٹھ کر رونے لگ جاتا تھا۔ وہ ان کے اصل معاملہ کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے حتیٰ کہ رونا بہت ہو گیا اور آواز بلند ہو گئی جب اس دیہاتی عورت نے یہ دیکھا تو اٹھ کر نکل گئی اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے پاس آئے۔

پھر اس کے بعد حضرت سلیمان بن یسارؒ نے ایک مدت تک آپ سے اس بارے میں کچھ نہ پوچھا کہ عورت کا کیا قصہ ہے کیونکہ حضرت عطاء بن یسارؒ عمر میں ان سے بڑے تھے اور آپ کی حضرت سلیمان پر ہیبت تھی۔

پھر یہ دونوں حضرات اپنے کسی کام کے لئے مصر میں تشریف لے گئے وہاں جتنی دیر اللہ کو منظور تھا اقامت فرمائی ایک رات حضرت عطاء سوئے ہوئے تھے اچانک روتے ہوئے جاگے تو ان سے حضرت سلیمانؒ نے پوچھا اے بھائی آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو ان کا رونا اور تیز ہو گیا، پوچھا اے بھائی کیوں رو رہے ہیں ؟ تو فرمایا ایک خواب ہے جو میں نے آج رات دیکھا ہے پوچھا کیا خواب ہے۔ فرمایا جب تک میں زندہ رہوں تو یہ خواب کسی کو نہ بتانا، انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے فرمایا میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا جو لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت کر رہے تھے تو میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت کے لئے آیا جب میں نے آپ کے حسن کو دیکھا تو رو پڑا تو جب حضرت یوسف علیہ السلام نے لوگوں میں مجھ کو روتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے پوچھا اے نوجوان تو کیوں رو

رہا ہے؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے آپ کو اور عزیز مصر کی بیوی کو یاد کر لیا تھا اور جو آپ اس کے معاملے میں مبتلا ہوئے تھے اور جو آپ کو قید بھگتنا پڑی اور جو حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا ہوئے تھے۔ اس کو سوچ کر میں رو پڑا اور میں حضرت یوسف علیہ السلام کے اس کارنامے پر حیران تھا تو آپ نے فرمایا تم ابواء مقام پر اس عورت والے آدمی پر کیوں حیران نہیں ہوتے تو میں پہچان گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا مقصد ہے تو میں رو پڑا اور روتے روتے ہی آنکھ کھل گئی، حضرت سلیمانؒ فرماتے ہیں اے بھائی اس عورت کا کیا قصہ ہے تو حضرت عطاء نے ان کو وہ قصہ سنایا تو حضرت سلیمان نے اس عورت کا قصہ کسی کو بھی نہ سنایا حتیٰ کہ حضرت عطاءؒ جب فوت ہوئے تو اپنے گھر کی ایک عورت کو آپ کا یہ قصہ سنایا۔

فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں یہ قصہ حضرت سلیمان بن یسارؒ کی موت کے بعد ہی مشہور ہوا تھا۔

[روایت نمبر ۲۷۶] حضرت ابراہیم بن صبح البراد فرماتے ہیں

دخلنا على المغيرة أبي محمد، وكان إذا تكلم بكى وأبكى، فقال: يا إخوتاه ابكوا وبكّوا هذه الأعين والقلوب، فإن الحزين غداً مسرور، والباكي ضاحك، والخائف آمن، وطويل السَّغب في الدنيا طويل الشِّبَع في الآخرة، وطويل الظمأ طويل الرِّي عند الله. ألا فتخيَّروا واختاروا، واتقوا أن تُغْبَنوا فتهلكوا.

قال: ويبكي، ويبكي الناس.

ہم ابو محمد مغیرہ کے پاس گئے جب یہ بات کرتے تھے تو روتے تھے اور رلاتے تھے انہوں نے فرمایا اے بھائیو روؤ اور ان آنکھوں اور دلوں کو رلاؤ کیونکہ غمگین کل خوش ہوں گے اور رونے والے ہنسیں گے اور خوف والے امن میں ہوں گے اور

دنیا میں خوب تھکا دینے والی بھوک آخرت میں خوب رجا دینے والے ہوگی اور طویل پیاس اللہ کے نزدیک خوب رجانے والی بن جائے گی، سن لوتم اچھی صورت کو اختیار کرلو اور خیر کو اختیار کرو اور ڈرو اس سے کہ تمہیں نقصان پہنچے اور تم ہلاک ہو جاؤ ۔فرماتے ہیں اس طرح وہ خود بھی رونے لگے اور لوگ بھی رونے لگے۔

[روایت نمبر ۲۷۷] حضرت بکر بن مصاد فرماتے ہیں:

دخلنا على أبي محمد المغيرة الخزاز وهو في مسجد في بيته، مستقبل القبلة، ودموعه جارية على لحيته، فسلمنا عليه وقلنا: ما يبكيك رحمك الله؟

قال: أمل طويل، وليل قريب أتوقعه، ما أدري على ماذا... منه، على مسرَّة أو مَعرَّة. ثم غُشي عليه.

ہم ابو محمد مغیرہ الخزاز کے پاس گئے جب کہ وہ اپنے گھر کی مسجد میں قبلہ رخ تھے ان کے آنسوان کی ڈاڑھی مبارک پر بہہ رہے تھے۔سلام کیا اور کہا اللہ آپ پر رحمت کرے آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا آرزو طویل ہے اور رات قریب ہے جس کی میں آرزو کرتا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ کیا انجام ہوگا،خوشی پر یا تکلیف پر پھر ان پر بے ہوشی چھا گئی۔

[روایت نمبر ۲۷۸] حضرت ابن السماکؒ فرماتے ہیں:

رأيت ابن ذر يبكي من أول الليل إلى آخره، متعلقاً بأستار الكعبة وهو يقول: إليك أنضيتُ المُطي، وإليك تجشمت قطع المفاوز، حتى أنختُ بفنائك رجاء كرامتك وجزيل ثوابك.

قال: ويبكي حتى أَصبح.

میں نے عمر بن ذر کو دیکھا کہ وہ رات کے شروع سے اخیر رات تک روتے تھے کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹ کر کہتے تھے میں نے دور سے یہاں تک

سواری کو پہنچا کر تھکایا ہے اور آپ تک پہنچنے کے لئے میں نے جنگلات کو عبور کیا ہے حتیٰ کہ آپ کے دروازے پر اپنی سواری کو بٹھایا ہے آپ سے عزت کے ملنے کی امید پر اور بڑے ثواب کی عطاء پر پھر روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔

[روایت نمبر ۲۷۹] حضرت بہیم العجلیؒ فرماتے ہیں:

وعزتک إلهي ما بکی الباکون إلیک فخیَّبتهم من فضلک، بل ظنُّ أولیائک بک أحسنُ الظنون، ورجاؤهم لک أکثرُ الرجاء.

قال: ثم یبکي حتی یبلَّ لحیته بالدموع.

آپ کی عزت کی قسم اے میرے مولا! آپ کے سامنے رونے والے اس لئے نہیں روئے کہ آپ نے ان کو اپنے فضل سے محروم کردیا بلکہ آپ کے دوستوں نے آپ کے ساتھ نیک گماں کئے ہیں اور ان کا آپ سے پُر امید ہونا بہت بڑی امید ہے پھر وہ رونے لگے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھی تر ہوگئی۔

[روایت نمبر ۲۸۰] حضرت زید الخمری فرماتے ہیں:

کنا عند أبي عبدالرحمن المغازلي، فتکلم، فبکی بعضُ من عنده،، فقال أبو عبدالرحمن: دعوه، فإنما معوّل المذنبین البکاء والتوبة.

ہم حضرت ابوعبدالرحمٰن کے پاس تھے، انہوں نے بات کی تو ایک آدمی رونے لگا تو حضرت ابوعبدالرحمٰن نے فرمایا اس کو چھوڑ دو کیونکہ گنہگاروں کی اخیر رونا اور توبہ کرنا ہی ہے۔

[روایت نمبر ۲۸۱] حضرت مضر ابوسعید التادبی التابعیؒ فرماتے ہیں:

ما تلذَّذتُ لذاذةً قطُّ، ولا تنعَّمتُ نعیماً أکثر عند من بکی حرقةً!

میں نے کبھی کوئی لذت نہیں پائی اور نہ ہی کوئی بڑی نعمت معلوم ہوئی ہے اللہ کے لئے دل جلنے کی حالت میں جتنا رونے کا مزہ آتا ہے۔

[روایت نمبر ۲۸۲] حضرت عقیبہ بن فضالہؒ فرماتے ہیں:

سمعت أبا عبيدة الخواص - بعد ما كَبِر - وهو آخذ بلحيته يقول...... إذا ذكر يأخذاه. ويبكي.

قال: قد كبرتُ فأعتقني يا مولاي.

میں نے ابوعبیدہ الخواص سے بعد اس کے کہ ان کی عمر بڑی ہوگئی تھی سنا جب کہ انہوں نے اپنی ڈاڑھی کو ہاتھ میں لیا ہوا تھا کہے رہے تھے...... جب میں بوڑھا ہوگیا ہوں اب تو مجھے (جہنم سے) آزاد کردے۔

[روایت نمبر۲۸۳] حضرت معلّٰی الورّاقؒ فرماتے ہیں:

كنا عند مالك بن دينار وهو يتكلم، فجاء أبو عبيدة الخواص، فأخرج من كُمِّه حَبْلَ ليفٍ جديد، في طرفه عُروتان، فجعل عروة في عنقه، وعروة في عنق مالك، ثم قال: يا مالك! عُدَّ أنَّا بين يدي الله، ما عسى أن نقول؟! فبكى القوم جميعاً.

میں حضرت مالک بن دینارؒ کے پاس تھا وہ بات کررہے تھے تو حضرت ابو عبیدہ الخواص آگئے تو انہوں نے اپنی آستین سے نئی کبال کی رسی نکالی جس کے دونوں طرف دو کنارے تھے ایک کنارہ اپنی گردن میں ڈالا اور دوسرا کنارہ حضرت مالکؒ کی گردن میں پھر فرمایا اے مالکؒ! سمجھ لو کہ میں اللہ کے سامنے حاضر ہوں میں کیا جواب دوں گا تو سب کے سب لوگ رو پڑے۔

[روایت نمبر۲۸۴] حضرت اسحٰق بن ابراہیم الضریر فرماتے ہیں:

كان موسى الخياط يبكي حتى يتقطع صوتُه وتسترخي... فيسقط. وكان ينوح على نفسه في بكائه ويقول: أبكي والله قبل طول البكاء، أَبكي و الله قبل محل الشقاء، أبكي و الله قبل.....

حضرت موسی الخیاطؒ روتے تھے، حتیٰ کہ ان کی آواز بھی بند ہوجاتی تھی جب رونا بند ہوتا تو گر جاتے تھے اور اپنے رونے میں اپنے آپ پر روتے تھے اور کہتے

تھے خدا کی قسم میں روؤں گا اور طویل رونے سے پہلے میں روؤں گا خدا کی قسم بدبختی کے محل میں پہنچنے سے پہلے میں روؤں گا۔ اللہ کی قسم............

[روایت نمبر۲۸۵] ابراہیم بن محمد حضرت موسیٰ الخیاطؒ کے ساتھ بیٹھنے والے تھے فرماتے ہیں:

کان موسی بن سعید الخیاط یبکي وینوح علی نفسه، ویقول في تعدیده:

سَجّوني وسَدُّوني وفي لحدي فدَلُّوني
أُلبِسْتُ قَباطيًا أُبليها وتبليني

ويبكي. فلما رآني سكت.

حضرت سعید بن موسیٰ الخیاطؒ روتے تھے اور اپنے نفس پر نوحہ کرتے تھے اور نفس کی برائیاں گن کر یہ شعر کہتے تھے

ترجمہ: انہوں نے میرے منہ پر کپڑا ڈال دیا اور میرے منہ کو باندھ دیا اور میری قبر میں اتار دیا اور میری قبر کا نشان بنانے لگے مجھے قباطی کپڑا پہنایا میں اس کو پرانا کردوں گا اور وہ مجھے پرانا کردے گا۔ پھر وہ رونے لگے جب مجھے دیکھا تو چپ ہو گئے۔

[روایت نمبر۲۸۶] حضرت حکم بن نوحؒ فرماتے ہیں کہ

بكى أبوك ليلةً من أول الليل إلى آخره، لم يسجد فيها سجدةً، ولم يركع فيها ركعة، ونحن معه في البحر. فلما أصبحنا قلت: يا أبا مالك! لقد طالت ليلتك لا مصليًا ولا داعياً.

فبكى ثم قال: لو يعلم الخلائق ماذا يستقبلون غداً ما لَذُّوا بعيش أبداً، إني و الله لمَّا رأيتُ الليلَ وهو له وشدَّةَ سوادِه، ذكرتُ

(٢٨٦) أورده ابن قدامة في (الرقة والبكاء) عند الحديث عن ضيغم بن مالك۔

به الموقف وشدةَ الأمرِ هناك، وكلُّ امرىء يومئذ تهمُّه نفسه، لا يغني والد عن ولده، ولا مولود هو جاز عن والده شيئاً.

قال: ثم شهق، فلم يزل يضطرب ما شاء الله، ثم هدأ.

قال الحكم: فحَمل عليَّ أصحابنا في المركب وقالوا: أنت تعلم أنه لا يحتمل الذكر، فما تهيجه؟

قال: فكنتُ بعدُ لا أكاد أذكرُ له شيئاً لا يسألني عنه.

کہ آپ کا باپ ضیغم رات کے شروع سے اخیر تک رونے لگا ایک بھی سجدہ اس میں نہیں کیا اور نہ اس کے اندر ایک رکعت ادا کی اور ہم اس کے ساتھ دریا پر تھے جب صبح کی تو میں نے کہا اے ابو مالک آپ نے لمبی رات گزار دی نہ نماز پڑھی اور نہ دعا کی تو وہ رو پڑے، پھر فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کل ان کو کس چیز کا سامنا کرنا پڑے گا تو کبھی بھی عیش پرستی سے لطف اندوز نہ ہوں۔ خدا کی قسم جب میں نے رات کو دیکھا اور اس کی ہولناکی کو اور اس کی شدید سیاہی کو تو میں نے خدا کے سامنے پیش ہونے کو اور وہاں کے معاملے کی سختی کو یاد کیا اور ہر آدمی کو اس دن اپنے آپ کی فکر ہوگی۔ باپ بیٹے کے کام نہیں آئے گا اور بیٹا باپ کے کچھ کام نہیں آئے گا، پھر ایک چیخ ماری اور جتنا دیر خدا کو منظور تھا کانپتے رہے پھر گر گئے۔

حضرت حکمؒ فرماتے ہیں کشتی میں جو ہمارے ساتھی موجود تھے انہوں نے مجھے تنبیہ کی اور کہنے لگے تو تو جانتا ہے وہ کسی ذکر و نصیحت کی بات کو برداشت نہیں کر سکتے تم نے ان کو کیوں الجھا دیا تھا تو اس کے بعد میں نے کبھی ان کے ساتھ کسی چیز کا ذکر نہیں کیا۔ نہ ہی انہوں نے مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا۔

---

(۲۸۷) هذا مختصر من رواية طويلة أوردها الإمام أحمد في كتاب الزهد ۲/۲۶۳-۲۶۴، وفي صفة الصفوة لابن الجوزي ۳/۲۵۵-۲۵۶. وهو بلفظه في تهذيب الكمال ۲۲/۴۹۸.

[روایت نمبر ۲۸۷] حضرت سلمہ بن سعیدؒ فرماتے ہیں:

رُئيَ للعلاء بن زياد أنه من أهل الجنة. فمكث ثلاثاً لا ترقأ له دمعة، ولا يكتحل بنوم، ولا يذوق طعاماً.

فأتاه الحسنِ فقال: أي أخي! أتقتلُ نفسک إن بُشِّرْتَ بالجنة؟!

فازداد بكاء على بكائه. فلم يفارقه الحسن حتى أمسى؛ وكان صائماً، فطَعِم شيئاً.

حضرت علاء بن زیادؒ کے لئے دیکھا گیا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں تو تین دن ٹھہرے رہے نہ تو ان کے آنسو رکتے تھے نہ انہوں نے سو کر دیکھا اور نہ ہی انہوں نے کھانا چکھا پھر ان کے پاس حضرت حسن بصریؒ آئے اور کہا بھائی کیا اپنے آپ کو قتل کر دیں گے اگر آپ کو جنت کی بشارت مل گئی تو وہ اپنے رونے پر اور رونے لگے حضرت حسن بصریؒ بھی ان سے الگ نہ ہوئے حتیٰ کہ شام ہو گئی اور یہ روزے کے ساتھ تھے پھر انہوں نے کوئی چیز چکھی۔

[روایت نمبر ۲۸۸] حضرت عبدالواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں:

أتى رجلٌ العلاء بن زياد فقال: أتاني آتٍ في منامي فقال: ائتِ العلاء بن زياد فقل له: كم تبكي! فقد غُفر لک. فبكى، ثم قال: الآن حين لا أهدأ!

ایک شخص کو علاء بن زیادؒ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا میرے خواب کے اندر کوئی آیا ہے اور اس نے کہا تم علاء بن زیاد کے پاس چلے جاؤ اور اس کو کہو تم کب تک روؤ گے، تمہاری بخشش ہو گئی ہے تو حضرت رو پڑے پھر فرمایا اب میں اس وقت تک روتا رہوں گا جب تک کہ رو رو کر بے سکت نہیں ہو جاتا۔

---

(۲۸۸) تہذیب الکمال ۴۹۸/۲۲۔

[روایت نمبر۲۸۹] حضرت حارث بن عبیدؒ فرماتے ہیں:

كان عبد الواحد بن زيد يجلس إلى جنبي عند مالك. فكنتُ لا أفهم كثيراً من موعظة مالك لبكاء عبد الواحد.

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ حضرت مالک بن دینار کے کسی ایک پہلو میں بیٹھا کرتے تھے میں حضرت عبدالواحد کے رونے کی وجہ سے حضرت مالکؒ کی اکثر وعظ و نصیحت کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔

[روایت نمبر۲۹۰] حضرت محمد بن عبدالعزیز بن سلمانؒ فرماتے ہیں:

كان مسمع يأتي أبي، فيجلس إليه، فلا يفترقان إلا عن مثل المصيبة، من البكاء والحزن!

حضرت مسمعؒ میرے باپ کے سامنے آتے تھے اور ان کے پاس بیٹھتے تھے اور وہ جدا نہیں ہوتے تھے مگر مصیبت کی صورت میں رونے اور غم کھانے سے۔

[روایت نمبر۲۹۱] حضرت عبدالعزیز بن سلمان العابدؒ فرماتے ہیں:

انطلقت أنا و عبد الواحد بن زيد إلى مالك بن دينار، فوجدناه قد قام من مجلسه و دخل منزله، وأغلق عليه باب الحجرة.

فجلسنا ننتظره ليخرج، أو نسمع له حركة فنستأذن عليه. فجعل يترنَّم بشيء لا نفهمه. ثم بكى حتى جعلنا نأوي له من شدة بكائه. ثم جعل يشهق ويتنفّس حتى غُشي عليه!

فقال لي عبد الواحد: انطلق! فهذا رجلٌ مشغول بنفسه.

میں اور عبدالواحد بن زیدؒ حضرت مالک بن دینارؒ کے پاس گئے، ہم نے ان

---

(۲۸۹) حلية الأولياء ۶/۱۵۹، صفة الصفوة ۳/۳۲۱۔

(۲۹۱) صفة الصفوة لابن الجوزي ۳/۲۲۹۔ وفي هذا المصدر وردت الجملة الأخيرة على النحو التالي.... انطلق، ليس لنا مع هذا اليوم عمل؛ هذا رجل مشغول بنفسه۔

کو اس حالت میں پایا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے تھے اور اپنے حجرے کا دروازہ بند کر دیا تھا تو ہم بیٹھ گئے تاکہ ان کے نکلنے کا انتظار کریں یا ہم ان کی کوئی آواز سنیں اور ان سے اندر آنے کی اجازت مانگیں تو آپ کسی چیز کو ترنم سے کہہ رہے تھے لیکن ہم اس کو سمجھ نہیں رہے تھے پھر رو پڑے حتیٰ کہ ہم ان کے زیادہ رونے پر ان پر ترس کھانے لگے، پھر آپ نے ایک چیخ ماری اور ایک ٹھنڈا سانس نکالا حتیٰ کہ بے ہوش ہو گئے۔ تو مجھ سے عبدالواحد نے فرمایا چلو اس وقت حضرت اپنی ذات میں مشغول ہیں۔

[روایت نمبر۲۹۲] حضرت ابو عمر الخطابی فرماتے ہیں:

كان عتبة الغلام يبكي حتى تمتلئ راحته بدموع عينيه، ثم يمسح بها وجهه ورقبته ويقول: إلهي وسيدي، لا تخزني يوم يقوم الحساب.

قال: وكان إذا سمع النداء بكى!

مجھے اپنے گھر کے لوگوں میں سے ایک آدمی نے بتایا کہ حضرت عتبہ الغلام روتے تھے حتیٰ کہ ان کی ہتھیلی بھی ان کے آنکھوں کے آنسوؤں سے بھر جاتی تھی پھر ان آنسوؤں کو اپنے چہرے پر اور اپنی گردن پر مل دیتے تھے اور کہتے تھے اے میرے اللہ اے میرے آقا جب قیامت کا حساب قائم ہو مجھے رسوا نہ کرنا۔ آپ جب اذان کی آواز سنتے تھے تو روتے تھے۔

[روایت نمبر۲۹۳] حضرت فضل بن دکین فرماتے ہیں:

كان حسن بن صالح إذا نظر إلى جنازة أرسل عينيه بأربع!

قال: ودخلنا معه مرةً نعود مريضاً، فنظرتُ إليه يبكي حتى جرت دموعه على لحيته.

حضرت حسن بن صالح جب جنازے کی طرف دیکھتے تھے تو ان کی آنکھیں خوب آنسو بہاتی تھیں، کہتے ہیں کہ ہم حضرت کے ساتھ ایک مرتبہ کسی مریض کی

عیادت کرنے کے لئے گئے تو میں نے ان کی طرف دیکھا وہ رو رہے تھے حتیٰ کہ ان کے آنسوان کی ڈاڑھی پر بہہ رہے تھے۔

[روایت نمبر۲۹۴] حضرت عیسیٰ بن ہارون بن ابی شیبہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں:

سمعت حسن بن صالح يقول بعد طلوع الفجر في بيته: وا أهوالاه! فلو كان هولًا واحداً لكفى، ولكنها أهوال شتى. ثم زفر.

جو حضرت حسن بن صالح کی مجلس میں کثرت سے بیٹھا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بن صالح سے سنا تھا جب کہ فجر طلوع ہو چکی تھی۔

اے ہولناکیاں اگر ایک ہولناکی ہوتی تو وہ بھی کافی ہوتی، یہاں تو مختلف قسم کی ہولناکیاں اور بربادیاں ہیں پھر ان کی چیخ نکل گئی۔

[روایت نمبر۲۹۵] حضرت خالد بن الصقر السدوسیؒ فرماتے ہیں:

كان أبي خاصًا لسفيان الثوري، قال أبي: فاستأذنتُ على سفيان في نحر الظُّهر، فأذنت لي امرأة، فدخلتُ عليه وهو يقول: ﴿اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ﴾، ثم يقول: بلى يا رب! بلى يا رب! وينتحب. وينظر إلى سقف البيت ودموعه تسيل.

فمكثتُ جالساً كم شاء الله، ثم أقبل إليَّ، فجلس معي، فقال: مذ كم أنت ههنا؟ ما شعرتُ بمكانك!

میرے والد صاحب حضرت سفیان ثوریؒ کے مخصوص آدمی تھے ابا جی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیانؒ ثوری سے عین ظہر کے وقت جانے کی اجازت مانگی تو مجھے ایک خاتون نے اندر جانے کی اجازت دی جب میں حضرت سفیان کے پاس پہنچا تو وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے:

---

(۲۹۵) الرقة والبكاء لابن قدامة، عند الحديث عن سفيان الثوري.

اَمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّ هُمْ وَ نَجْوَاهُمْ.

ترجمہ: کیا ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی چپکی چپکی باتوں کو اور ان کے مشوروں کو نہیں سنتے۔

پھر کہہ رہے تھے ہاں ہاں یا رب ہاں ہاں یا رب کہہ رہے تھے اور رو رہے تھے اور اپنے گھر کی چھت کی طرف دیکھ رہے تھے اور آنسو جاری تھے، میں وہاں جتنی دیر اللہ کو منظور تھا بیٹھا رہا پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور میرے پاس بیٹھے اور کہا تو کتنی دیر سے یہاں بیٹھا ہے مجھے تو تیرے یہاں بیٹھنے کا پتہ ہی نہیں۔

[روایت نمبر۲۹۶] حضرت ضحاک بن مخلد فرماتے ہیں:

رأيتُ هشام بن حسّان إذا ذُكرت الجنة أو النبي عليه السلام، بكى حتى تسيل دموعه.

ورأيتُ ابن عون تدوز الدموع في عينيه ولا تخرج!

میں نے حضرت ہشام بن حسانؒ کو دیکھا جب جنت کا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو اتنا روتے تھے کہ ان کے آنسو بہہ جاتے تھے اور میں نے ابن عونؒ کو دیکھا تھا کہ آنسوان کی آنکھوں میں گھومتے تھے۔اور باہر نہیں نکلتے تھے۔

[روایت نمبر۲۹۷] حضرت حماد بن زیدؒ فرماتے ہیں:

رأيتُ ثابتاً البُناني يبكي حتى تختلف أضلاعه!

میں نے ثابت البنانی کو دیکھا وہ اتنا روتے تھے کہ ان کی پسلیاں بھی ایک دوسرے میں گھس جاتی تھیں۔

[روایت نمبر۲۹۸] حضرت مطر الوراقؒ فرماتے ہیں:

بات هَرِمُ بن حيان عند حممة، فبات حممة باكياً حتى

---

(۲۹۶) أورده الحافظ المزي في تهذيب الكمال ۱۹۲/۳۰۔

(۲۹۷) صفة الصفوة ۲۶۲/۳، سير أعلام النبلاء ۲۲٤/٥۔

(۲۹۸) حلية الأولياء ۱۱۹/۲، أسد الغابة لابن الأثير ۵۳/۲، والزهد للإمام أحمد ۱۸۳/۲۔

أصبح! فلما أصبح قال له هرم: يا أخي! ما أبكاك الليلة؟

قال: ذكرتُ ليلةً صبيحتها تناثَرُ الكواكبُ.

قال: وبات حممة عند هرم ليلةً أخرى، فبات هرم بن حيان باكياً حتى أصبح!

فلما أصبح قال له حممة: يا أخي! ما أبكاك الليلة؟

قال: يا أخي ذكرتُ ليلةً صبيحتها تبعثَرُ القبورُ للمحشر إلى الله.

وكانا إذا أصبحا غَدَوَا فمرَّا بأكورة الحدَّادين كيف يُنفخ عليها، فيقعدان، ويبكيان، ويستجيران الله من النار.

ثم يأتيان أصحاب الرياحين، فيقفان، فيسألان الله الجنة. ثم يدعوان بدعوات، ويفترقان.

حضرت ہرم بن حیان رات کو حضرت حممہؒ کے پاس ٹھہرے تو حممہ ساری رات روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی پھر صبح ہوئی تو ان سے حضرت ہرم نے پوچھا اے بھائی آپ ساری رات کیوں روتے رہے فرمایا میں نے اس رات کو یاد کرلیا تھا جس کی صبح کو ستاروں نے جھڑ جانا ہے فرماتے ہیں ایک رات حضرت ہرم نے حضرت حممہ کے پاس ایک اور رات گزاری تو حضرت ہرم بن حیان بھی ساری رات روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی پھر جب صبح ہوئی تو ان سے حضرت حممہ نے پوچھا اے بھائی آپ ساری رات کیوں روتے رہے فرمایا اے بھائی میں نے اس رات کو یاد کرلیا تھا جس کی صبح کو قبروں نے نکلنا ہے اور اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

یہ دونوں جب صبح ہوتی تھی تو لوہاروں کی بھٹی کی طرف سے گزرتے تھے اور دیکھتے تھے کہ کس طرح سے آگ پھونکی جارہی ہے وہاں بیٹھ کر روتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے جہنم کی پناہ مانگتے تھے اور پھر پھول بیچنے والوں کے پاس آتے تھے اور وہاں رکتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتے تھے اور دعائیں کرتے تھے

اور ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تھے۔

[روایت نمبر ۲۹۹] حضرت عاصم الرقاشیؒ فرماتے ہیں:

انطلق عزوان وحممة إلى عامر بن عبد الله، فوجداه مغلقاً عليه بابه، فسمعاه يبكي، فجلسا ببابه يبكيان لبكائه. ثم أذن لهما، فرأى أثر البكاء على وجوههما، فقال: ما أبكاكما؟

قالا: سمعناك تبكي فبكينا لبكائك.

قال: أخبركما ما أبكاني. إني ذكرتُ الليلة التي صبيحتها يومُ القيامة، فقلت: إنها لتمخَّضُ بأمرٍ عظيم.

کہ حضرت غزوان اور حضرت حممہ حضرت عبداللہ کے پاس گئے انہوں نے حضرت عامر بن عبداللہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کیا ہوا ہے اور وہ رو رہے ہیں یہ ان کے دروازے کے پاس بیٹھ کر ان کے رونے کی وجہ سے رونے لگے پھر حضرت عامر نے ان کو اندر آنے کی اجازت دی اور ان کے چہروں پر رونے کے اثر کو دیکھا تو پوچھا آپ دونوں کس وجہ سے روئے۔

انہوں نے کہا ہم نے آپ کو روتا ہوا سنا تو ہم بھی آپ کے رونے پر رونے لگے۔ فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کیوں رویا ہوں۔ میں نے اس رات کو یاد کر لیا تھا جس کی صبح کو قیامت ہونی ہے، میں نے کہا قیامت کے دن بڑا تکلیف دہ معاملہ ہوگا۔

[روایت نمبر ۳۰۰] حضرت مالک بن مغولؒ فرماتے ہیں:

مرَّ رجل بعامر بن عبد قيس وهو جالس في طريق وهو يبكي، فقال: يا عامر ما يبكيك؟

(۳۰۰) أورد الجزء الأول من الرواية ابن قدامة في "الرقة والبكاء" عند الحديث عن عامر بن عبد قيس، والجزء الثاني أورده الإمام أحمد في كتاب الزهد ۱۷۵/۲، وابن الجوزي في صفة الصفوة ۲۰۹/۳۔

قال: شيء ما أبكاني، عجبت من ليلةٍ تمخَّض صبيحتها يوم القيامة.
وكان إذا أصبح خرج إلى طريق من الطرق، فإذا رأى الناس قد خرجوا إلى حوائجهم، والناسُ يذهبون يميناً وشمالًا، فيقول: يا رب! غدا الغادون في حوائجهم، وغدوتُ أسألك المغفرة.

ایک آدمی عامر بن عبد قیس کے پاس سے گزرا جب کہ وہ راستے میں بیٹھے ہوئے تھے اور رو رہے تھے انہوں نے کہا اے عامر کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا کوئی چیز ہے جو مجھے رلا رہی ہے، میں ایک رات پر حیران ہوں جس کی صبح کو قیامت قائم ہوگی جب صبح ہوتی تھی تو یہ راستوں میں سے کسی راستے کی طرف نکل جاتے تھے جب لوگوں کو دیکھتے تھے کہ وہ اپنے کاموں میں نکلے ہیں اور لوگ دائیں بائیں چل رہے ہیں تو کہتے تھے اے رب لوگ صبح کو اپنے کاموں کے لئے نکل چکے ہیں اور میں صبح کو آپ سے مغفرت کا سوال کر رہا ہوں۔

[روایت نمبر ۳۰۱] حضرت عبداللہ بن کثیر فرماتے ہیں:

قيل لعمر بن عبدالعزيز: ما كان بدوُّ إنابتك؟
قال: أردتُ ضربَ غلام لي، فقال: يا عمر! اذكر ليلةً صبيحتها يوم القيامة.

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کہا گیا کہ آپ کا اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا قصہ کیا تھا فرمایا میں نے اپنے ایک غلام کو مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا عمر اس رات کو یاد کرلو جس کی صبح قیامت ہوگی۔

[روایت نمبر ۳۰۲] حضرت اوزاعیؒ فرماتے ہیں:

(۳۰۱) أورده ابن الجوزي في سيرة عمر بن عبد العزيز ص ۱۲۵۔
كما أورد في ص ۱۱۷ من المصدر السابق أن عمر بن عبد العزيز رحمه الله قال: إن أول من ايقظني لهذا الشأن مزاحم (مولاه)۔ قال: حبستُ رجلاً، فجاوزتُ في حبسه القدْر الذي يجب عليه، فكلمني

كتب عمر بن عبد العزيز إلى عدي بن أرطاة: أما بعد، فإني أذكرك بليلةٍ تمخَّضُ بالساعة، فصباحها القيامة، يا لها من ليلةٍ! ويا له من صباح كان على الكافرين عسيراً.

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت حاتم الرزائیؒ کی طرف خط لکھا۔

امابعد! میں تجھے اس رات سے ڈراتا ہوں جس کے بعد قیامت قائم ہوگی، کاش وہ رات ہلکی ہو جائے اور اس کی صبح ہلکی ہو جو کافروں پر مشکل ہوگی۔

[روایت نمبر۳۰۳] حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں:

بينما الحسن في يوم من رجب في المسجد، وفي يده بُلْبُلة، وهو يمصُّ ماء ها، ثم يمجُّه في الحصى، ثم تنفّس تنفساً شديداً، ثم بكى حتى رعدت منكباه، ثم قال: لو أن بالقلوب حياةً، لو أن بالقلوب صلاحًا لأبكيتكم من ليلةٍ صبيحتُها يوم القيامة. إن ليلةً تمخَّضُ عن صبيحة يوم القيامة، ما سمع الخلائق بيوم قطُّ أكثر فيه عورةٌ باديةٌ، ولا عينٌ باكية من يوم القيامة.

ایک دن حضرت حسن بصریؒ رجب کے مہینے میں مسجد میں تھے اور ان کے

في إطلاقه، فقلت: ما أنا بمخرجه حتى أبلغ في الحيطة عليه بما هو أكثر مما مرَّ عليه،فقال مزاحم: " يا عمر بن عبد العزيز ، أحذِّرك ليلة تمخَّضُ بالقيامة، في صبيحتها تقوم الساعة، يا عمر، ولد كدتُ أنسى اسمك مما أسمع: قال الأمير، قال الأمير"۔ فو الله ما هو إلا أن قال ذلك، فأنما كُشف عن وجهي غطاء۔ فذكِّروا انفسكم رحمكم الله، فإن الذكرى تنفع المؤمنين۔

(۳۰۲) سيرة عمر بن عبد العزيز لابن الجوزي ص ۸٤، وسيرة عبد الملك بن عمر بن عبد العزيز لابن رجب الحنبلي، فصل: نبذة مختصرة عن والد عبد الملك. . .ص ۳۷۔

(۳۰۳) كتاب الزهد للإمام أحمد ۲/ ۲۲٥، حلية الأولياء لأبي نعيم ۲/ ۱٤۳۔

ہاتھ میں سوراخ والا ایک لوٹا تھا جس سے وہ پانی کو چوس رہے تھے پھر پانی کو کنکریوں پر گرا دیتے تھے پھر ایک شدید ٹھنڈا سانس نکالتے پھر روتے حتیٰ کہ ان کے کندھے کانپنے لگتے تھے پھر فرمایا اگر دل زندہ ہوں اگر دلوں میں صلاحیت ہو تو تم اس رات کی صبح کو روؤ جس کی صبح کو قیامت قائم ہوگی۔ بے شک وہ رات جس کی صبح کو قیامت قائم ہوگی ایسی خوفناک ہے کہ مخلوقات نے ایسے دن کو کبھی نہیں سنا جس میں ننگ کھلے ہوں اور آنکھیں قیامت کے خوف سے رو رہی ہوں گی۔

[باب 17]

حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے واقعات

[روایت نمبر۳۰۴] حضرت ابی بن کعب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

إن أباكم آدم ﷺ كان طوالًا مثل النخلة السَّحُوق، ستين ذراعاً وكان طويل الشعر، موارياً العورة. فلما أصاب الخطيئة بدت له سَوْأته، فخرج هارباً في الجنة. فلقيتُهُ شجرة، فأخذت بناصيته، فأوحى الله إليه: يا آدم أفراراً مني؟

قال: لا يا رب، ولكن حياءً مما جئت به.

قال: فأهبطه الله إلى الأرض.

فلما حضرت وفاته، بعث الله بكفنه و حَنُوطه من الجنة.

فلما رأت حواء الملائكة ذهبت لتدخل دونهم، فقال: خلِّ بيني وبين رسل ربي، فما لقيتُ ما لقيتُ إلا من قِبلک، وما أصابني ما أصابني إلا فيک.

(۳۰٤) أورد ابن كثير رواية قريبة من هذه في تفسيره ۲/ ۲۰٦ ثم قال: وقد رواه ابن جرير وابن مردويه من طرق عن الحسن، عن أُبي بن كعب، عن النبي ﷺ مرفوعاً، والموقوف أصح إسناداً۔

فغسلته الملائكة بالماء والسِّدر وتراً، وكفنوه في وتر من الثياب، وألحدوا له، ودفنوه، وقالوا: هذه سُنَّة ولد آدم من بعده.

ترجمہ: تمہارے ابا آدم علیہ السلام لمبے قد کے تھے جیسے لمبی کھجور ہوتی ہے، ساٹھ ہاتھ کا قد تھا بال لمبے تھے اور اپنی ستر کو چھپایا ہوا تھا۔ جب غلطی ہوئی تو ان کا ننگ کھل گیا اور جنت میں دوڑتے پھرتے تھے ایک درخت ان کے سامنے آیا جو ان کی پیشانی کو لگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے آدم! مجھ سے بھاگتے ہو، عرض کیا نہیں یارب! لیکن اس کام سے حیاء کی وجہ سے جو مجھ سے ہوا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین کی طرف اتار دیا پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا کفن اور خوشبو جنت سے بھیجے جب حضرت حواء نے فرشتوں کو دیکھا تو حضرت آدم کے جسم کی طرف چلی گئیں تا کہ حضرت آدم کے پاس ان کے سوا کوئی نہ پہنچے تو حضرت آدم نے فرمایا میرے اور میرے رب کے رسولوں کے درمیان تنہائی کردو۔ میں جس مصیبت میں بھی پہنچا تھا وہ تمہاری ہی وجہ سے تھی اور جو تکلیف پہنچی تھی وہ تمہاری ہی وجہ سے پہنچی تھی، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دیا اور ان کو طاق کپڑوں میں کفن دیا اور ان کو قبر میں اتارا اور ان کو دفن کیا اور فرشتوں نے کہا یہ حضرت آدم کے بعد ان کی اولاد کے لئے (دفن کرنے کا طریقہ) ہوگا۔

[روایت نمبر ۳۰۵] حضرت عثمان بن سعد حضرت حسن بصریؒ سے نقل کرتے ہیں:

قلت له: كم كبَّرت الملائكة عليه؟ - يعني على آدم صلی اللہ علیہ وسلم.

قال: كبَّروا عليه أربع تكبيرات.

میں نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر فرشتوں نے کتنی تکبیریں کہی تھیں تو حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا چار

تکبیریں کہی تھیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازے میں چار تکبیریں ہیں اور الحمدللہ احناف کا اس روایت پر عمل ہے اور اسی کے مطابق جنازہ کی چار تکبیریں ہوتی ہیں۔

[روایت نمبر ۳۰۶] حضرت ابی سے مروی ہے کہ

ألحد لآدم صلى الله عليه وسلم.

حضرت آدم علیہ السلام کو کچی قبر میں اتارا گیا تھا، لحد بنائی گئی تھی۔

[روایت نمبر ۳۰۷] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما أكل آدم من الشجرة التي نُهي عنها، قال الله تبارك وتعالى له: ما حملكَ على أن عصيتني؟

قال: ربِّ زَيَّنَتْهُ لي حوَّاء.

قال: فإني أعقبتُها أن لا تحمل إلا كُرْهًا، ولا تضع إلا كُرْهًا. ودَميتُها في الشهر مرتين.

فلما سمعت حوَّاء ذلك رَنَّت.

فقال لها: عليك الرنَّة وعلى بناتك.

جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت سے کھایا جس سے منع فرمایا گیا تھا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو کس چیز نے مجبور کیا تھا کہ میرا کہنا نہ مانیں، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ حوا نے اس کو میرے لئے مزین کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کے بدلے کی پاداش میں عورت کے لئے یہ کروں گا کہ وہ مشکل سے حمل اٹھائے گی اور مشکل سے بچہ جنے گی اور مہینے میں دو مرتبہ اس کو ماہواری آئے گی جب حضرت حوا نے یہ بات سنی تو وہ رو پڑیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تجھ پر بھی رونا لازم ہے اور تیری بیٹیوں پر بھی۔

---

(۳۰۷) أورده ابن كثير بالسند السابق عن ابن جرير الطبري۔ تفسير ابن كثير ۲۰۶/۲۔

[روایت نمبر ۳۰۸] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا.

﴿يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا﴾ قال: كان لباسهما الظُّفر. فلما أصابا الخطيئة نُزع عنهما، وتُرك الظُّفر تذكرة.

ترجمہ: ان کا لباس بھی ان سے اتروا دیا۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ ان کا لباس ناخن کا تھا جب ان سے غلطی ہوئی تو ان سے یہ لباس ہٹا دیا گیا اور ناخنوں کو بطور یادگار کے چھوڑ دیا گیا۔

[روایت نمبر ۳۰۹] حضرت نضر بن اسماعیلؒ فرماتے ہیں:

قال الله: يا آدم عصيتني وأطعتَ إبليس؟! قال: يا رب أقسم لي بك أنه لي ناصح؛ وظننتُ أن أحدًا لا يُقسم بك كاذباً.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تو نے میری نافرمانی کی ہے اور ابلیس کی بات مانی ہے تو انہوں نے عرض کیا اے میرے رب! شیطان نے میرے لئے قسم کھائی تھی کہ آپ کا خیر خواہ ہوں اور میں نے سمجھا تھا کہ آپ کے نام کی کوئی بھی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا۔

[روایت نمبر ۳۱۰] حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

بكى آدم حين أُهبط من الجنة ثلاثمائة عام، حتى جرت

---

(۳۰۸) أورد طرفاً منه ابن كثير في تفسيره ۲۰٦/۲۔ لكن ذكر ابن كثير أن ابن جرير الطبري روى بإسناد صحيح إلى وهب بن منبه أنه كان لباس آدم وحواء نوراً على فروجها، لا يرى هذا عورة هذه، ولا هذه عورة هذا۔ فلما أكلا من الشجرة بدت لهما سوآتهما۔ المصدر السابق۔

(۳۰۹) إشارة إلى قوله تعالى: ﴿وَقَاسَمَهُمَآ إِنِّى لَكُمَا لَمِنَ النَّصِحِينَ﴾ سورة الأعراف، الآية: ۲۱۔ وانظر الخبر عن ابن عباس رضي الله عنهما في تفسير ابن كثير ۲۰٦/۲۔

(۳۱۰) روى الحاكم عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ما أسكن آدم الجنة إلا ما بين صلاة العصر إلى غروب الشمس۔ ثم قال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔ تفسير ابن كثير ۸۰/۱۔

أو دية سرنديب من دموعه.

جب آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اتارے گئے تھے تو تین سو سال تک روتے رہے حتیٰ کہ سراندیپ کی وادیاں ان کے آنسوؤں سے بہہ پڑی تھیں۔

[روایت نمبر۳۱۱] حضرت ابن سابطؒ فرماتے ہیں:

لو عُدل بكاء أهل الأرض ببكاء آدم حين أُهبط من الجنة، كان بكاء آدم عليه السلام أكثر.

اگر ساری زمین کے لوگوں کا رونا حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے ساتھ موازنہ کیا جائے جب وہ جنت سے اتارے گئے تھے تو حضرت آدم علیہ السلام کا رونا زیادہ ہو جائے گا۔

[روایت نمبر۳۱۲] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نزل آدم بالحِجْر يمسح به دموعه حين أُهبط من الجنة. ولم ترقأ عين آدم حين خرج من الجنة حتى رجع إليها.

جب آدم علیہ السلام جنت سے اتارے گئے تو ان کے ساتھ ایک پتھر بھی اترا تھا جس کے ساتھ وہ اپنے آنسوؤں کو پونچھتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو کم نہ ہوئے جب سے وہ جنت سے نکلے تھے حتیٰ کہ جنت کی طرف لوٹ گئے۔ (تب جا کر ان کے آنسو تھمے)۔

(فائدہ): انبیاء کرام کی ارواح دنیا سے جسم سے نکلنے کے بعد عیش و راحت میں ہوتی ہیں۔

---

(۳۱۱) رواه الإمام أحمد عن علقمة بن مرثد في كتاب الزهد ۱/۸۶-۸۷۔ وانظر إيراد الخبر عند التعليق على الرقم (۳۳۷)۔

(۳۱۲) هكذا وردت العبارة! وتصحح بما ورد في الرواية رقم (۳۳۰) من قول آدم عليه السلام .... فليس لنا فرج ولا راحة إلا الهم والعناء والنَّصب، حتى نُرَدَّ إلى الدار التي أُخرجنا منها۔

[روایت نمبر۳۱۳] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں:

بكى آدم على الجنة حين أُهبط منها ثلاثمائة عام، لا يرقأ له دمع.

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اتارے گئے تھے تو تین سو سال تک ان کے آنسو نہیں رکتے تھے۔

[روایت نمبر۳۱۴] حضرت وہبؒ فرماتے ہیں:

بكى آدم على الجنة ثلاثمائة عام، وما رفع رأسه إلى السماء بعدما أصاب الخطيئة.

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلنے کے بعد تین سو سال تک روئے تھے آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا تھا جب سے ان سے غلطی ہوئی تھی۔

[روایت نمبر۳۱۵] حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:

بكى آدم على خطيئته مائة سنة، وما رفع رأسه إلى السماء بعد ذلك حياء من ربه.

حضرت آدم علیہ السلام ایک سو سال تک روئے تھے اس کے بعد اپنے رب سے حیا کی وجہ سے آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا تھا۔

[روایت نمبر۳۱۶] حضرت یزید الرقاشیؒ فرماتے ہیں:

بكى آدم لما أُهبط من الجنة ثلاثمائة سنة، لا ترقأ له دمعة. فقال له بعضُ ولده: قد آذَيْتَ مَنْ في الأرض بطول بكائك. فقال: أنا أبكي على أصوات الملائكة حول العرش.

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اتارے گئے تو تین سو سال تک روئے تھے ان کے آنسو نہیں رکتے تھے تو ان سے ان کے کسی بیٹے نے عرض کیا آپ نے اپنے اتنے لمبے رونے کی وجہ سے زمین پر رہنے والے لوگوں کو تکلیف

پہنچائی ہے تو انہوں نے کہا میں عرش کے آس پاس فرشتوں کی آواز پر رو رہا ہوں (کیونکہ آدم علیہ السلام جنت میں رہتے تھے اس لئے ان کی آوازوں کو سنتے تھے تو اس سے محرومی پر حضرت آدم علیہ السلام روتے تھے)

[روایت نمبر ۳۱۷] حضرت یزید الرقاشیؒ فرماتے ہیں:

لـمـا طال بكاءُ آدمَ على الجنة، قيل له في ذلک، فقال: إنما أبكي على جِوار ربي في دارٍ تربتُها طيّبة، فيها أصوات الملائكة.

جنت پر جب حضرت آدم علیہ السلام کا رونا طویل ہو گیا تو ان کو اس بارے میں کہا گیا تو فرمایا کہ میں رب تعالیٰ کے پڑوس پر رو رہا ہوں جس کی مٹی پاکیزہ تھی جس میں فرشتوں کی آوازیں آتی تھیں۔

[روایت نمبر ۳۱۸] حضرت محمد بن المکندرؒ فرماتے ہیں کہ

مـكـث آدم في الأرض أربعين سنة ما يُبدي عن واضحه، وما ترقأ له دمعة.

فـقـالـت لـه حواء: قد استوحشنا إلى أصوات الملائكة، ادعُ ربَّک أن يُسمعنا أصواتهم.

قال: مازلتُ أستخيي من ربي أن أرفع رأسي إلى أديم السماء مما صنعتُ.

حضرت آدم علیہ السلام زمین پر چالیس سال تک اس حالت میں رہے تھے کہ ان کو مسکراتا ہوا نہیں دیکھا گیا جس سے ان کے دانت نظر آ جائیں اور وہ روتے رہے تو ان سے حضرت حوا نے فرمایا ہمیں فرشتوں کی آوازیں نہ پہنچنے کی وجہ سے وحشت ہو رہی ہے۔ آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی آوازیں سنا دے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے رب سے حیا کر رہا ہوں کہ میں اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاؤں اس کام کی وجہ سے جو مجھ سے ہوا ہے۔

[روایت نمبر۳۱۹] حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

أُهبط آدم من الجنة، فبكى ثلاثمائة سنة لا يرفع رأسه إلى السماء، ولا يلتفت إلى المرأة، ولا يضع يده عليها.

آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا تو وہ تین سو سال تک روتے رہے اور نہ اپنا سر حیاء کی وجہ سے آسمان کی طرف اٹھایا اور نہ ہی عورت کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور نہ ہی اپنا ہاتھ اس پر رکھا تھا۔

[روایت نمبر۳۲۰] حضرت حمیدیؒ فرماتے ہیں:

سمعتُ سفيان ذكر آدم فقال: يقال إنه بكى على جبل الهند ثلاثمائة عام، حتى صار في وجهه جدولان، وما ضحك حتى أتاه المَلَك فقال: حيَّاك الله وبيَّاك.

میں نے حضرت سفیان بن عیینہ سے سنا جب انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر کیا تو فرمایا کہا جاتا ہے کہ وہ تین سو سال تک ہندوستان کے ایک پہاڑ پر روتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ کے چہرے میں دو گڑھے پڑ گئے تھے۔ اور وہ نہیں ہنسے تھے حتیٰ کہ ان کے پاس فرشتہ آیا اور کہا اللہ نے آپ کو سلام کہا ہے۔

[روایت نمبر۳۲۱] حضرت حسان بن عطیہؒ فرماتے ہیں

بكىٰ آدم على الجنة ستين عامًا.

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلنے پر ساٹھ سال تک روئے تھے۔

[روایت نمبر۳۲۲] حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں:

قال وهب بن منبه:

مكث آدم منكفئاً رأسه بعدما هبط من الجنة مائة عام، لاينظر

(۳۲۰) أورده بأطول منه موفق الدين بن قدامة في "الرقة والبكاء" عند الحديث عن آدم عليه السلام".

(۳۲۱) حلية الأولياء ۷۷/۶۔

إلى السماء، ولا يرقأ له دمع، ينادي: إلهي! غرَّتني حوَّاء، واستزلَّني إبليس، واستحوذ عليَّ البلاء، ﴿وإلَّا تغفرْ لي وترحمْني أكنْ من الخاسرين﴾.

فنودي: يا آدم قد غُفر لك.

فبكى بعد ذلك مائة عام استحياء من ربه!

حضرت آدم علیہ السلام نے جنت سے نکلنے کے بعد سو سال تک تک اپنا سر جھکائے رکھا تھا۔ آسمان کی طرف نہیں دیکھتے تھے اور نہ ہی ان کے آنسو تھمتے تھے وہ یہی دعا کرتے تھے الٰہی مجھے حوا نے دھوکے میں ڈال دیا تھا اور شیطان نے پھسلا دیا تھا اور مصیبت نے گھیر لیا تھا۔ وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَ تَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔

(ترجمہ: ....تو ان کو آواز دی گئی اے آدم! آپ کی بخشش کر دی گئی ہے تو اس کے بعد ایک سو سال تک بطور حیاء کے حضرت آدم علیہ السلام روئے تھے۔

[روایت نمبر ۳۲۳] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں:

لما أُهبط آدم إلى الأرض مكث لا يَرقأ له دموعُه، اطَّلع الله إليه في اليوم السابع وهو محزون كظِيم مُنكَّسٌ رأسه، فأوحى إليه: يا آدم ما هذا الجَهْد الذي أرى بك؟ وما هذه البلية التي بك بلاؤها؟

قال آدم: إلهي! عظُمتْ مصيبتي، وأحاطت بي خطيئتي، وأُخرجتُ من ملكوتِ ربي، فصرتُ في دار الهوان بعد الكرامة، وفي دار الشقاء بعد السعادة، وفي دار النَّصَب والعناء بعد الخفض والراحة، وفي دار البلاء بعد العافية، وفي دار الزوال

(۳۲۳) أورده ابن قدامة في كتاب التوابين ص ۹-۱۱، وفي الرقة والبكاء عند الحديث عن آدم عليه السلام۔

والظَّعَن بعد القرار والطمأنينة، وفي دار الموت والفناء بعد الخُلد والبقاء، فكيف لا أبكي على خطيئتي؟ وكيف لا تحزن نفسي؟ أم كيف لي أن أجتبر هذه المصيبة؟

فأوحى إليه: يا آدم! ألم أصطنعك لنفسي، وأحللتك داري، واصطفيتك على خلقي، وخصصتك بكرامتي، وألقيت عليك محبتي، وحذَّرتك سخطي!

ألم أخلقك بيدي، وأنفخ فيك من روحي، وأُسجِدُ لك ملائكتي؟

ألم تكُ في بحبوحة كرامتي، ومنتهى رحمتي، فعصيت أمري، ونسيت عهدي، وتعرَّضت لسخطي، وضيَّعتَ وصيتي؟ فكيف تستنكر نقمتي؟

فوعزتي لو ملأتُ الأرضَ رجالًا كلُّهم يعبدونني ويسبِّحونني الليل والنهار، لا يَفْتُرون، ثم عَصَوني، لأنزلتُهم منازل العاصين الآثمةِ الخاطئين.

قال: فبكى آدم عند ذلك ثلاثمائة عام على جبل الهند، تجري دموعه في أوديةِ جبالها.

قال: فنبتت بتلك المدامع أشجار طيبكم هذا.

قال: ثم خرج يؤمُّ البيتَ العتيق، فجعل يخطو الخطوة، فيكون موضع قدميه ذا مساكن وعُمران، وبينهما مفاوز وبراري، حتى أتى البيت، فطاف سبُوعاً، فبكى حتى خاض في دموعه إلى ركبتيه. ثم صلى، فبكى ساجداً حتى فاضت دموعه وجرت على الأرض. فنودي عند ذلك: يا آدم قد رحمتُ ضعفك، وقبلتُ توبتك، وغفرتُ ذنبك.

فقال: لا إله إلا أنت، سبحانک وبحمدک، عملتُ سوءاً، وظلمتُ نفسي، فتبْ عليَّ إنک أنتَ التواب الرحيم، فاغفر لي فأنت خيرُ الغافرين، وارحمني فأنت خير الراحمين.

قال: فمکث بعد ذلک لا يُبدي عن واضحه، حتى أتاه المَلَکُ فقال: حيَّاک الله يا آدم وبيَّاک.

قال: فضحک.

جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا تو زمین پر ٹھہرے تو ان کے آنسو نہیں رکتے تھے۔ تو اللہ پاک نے ساتویں دن ان کی طرف دیکھا، اس حال میں کہ وہ غمگین ہیں غم سے بھرے ہوئے ہیں اور سر جھکایا ہوا ہے۔ ان کی طرف وحی فرمائی اے آدم! یہ کیا مشقت ہے؟ جو میں آپ میں دیکھ رہا ہوں اور یہ کیا مصیبت ہے جو آپ کو پہنچی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے الٰہی ! میری مصیبت بڑھ گئی ہے، میری خطا نے مجھے گھیر لیا ہے، میں اپنے رب کی ملکوت سے نکالا گیا ہوں اور عزت کے بعد معمولی گھر کی طرف بھیجا گیا ہوں اور سعادت کے بعد شقاوت کے گھر میں آیا ہوں اور راحت وآرام کے بعد تھکاوٹ اور مشکل کی جگہ اترا ہوں اور عافیت کے بعد مصیبت کے گھر آیا ہوں اور قرار اور اطمینان کے بعد زوال اور سفر کے گھر میں آیا ہوں اور دائمی زندگی اور بقا کے بعد موت اور فنا کے گھر آیا ہوں۔ میں اپنی خطا پر کیسے نہ روؤں اور اپنے نفس پر کیسے غم نہ کھاؤں۔ میں کس طرح اس مصیبت کا نقصان پورا کروں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی اے آدم! کیا میں نے تجھ کو اپنے لئے نہیں منتخب کیا تھا؟ اور پھر اپنے گھر میں جگہ دی تھی اور اپنی مخلوق پر آپ کو پسند کیا تھا اور اپنی عزت کے ساتھ مخصوص کیا اور اپنی محبت ڈالی تھی اور اپنی ناراضگی سے ڈرایا تھا کیا میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا تھا؟ اور اپنی روح

آپ میں نہیں پھونکی تھی؟ اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ نہیں کرایا تھا؟ کیا آپ میری عزت کے مقام پر نہیں تھے اور رحمت کی انتہاء میں نہیں تھے پس میرے حکم میں کوتاہی کی اور میرے عہد کو بھول گئے اور میری ناراضگی کا سامنا کیا اور میری وصیت کو ضائع کیا پس کس طرح سے آپ میری پکڑ کو متنکر سمجھتے ہیں مجھے اپنی عزت کی قسم اگر میں زمین کو تمام بندوں سے بھردوں میری عبادت کریں اور رات دن میری تسبیح کہیں اور پھر میری نافرمانی کریں تو میں ان کو خطا راور نافرمانوں کی جگہ اتار دوں گا تو اس پر حضرت کوہ ہند پر تین سو سال تک روتے رہے، پہاڑوں کی وادیوں میں آپ کے آنسو بہہ رہے تھے، ان آنسوؤں سے تمہارے یہ خوبصورت اور عمدہ درخت پیدا ہوئے۔

کہتے ہیں پھر ایک دن حضرت آدم علیہ السلام بیت اللہ کے ارادہ سے نکلے اور جہاں جہاں آپ قدم رکھتے تھے ان جگہوں پر رہائش اور عمارتیں شہر بن گئے اور ان کے درمیانی حصوں میں جنگلات اور بیابان بن گئے حتیٰ کہ آپ بیت اللہ شریف پہنچے اور سات مرتبہ بیت اللہ کے بطور طواف کے چکر لگائے اور ان کے آنسو گھٹنوں تک پہنچ گئے، پھر نماز پڑھی، پھر سجدہ میں روتے رہے، حتیٰ کہ ان کے آنسو زمین پر بہہ پڑے، اس وقت پر نداء کی گئی اے آدم! میں نے تمہاری کمزوری پر رحمت کی تمہاری توبہ کو قبول کیا اور تمہارے گناہوں کو بخش دیا تو حضرت آدم نے یہ عرض کیا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ، عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التواب الرَّحِیْمِ فاغفرلی فانک انت خَیْرَ الْغافرین فارحمنی فانک انت خیر الراحمین.

ترجمہ: کوئی معبود نہیں مگر تو ہی۔ تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ مجھ سے غلط ہوا، میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا آپ میری توبہ کو قبول کریں۔ بے شک آپ توبہ کو قبول کرنے والے بہت مہربان ہیں، پس میری بخشش کر دیجئے، آپ بہترین بخشنے

والے ہیں اور مجھ پر رحم کردیجئے بے شک آپ بہتر مہربانی کرنے والے ہیں۔
اس کے بعد آپ نے اپنے دانتوں کو ہنستے ہوئے نہ دکھایا، حتیٰ کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا اے آدم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کے مرتبوں کو بلند کرتا ہے تو آپ ہنس پڑے۔

فائدہ: یہ قصہ شاید اسرائیلیات میں سے ہے انبیاء کرام کے لائق نہیں ہے تو اس لئے جو باتیں شریعت کے مطابق ہیں ان کو قبول کیا جاتا ہے اور جو باتیں شریعت کے مخالف ہیں ان کو رد کیا جاتا ہے اور یہ انبیاء کرام کی شان کے مطابق نہیں ہے اس کتاب میں جتنی باتیں پہلے یا بعد میں آئیں گی ان سے بھی آدمی انبیاء کرام کے مقام کو بری سمجھے۔

[روایت نمبر ۳۲۴] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں:

أوحى الله إلى آدم: يا آدم ما هذه الكآبة التي بوجهك، والبليَّة التي قد أحاطت بك؟

قال: خروجي من دار البقاء الى دار الفناء، ومن دار النعيم إلى دار الشقاء.

قال: ثم إن آدم سجد سجدةً على جبل الهند مائة عام يبكي، حتى جرت دموعه في وادي سرنديب. فأنبت الله بذلك الوادي من دموع آدم الدارصيني والقرنفل، وجعل طير ذلك الوادي الطواويس.

ثم إن جبريل أتاه فقال: يا آدم ارفع رأسك، فقد غُفر لك.

فرفع رأسه، ثم أتى البيت، فطاف به سُبوعاً، فما أتمه حتى خاض في دموعه إلى ركبتيه.

ثم أتى موضع المقام، فصلى فيه ركعتين، وبكى حتى جرت دموعه إلى الأرض.

وكان محمد بن الحسين حدثني بهذا الحديث عن محمد بن يحيى، ثم لقيتُ محمد بن يحيى فحدَّثني به.

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی کی اے آدم! آپ کے چہرے میں یہ اکتاہٹ کیوں ہے اور آزمائش نے آپ کو گھیر رکھا ہے، فرمایا میں دار البقاء سے نکل کر دار الفناء کی طرف آیا ہوں اور دار النعیم سے نکل کر دار الشقاء کی طرف آیا ہوں، فرمایا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے ایک سجدہ سو سال کا جبل ہند پر کیا، سو سال روتے رہے حتیٰ کہ ان کے آنسو وادی سراندیپ میں بہہ پڑے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے اس وادی میں دارچینی اور لونگ پیدا کئے اس میں مور کے پرندے بنائے۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے آدم اپنا سر اٹھاؤ! آپ کا گناہ معاف کر دیا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے سجدہ سے اپنا سر اٹھایا، بیت اللہ شریف آئے اور طواف کے سات چکر لگانے لگے، ابھی پورا نہیں کیا تھا کہ اپنے گھٹنوں تک آنسوؤں میں ڈوب گئے، پھر مقام ابراہیم کی جگہ پر آئے وہاں دو رکعت نماز پڑھی پھر رونے لگے حتیٰ کہ ان کے آنسو زمین پر بہنے لگے۔

محمد بن حسین نے اس حدیث کو محمد بن یحییٰ سے سنا تھا پھر میں محمد بن یحییٰ سے ملا اور انہوں نے مجھ کو یہ حدیث بیان کی۔

[روایت نمبر ۳۲۵] حضرت عطاءؒ سے مروی ہے کہ

أن آدم قام مائة عام يبكي، حتى جرى من عينيه واديان، يقال لأحدهما ارفد، والآخر بُلجَر ان. سباعهما النمور، ورَضراضهما الدرُّ والياقوت، وشجرهما الألَنجوج.

وكان تلك المائة عام جِلْسَته جِلسة الحزين، يده تحت خده.

---

(۳۲۵) وهذا يقال فيه ما قيل في سابقه من الإسرائيليات۔

حضرت آدم علیہ السلام ایک سال تک کھڑے ہو کر روتے رہے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے وادیاں بہہ پڑیں، ایک وادی کا نام ارفد تھا اور دوسری وادی کا نام بلجران تھا، وہاں کے درندے چیتے تھے اور آنسوؤں میں بہنے والے کنکر ''درّ'' اور یاقوت تھے اور ان وادیوں کے درخت بخور کی عود بن گئی۔

آپ کے لئے سو سال کا بیٹھنا غمگین آدمی کے بیٹھنے کی طرح تھا، ہاتھ آپ کے رخسار کے نیچے تھے۔

[روایت نمبر ۳۲۶] حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ

لما أهبط آدم صَفن على قدميه مائة عام يبكي على خطيئته، حتى تأذت به الملائكة!

جب حضرت آدم علیہ السلام کو اتارا گیا آپ اپنی خطاء پر سو سال تک اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر روتے رہے حتیٰ کہ فرشتوں کو بھی اس سے تکلیف محسوس ہوئی۔

فائدہ: یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی تکلیف پر ترس کھاتے ہوئے ان کو تکلیف محسوس ہوئی۔

[روایت نمبر ۳۲۷] حضرت ابوطالبؒ جو حضرت یوسفؒ کے خالو تھے:

ناداه الله: يا آدم! أيَّ جارٍ كنتُ لك؟

قال: سيدي نعم الجار كنتَ لي.

قال: اخرج من جواري. وسلبه تاجه وحُليَّه.

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پکارا اے آدم! میں آپ کا کیسا پڑوسی تھا؟ فرمایا اے میرے سردار آپ میرے بہترین پڑوسی تھے۔

---

(۳۲۶) وفي رواية لوهب بن منبه: "وكان آدم قد اشتدّ بكاؤه وحزنه لما كان من عظم المصيبة، حتى إن كانت الملائكة لتحزن لحزنه، وتبكي لبكائه"۔ كتاب التوابين ص ۱۱۔

[روایت نمبر ۳۲۸] حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے:

أن آدم لـمّـا أكَلَ من الشجرة تساقط عنه جميع زينة الجنة، فـلـم يبـقَ عليه شيء من زينتها إلا التاج والإكليل، وجعل لا يستتر بشيء من ورق الجنة إلا سقط عنه.

فـالتـفـتَ إلـى حـوّاء باكياً وقال: استعدِّي للخروج من جوار الله. هذا أول شؤم المعصية.

قـالـت: يـا آدم! ما ظننتُ أحداً يحلف بالله كاذباً. وذلك أن إبـلـيـس لـمـا قـاسمهما على الشجرة. وانطلق آدم في الجنة هارباً استـحياء من ربِّ العالمين، فتعلقت به شجرة ببعض أغصانها، ظن آدم أنه قد عُوجل بالعقوبة، فنكس رأسه يقول: العفوَ العفوَ.

فقال الله: يا آدم! فراراً مني؟

قال: بل حياءً منك سيدي.

فـأوحـى الله إلـى الـمَـلـكين، أخرجا آدم وحواء من جواري، فإنهما قد عصياني.

فنزع جبريل التاج عن رأسه، وحلَّ ميكائيل الإكليل عن جبينه.

قـال مـجـاهد: فلما أُهبط من ملكوت القُدُس إلى دار الجوع والـمسـغبة، بـكـى عـلـى خـطـيـئته مائة سنة. قد رمى برأسه على ركبتيـه حتـى نبتـت الأرضُ عشبـاً وأشـجاراً من دموعه، حتى يقع الدمعُ في نُقَر الجلاهم وأقعيتها.

فـمرَّ به نَسْر عظيم قد أجهده العطش فشرب من دموع آدم.

---

(۳۲۸) أورده مـوفـق الـدين بن قدامة المقدسي في الرقة والبكاء عند الحديث عن آدم عليه السلام۔

وأنطق الله النَّسر فقال: يا آدم! إني في هذه الأرض قبلك بألفي عام وقد بلغتُ شرق هذه الأرض وغربها، وشربتُ من بطون أوديتها، وغُدران جبالها، وسِيف بحارها، ا شربتُ ماءً أعذبَ ولا أطيبَ رائحة من هذا الماء.

قال آدم: ويحك يا نَسْر! اتعقل ما تقول؟ من أين تجد عذوبة دمع مَنْ عصى ربَّه، وجرى على خدَّين عاصيين؟ وأيُّ دمعٍ أمرُّ من دمع عاصٍ؟ ولكن أظن بك أيها النَّسر أنك تعيِّرني لأني عصيتُ ربي، فأُزعجتُ من دار النعمة إلى دار البؤس والمسكنة.

فقال النَّسر: يا آدم! أمَّا ماذكرتَ من التعيير، فما أُعيِّرك، ولكن هكذا وجدتُ طعمَ دموعك. وأيُّ دمع أعذبُ من دمعٍ عبدٍ عصى ربَّه، وذكر ذنبه، فوجل قلبُه، وخَشع جسمه، وبكى على خطيئته خوفاً من ربِّه.

جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت سے کھایا تھا تو آپ سے جنت کی تمام زینت ہٹ گئی تھی تو جنت کی زینت میں سے سوائے تاج اور اکلیل کے کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی چنانچہ آپ جنت کے جن پتوں سے بھی ستر چھپاتے وہ (پتے) گرجاتے تھے۔

انہوں نے کہا یعنی حضرت حوا نے اے آدم میرا یہ گمان نہیں تھا کہ کوئی اللہ کی جھوٹی قسم کھائے گا اور واقعہ یہ ہوا کہ ابلیس نے جب حضرت آدم اور حوا کے سامنے درخت کے متعلق قسم کھائی تھی اور حضرت جنت میں رب العالمین کے سامنے حیاء کے طور پر دوڑتے پھر رہے تھے تو ایک درخت کی ٹہنی آپ کے ساتھ چمٹ گئی، اس وقت حضرت آدم نے یقین کرلیا کہ ان کے عتاب میں جلدی کردی گئی ہے چنانچہ اپنا سر جھکالیا اور فرمایا معاف کردیجئے، معاف کردیجئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے

آدم مجھ سے بھاگ رہے ہو تو فرمایا بلکہ اے میرے آقا میں آپ سے حیاء کے طور بھاگ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کی طرف وحی فرمائی کہ آدم اور حواء کو میرے پڑوس سے نکال دو۔ انہوں نے میری نافرمانی کی ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے سر سے تاج اتار دیا اور میکائیل نے اکلیل کو ان کی پیشانی سے اتارا۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کو ملکوت سے اس بھوک کے گھر اتارا گیا تو آپ سو سال اپنی خطا پر روئے تھے اور اپنا سر گھٹنوں پر مارا تھا تو اس سے زمین میں حضرت آدم کے آنسوؤں سے درخت اور گھاس اُگ آئی تھی، حتیٰ کہ آنسو زمین میں چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں اور بڑی بڑی چٹانوں پر اور زمین کے گڑھوں اور وادیوں میں پڑتے تھے۔

تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ایک بہت بڑا گدھ گزرا جس کو بہت پیاس لگی ہوئی تھی اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کو پیا اور اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی دی تو اس نے کہا اے آدم میں آپ سے بھی دو ہزار سال پہلے سے اس زمین میں ہوں اور میں نے اس زمین کے مشرق اور مغرب تک کو دیکھا ہے اور میں نے اس کی وادیوں سے پانی پیا ہے اور اس کے پہاڑوں، نہروں اور سمندروں کے ساحل سے لیکن اس پانی سے زیادہ خوشبودار اور زیادہ میٹھا پانی میں نے نہیں پیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے گدھ تو تباہ ہو جائے تجھے سمجھ ہے کہ تو کیا کہہ رہا ہے تو اس آدمی کے آنسوؤں میں کہاں سے مٹھاس کو پالے گا جس نے اپنے رب تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو اور وہ آنسو نافرمان رخساروں پر بہے ہوں اور کون سا آنسو زیادہ کڑوا ہے گناہگار کے آنسو سے اور لیکن میں تیرے بارے میں سمجھتا ہوں اے گدھ تو نے مجھے عار دلائی ہے کیوں کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور مجھے نعمت کے گھر سے تنگی اور مسکنت کے گھر منتقل کر دیا گیا ہے۔ تو گدھ نے کہا کہ اے آدم! جو آپ نے عار دلانے والی بات فرمائی ہے

تو میں نے آپ کو عار نہیں دلائی اور لیکن میں نے ایسے ہی آپ کے آنسوؤں کے ذائقے کو پایا تھا اور کون سا آنسو اس آدمی کے آنسوؤں سے زیادہ میٹھا ہوگا جس نے اپنے رب کی خطا کی ہو اور اپنی خطا کو یاد کیا ہو اور اس کے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی اور اس کے جسم میں خشوع وخضوع ظاہر ہوا اور وہ اپنے رب سے خوف کے طور پر اپنی غلطی پر رو پڑا ہو۔

[روایت نمبر ۳۲۹] حضرت علی بن ابی طلحہؒ فرماتے ہیں:

إن أول شيء أكله آدم حين أُهبط إلى الأرض الكمثرى. وإنه لما أراد أن يتغوَّط أخذه من ذلك كما يأخذ المرأةَ للولادة. فذهب شرقاً وغرباً، لا يدري كيف يصنع، حتى نزل إليه جبريل عليه السلام، فأقعى له آدم، فخرج ذلك منه. فلما وجد ريحه، مكث يبكي سبعين سنة!

ترجمہ: سب سے پہلی چیز جو آدم علیہ السلام نے کھائی تھی جب وہ زمین کی طرف اتارے گئے تھے ککڑی تھی، جب انہوں نے قضاء حاجت کا ارادہ کیا تو ان کو ایسے تکلیف ہوئی جیسے عورت کو ولادت کے لئے ہوتی ہے۔ آپ مشرق و مغرب کی طرف گئے تھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں، حتیٰ کہ ان کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام اترے اور بیٹھنے کا طریقہ بتایا پھر آپ نے قضاء حاجت کی جب اس کی بدبو کو دیکھا تو ستر سال تک روتے رہے۔

[روایت نمبر ۳۳۰] حضرت فتح الموصلیؒ فرماتے ہیں:

قال آدم لابنه: بنيَّ، كنا نسلًا من نسل السماء، خُلقنا كخلقهم وغذِّينا بغذائهم، فسبانا عدوُّنا إبليس بالخطيئة، فليس لنا فرج ولا راحة إلا الهم والعناء والنَّصب، حتى نُردَّ إلى الدار التي أُخرجنا منها.

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا اے میرے بیٹے! ہم آسمان کی نسل میں سے تھے ہم ایسے ہی پیدا کیے گئے تھے جیسے آسمان کی مخلوق پیدا کی گئی اور ہمیں بھی انہی جیسی غذا ملتی تھی مگر ہمارے دشمن ابلیس نے ایک خطا کی وجہ سے ہمیں قید میں ڈال دیا اور نہ ہمارے لئے کوئی کشادگی ہے اور نہ کوئی راحت سوائے غم اور مشقت اور تھکاوٹ کے حتیٰ کہ ہمیں اس گھر (جنت) کی طرف لوٹا دیا جائے گا جہاں سے ہمیں نکالا گیا تھا۔

[روایت نمبر۳۳۱] حضرت فتح الموصلیؒ فرماتے ہیں:

قال آدم لابنه: طال و الله حزني علی دار خرجتُ منها، فلو رأیتَها لزهقت نفسک.

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم میرا غم اس گھر پر طویل ہو گیا ہے جس سے مجھے نکالا گیا تھا اگر تم نے اسے دیکھا ہوتا تو تمہاری جان نکل گئی ہوتی۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ تم جنت کے اندر رہے ہوتے اور اس کے بعد تمہیں نکالا گیا ہوتا تو نکلنے کے صدمے سے تمہاری موت آجاتی۔

[باب 18]

حضرت نوح علیہ السلام کے رونے کے واقعات

[روایت نمبر ۳۳۲] حضرت وہیب بن وردؒ فرماتے ہیں:

لما عاتب الله نوحاً في ابنه، فأنزل عليه: ﴿ اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ ﴾، بكى ثلاثمائة عام، حتى صار تحت عينيه أمثال الجداول من البكاء.

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کے بیٹے کے متعلق تنبیہ فرمائی اور فرمایا:

اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ.

تو حضرت نوح علیہ السلام تین سو سال تک روتے رہے، حتیٰ کہ ان کی آنکھوں کے نیچے رونے کی وجہ سے گڑھے، جھریاں پڑ گئی تھیں۔

[روایت نمبر ۳۳۳] حضرت یزید الرقاشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

إنما سمي نوحاً عليه السلام لأنه كان نوّاحا.

نوح علیہ السلام کا نام نوح اس لئے تھا کہ وہ بہت رونے والے تھے، آہ و بکا والے تھے۔

---

(۳۳۳) حلية الأولياء ۵۱/۳۔ وقد مر في الرقم (۲۴۷) من هذا الكتاب۔

[باب 19]

حضرت داود علیہ السلام کے رونے اور آہ وزاری کے واقعات

[روایت نمبر۳۳۴] مطلب بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے سُدِّی سے سنا تھا:

إن انشيطان أتى داود ﷺ وهو في المحراب، في صورة

(۳۳٤) انظر في هذا تفسير الطبري ۲۳/۹۳-۹٤، كتاب التوابين لابن قدامة المقدسي ص ۱٦، ۱۷۔

وما رواه المؤلف هنا، وفيما يأتي من مثله، وأخبار و روايات كثيرة مشابهة ترد في قصة ابتلاء داود عليه السلام، وسبب امتحانه، وهي تُسرد أثناء تفسير قوله تعالى: ﴿وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ م☆ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ. اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ. اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ. قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ...﴾ سورة ص، الآيات ۲۱-۲۵۔

قال الحافظ ابن كثير: وقد ذكر كثير من المفسرين من السلف والخلف ههنا قصصاً وأخباراً أكثرها إسرائيليات، ومنها ما هو مكذوب لا محالة.." قصص الأنبياء ص ٤۸۹۔ ←

حمامة من ذهب، لما جناحان من لؤلؤ، حتى وقع على باب المحراب. فنظر إليها داود، فطارد حتى أشرف على تلك المرأة وهي في البستان تغتسل، فلما رأته أرختْ شعرها فجلّلها. فسأل عنها، فأُخبر أن زوجها غازٍ. فبعث داود إلى أمير ذلك الجيش أن ابعث "أوريا" في وجهِ كذا.

فبعثه، ففُتح عليه.

فكتب: ابعثه إلى التابوت.

وكلُّ من بُعث إلى ذلك الوجه قُتل ولم يرجع. فقُتل.

قال مطَّلب: فحدثني ليث بن أبي سُلَيم أو غيره قال:

أتاه المَلَكان في صورة رجلين معتمَّين، ففَزِع منهما، فقصَّا

وقد روى الحارث الأعور، عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه قال: من حدَّث بحديث داود عليه السلام على ما يرويه القُصّاص معتقداً صحته، جلدته حدَّين. وفي مكان آخر: جلدته مائة وستين۔ وهما حدُّ القذف، والتغليظ، لأن المقذوف نبي... وذلك لعظيم ما ارتكب وجليل ما احتقب۔ انظر عرائس المجالس ص ٢٨١۔
لكن ذكر الزين العراقي أن الخبر نفسه لم يصح عن علي كرم الله وجهه۔ كما ذكره الآلوسي في تفسيره ١٨٥/٢٣۔ وانظر تحقيقاً جيداً حول هذا الموضوع في قصص الأنبياء لعبد الوهاب نجار ص ٣٧٢، وروح المعاني للآلوسي ١٨٥/٢٣، وسلسلة الأحاديث الضعيفة الموضوعة وأثرها السيىء في الأمة للألباني ٣٢٤/١-٣٢٦۔ وروى القاضي البيضاوي أنه حُدِّث بذلك عمرُ بن عبد العزيز وعنده رجل من أهل الحق، فكذَّب المحدِّث به وقال: إن كانت القصة على ما في كتاب الله فما ينبغي أن يُلْتَمسَ خلافُها، وأُعْظِمُ بأنْ يُقال غيرُ ذلك، وإن كانت على ما ذكرت وكفَّ الله عنها ستراً على نبيه، فما ينبغي إظهاره۔ فقال عمر بن عبدالعزيز: لسماعي هذا الكلام أحبُّ إلي مما طلعت عليه الشمس۔ مجموعة من التفاسير: تفسير البيضاوى ٢٧٠/٥۔

عليه الآية في كتاب الله، فقال لهما داود: كذاك؟ قالا: نعم.

قال: إذاً نضرب هنا. يعني الأنفَ واللحية والجبين.

فقالا: أنت أحقُّ أن تُضرب. وطارا.

فعرف داود. فخرَّ أربعين صباحاً ساجداً، حتى نبت العشب من دموعه.

فأوحى الله إليه: أجائع فأطعمك، أم مظلوم فأنصرك؟

قال: فشهق شهقة احترق العشب.

فأوحى الله إليه: إني قد غفرتُ لك، فارفع رأسك.

قال: كيف تغفر لي وأنت الحَكَم العدل؟

قال: أَغفرُ له وأطلب إليه يَهَبكَ لي.

قال: الآن علمتُ أنك قد غفرتَ لي.

شیطان حضرت داود علیہ السلام کے پاس آیا جب کہ وہ محراب میں تھے، سونے کے کبوتر کی شکل میں، اس کے موتی کی شکل کے دو پر تھے حتیٰ کہ وہ محراب کے دروازے کے پاس آ کر بیٹھ گیا، حضرت داود علیہ السلام نے اس کی طرف دیکھا تو وہ اُڑ گیا، حضرت داود علیہ السلام نے اس طرف جا کر جھانک کر دیکھا تو ایک عورت نظر آئی جو باغ میں نہا رہی تھی۔ جب عورت نے حضرت داود علیہ السلام کو دیکھا تو اپنے بال جسم پر پھیلا کر اپنے آپ کو چھپا دیا تھا تو حضرت داود علیہ السلام نے اس کے بارے میں پوچھا کہ یہ عورت کون ہے تو بتایا گیا یہ ایک مجاہد کی بیوی ہے تو حضرت داود نے اس لشکر کے سپہ سالار کی طرف حکم بھیجا کہ تم اوریا کو فلاں جنگ میں بھیج دو تو اس نے اوریا کو ادھر بھیج دیا تو اس کو شکست ہوئی تو حضرت داود نے سپہ سالار کی طرف حکم بھیجا کہ اس کی میت کے تابوت کو ہماری طرف بھیج دو اور جس کسی کو بھی جنگ کے اس رخ کی طرف بھیجا جاتا تھا وہ قتل ہو

جاتا تھا وہ واپس نہیں لوٹتا تھا چنانچہ وہ قتل ہو گیا۔

مطلب کہتے ہیں مجھے لیث ابن ابی سلیمؒ نے اور دوسرے آدمی نے بھی روایت کیا ہے کہ پھر حضرت داود علیہ السلام کے پاس دو فرشتے آدمیوں کی شکل میں آئے جنھوں نے پگڑیاں باندھی ہوئی تھیں تو حضرت داود ان سے گھبرا گئے لیکن ان دونوں نے حضرت داود کے سامنے وہ قصہ بیان کیا جو قرآن شریف میں موجود ہے تو ان سے داود علیہ السلام نے فرمایا واقعہ یہی ہے تو فرشتوں نے کہا جی ہاں تو حضرت داود علیہ السلام نے فرمایا پھر تو ہم اس کو یہاں پر ماریں گے، یعنی ناک، جبڑے اور پیشانی پر۔

تو انہوں نے کہا آپ زیادہ لائق ہیں کہ آپ کو مارا جائے اور وہ یہ کہہ کر اڑ گئے تو حضرت داود علیہ السلام نے حقیقت واقعہ کو پہچان لیا اور چالیس صبح سجدے کی حالت میں پڑے رہے حتیٰ کہ آنسو سے گھاس اُگ آئی، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی آپ بھوکے ہیں کہ میں آپ کو کھانا کھلاؤں کیا آپ مظلوم ہیں کہ میں آپ کی مدد کروں۔

کہتے ہیں کہ حضرت داود علیہ السلام نے ایک چیخ ماری جس سے وہ گھاس جل گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے آپ کو بخش دیا اپنا سر اٹھا لیجئے تو انہوں نے عرض کیا آپ کیسے بخشیں گے جب کہ آپ تو عادل حاکم ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کی بخشش کر دوں گا اور اپنے سامنے اس کو بلاؤں گا اور آپ کی خاطر معاملے کو بخشوا دوں گا۔ اس وقت حضرت داود علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب میں نے جان لیا کہ آپ نے مجھے بخش دیا ہے۔

فائدہ: اس روایت کے بارے میں مفسر علامہ حازمؒ (قابل غور) فرماتے ہیں کہ حضرت داود علیہ السلام اور اوریا کا قصہ یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی کسی نبی کے بارے میں یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ یہ اپنی خاطر کسی مسلمان کو

ختم کرادے ۔(لباب التاویل فی معانی التنزیل علم من مجموعۃ من التفاسیر جلد5،صفحہ 373)

[روایت نمبر۳۳۵] حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خرَّ ساجداً أربعين يوماً، فقال: ارفع رأسك فقد غفرتُ لك.

قال: كيف وأنت الحكم العدل؟

قال: أقضي له وأستوهبه ذنبك، ثم أُثيبه حتى يرضى.

قال: الآنَ طابت نفسي، وعلمتُ أنك قد غفرت لي.

قال: وهي أم سليمان.

حضرت داود علیہ السلام چالیس سال تک سجدے میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اپنا سر اٹھائیے میں نے آپ کو بخش دیا ہے۔ حضرت داود علیہ السلام نے عرض کیا کس طرح سے جب کہ آپ عادل حاکم ہیں فرمایا کہ میں اس کے لئے فیصلہ کروں گا اور اس سے تمہاری غلطی کو معاف کرادوں گا پھر اس کو جزا دوں گا تو وہ راضی ہو جائے گا۔ فرمایا رب میرا دل خوش ہے اور میں نے جان لیا کہ آپ نے مجھے بخش دیا اور یہ کہتے ہیں یہ عورت وہی تھی جو حضرت سلیمان کی ماں تھیں۔

فائدہ: یہ بات بھی اسرائیلیات میں سے معلوم ہوتی ہے یہودی روایات سے جیسا کہ انجیل میں بھی یہ بات مروی ہے کہ اوریا خبطی کی بیوی تھی حضرت داود جس سے سلیمان پیدا ہوئے تھے۔

[روایت نمبر۳۳۶] حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں:

كان داود يصلي في المحراب وحوله ثلاثون ألفاً يحرسونه.

---

(۳۳۵) انظر قريباً من هذا كتاب التوابين لابن قدامة ص ۲۰-۲۱، وأورده بأطول منه ابن جرير في تفسيره ۲۳/۹۴۔

(۳۳۶) أورد قريباً منه ابن قدامة في كتابيه: التوابين ص ۱۸-۱۹، والرقة والبكاء عند الحديث عن داود عليه السلام، والإمام أحمد في كتاب الزهد ۱/۱۳۷۔

فتسوَّر عليه رجلان المحراب، ففزع منهما، فقالا: ﴿لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ﴾ إلى قوله: ﴿وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ﴾ فسجد أربعين ليلة يبكي، حتى نبت حوله من العشب ما غطى رأسه. فقال: يا رب! قَرِحَ جبيني، ولا أرى خطيئتي تُذكر. قال: يا داود، أجائعٌ فتُطعم، أم عطشان فتُسقى، أم عارٍ فتُكسى؟

قال: فنحب نحبةً هاج ما حوله. أي: يبس.

حضرت داود علیہ السلام اپنی نماز کی محراب میں نماز پڑھ رہے تھے آپ کے اردگرد تیس ہزار سپاہی پہرہ دے رہے تھے پھر بھی حضرت داود کے پاس دو آدمی دیوار پھلانگ کر محراب میں آگئے جن سے حضرت داود گھبرا گئے تو انہوں نے کہا لَا تَخَفْ خَصْمان بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ. ترجمہ: ”ڈرو نہیں ہم دو اہل معاملہ ہیں کہ ایک نے دوسرے پر (کچھ) زیادتی کی ہے۔“

تو حضرت داود علیہ السلام چالیس راتوں تک سجدے میں روتے رہے حتیٰ کہ آپ کے آس پاس گھاس پیدا ہوگئی جس نے آپ کے سر کو بھی ڈھانپ لیا تھا۔ حضرت داود علیہ السلام نے عرض کیا اے رب میری پیشانی زخمی ہوگئی ہے اور میرا گمان نہیں ہے اپنی خطا کے بارے میں کہ اس کو یاد کیا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داود! کیا آپ بھوکے ہیں آپ کو کھانا کھلایا جائے یا پیاسے ہیں کہ پانی پلایا جائے یا آپ کے پاس کپڑا نہیں ہے کہ آپ کو پہنایا جائے تو حضرت داود علیہ السلام اس پر خوب روئے اور آس پاس کا ماحول خشک ہوگیا۔

فائدہ: علامہ ابن کثیرؒ نے اس واقعہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بھی اکثر اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر 30، ص 131)

وقال الحافظ ابن كثير عند تفسير الآيات السابقة: قد ذكر المفسرون ههنا قصة أكثرها مأخوذ من الإسرائيليات، ولم يثبت فيها عن المعصوم حديث يجب اتباعه. تفسير القرآن العظيم ٣١/٤۔

[روایت نمبر ۳۳۷] حضرت ابن سابطؒ فرماتے ہیں کہ:

لو عُدل بكـاء داود ببكاء أهل الأرض بعد آدم، لعدل بكاء داود ﷺ ببكاء أهل الأرض.

اگر حضرت آدم علیہ السلام کے بعد تمام روئے زمین کے لوگوں کے رونے پر موازنہ کیا جائے تو تمام رونے والوں کے رونے پر حضرت داود علیہ السلام کا رونا زیادہ ہوگا۔

[روایت نمبر ۳۳۸] حضرت عطاء الخراسانیؒ فرماتے ہیں کہ:

أن داود نقش خطيئته في كفِّه لكي لا ينساها. وكان إذا رآها اضطربت يداه.

حضرت داود علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی پر اپنی خطا کا نقش بنوایا تھا تا کہ اس کو بھول نہ سکیں چنانچہ جب اس کو دیکھتے تھے تو آپ کے ہاتھ کانپ جاتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۳۹] حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

سأل داود ربَّه أن يجعل خطيئته في كفه. فكان لا يتناول طعاماً، ولا شراباً، ولا يمدُّ يده إلى شيء إلا أبصر خطيئته فأبكاه.

---

(۳۳۷) أورده الإمام أحمد في كتاب الزهد ۱/۸۵-۸۶ عن علقمة بن مرثد بأطول من هذا، وهو قوله: لو بكى أهل الأرض جميعاً ما عدل دموع داود عليه السلام حين أصاب الخطيئة، ولو أن دموع أهل الأرض ودموع داود عليه السلام جميع، ما عدل دموع آدم حين أهبط من الجنة۔ وقد أورده المؤلف في الرقم (۳۸٦)۔ وانظر قريباً منه تفسير الطبري ۹٦/۲۳۔ ومصنف ابن أبي شيبة رقم (۱۷۳۸٤)- ۹/۱٤۔
وقد علق الألباني على رواية ابن أبي الدنيا بقوله: وهذا هو الصواب موقوف، ورفعه منكر... انظر سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة ۲/۲۰۲۔

(۳۳۸) حلية الأولياء ۱۹٦/۵، تفسير الطبري ۹٤/۲۳، روح المعاني ۱۸٤/۲۳۔

(۳۳۹) حلية الأولياء ۵/۱۹٦۔ تفسير الطبري ۹٦/۲۳۔

قال: فكان ربما أتي بالقدخ ثلثاه ماءٌ فيهريقه! يتناوله، فينظر إلى خطيئته، ولا يضعه على شفته حتى يفيض من دموعه.

حضرت داود علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی خطا کو ان کے ہاتھ میں رکھ دیں چنانچہ جب آپ کھانا کھاتے تھے یا پانی پیتے تھے یا کسی چیز کی طرف ہاتھ اٹھاتے تھے تو اپنی خطا کو دیکھتے تھے اور روتے تھے۔

فرمایا: بسا اوقات ان کے پاس کوئی پیالہ لایا جاتا تھا جس میں دو تہائی پانی بھرا ہوتا تھا اس کو آپ گرا دیتے تھے یا پی لیتے تھے پھر اپنی خطا کی طرف دیکھتے تھے تو پانی اپنے ہونٹوں پر نہیں رکھتے تھے کہ اس سے پہلے آپ کے آنسو گرنے لگ جاتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۴۰] حضرت اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن مَثَل عيني داود عليه السلام كالقِربتين تَنْطِفان ماء. ولقد كانت الدموع خُدِّدت في وجهه كأخدود الماء في الأرض."

قال: فكان ربما أُتن بالقدح ثلثاه ماءٌ فيهريقه! يتناوله، فينظر إلى خطيئه، ولا يضعه على شفته حتى يفيض من دموعه.

قال: يا رب! قَرِح الجبين، ورقأ الدمع، ولا أرى خطيئتي تُذكر.

فقيل له: يا داود أجائع فتُطعم، أم ظمآن فتُسقى، أم مظلوم فتنصر؟

قال: فنحب نَحبة هاج ما هناك.

قال: فغُفر له عند ذلك.

(٣٤٠) لم أره فيما بين يدي من كتب الحديث۔ وقد أورده الخازن في تفسيره (ضمن مجموعة من التفاسير) ٢٧٦/٥ عن الأوزاعي كذلك بلفظ: " إن مثل عيني داود عليه الصلاة والسلام، كالقربتين ينقطان ماءً، ولقد خدّت الدموع في وجهه كخديد الماء في الأرض"۔

حضرت داود علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کی مثال ان دو مشکوں کی طرح ہے جن سے پانی گرتا ہو، حضرت داود علیہ السلام کے آنسوؤں نے ان کے چہرے میں جھریاں ڈال دی تھیں جیسا کہ پانی زمین میں گڑھے ڈال دیتا ہے۔

[روایت نمبر ۳۴۱] حضرت یونس بن خبابؒ فرماتے ہیں کہ:

خرّ داود أربعين يوماً ساجداً، حتى نبت العشب حوله.

حضرت داود علیہ السلام چالیس دن تک سجدے میں رہے حتیٰ کہ آس پاس گھاس اُگ آئی تھی عرض کیا یارب ماتھا زخمی ہوگیا اور آنسو بہہ پڑے اور میں نہیں دیکھتا کہ میری خطا کو یاد کیا جائے گا تو ان سے کہا گیا اے داود! اگر آپ بھوکے ہیں تو آپ کو کھانا کھلایا جائے اور اگر پیاسے ہیں تو پانی پلایا جائے اور اگر دلیر ہیں تو آپ کی مدد کی جائے تو آپ یہ سن کر بہت زور سے رونے لگے اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان کی بھی چیخیں نکل گئیں اس وقت حضرت داود علیہ السلام کی بخشش کر دی گئی۔

[روایت نمبر ۳۴۲] حضرت سلیمان تیمیؒ فرماتے ہیں کہ

لم يرفع رأسه حتى قال له المَلَك: أول أمرك ذنب، وآخره معصية؟

قال: فرفع رأسه، فمكث حياتَه لا يشرب شراباً إلا مزجه بدموعه، ولا يأكل طعاماً إلا بلّه بدموعه، ولا يضطجع على فراش

---

(٣٤١) أورده ابن قدامة في الرقة والبكاء عند أول الحديث عن داود عليه السلام۔ وأرده قريباً من هذه الرواية الثعلبي في عرائس المجالس ص ٢٨٢-٢٨٣، وابن جرير والطبري في تفسيره ٩٦/٢٣، والآلوسي في روح المعاني ١٨٤/٢٣۔

(٣٤٢) أورده أبو نعيم في حلية الأولياء ٣٩/٤۔
وفي كتاب الزهد للإمام أحمد ١٣٦/١ عن وهب بن منبه: إن داود ﷺ لما أصاب الذنب لم يطعم طعاماً قط إلا ممزوجاً بدموع عينيه، ولم يشرب شراباً إلا ممزوجاً بدموع عينيه۔

إلا اغراه، أو أعراه- شكّ ابن المبارك- بدموعه. فانهرم. فكان لا يُدفئه لحاف!

حضرت داود علیہ السلام نے اپنا سر نہیں اٹھایا حتیٰ کہ فرشتوں نے کہا کہ آپ کے معاملے کا آغاز گناہ اور انجام نافرمانی سے تو حضرت نے اپنا سر اٹھایا اور پھر اپنی ساری زندگی پانی نہیں پیتے تھے مگر کچھ پانی میں بھی آنسو گر جاتے تھے اور کبھی کھانا نہیں کھاتے تھے مگر کھانے کو آپ کے آنسو تر کر دیتے تھے اور کسی بستر پر نہیں سوتے تھے مگر بستر بھیگ جاتا تھا۔ ابن مبارک کو اس روایت میں شک ہے کہ راوی نے یہاں آنسوؤں کے لفظ کا ذکر نہیں کیا ہے پھر وہ آنسو گرتے تھے تو آپ کا لحاف بھی آنسوؤں کو نہیں روک سکتا تھا۔ یعنی آنسو لحاف سے گزر کر نیچے گرتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۴۳] حضرت سلیمان تیمیؒ فرماتے ہیں کہ

سجد داود أربعين ليلة، حتى دَبِرت جبهته، ودَبِرت ركتباه، ونبت العشب من دموع عينيه.

قال: فأخذ في نحوٍ من الدعاء فقال: يارب! لو شئتَ حجزتني عن الخطيئة.

فلما رأى أنه لا يُستجاب له، أخذ في نحوٍ من النياحة. قال: فرحمه الله.

وقيل له: يا داود ارفع رأسك فقد غُفر لك.

قال: يا رب! كيف تغفر لي وأنت حَكَمٌ عدل؟

فقيل له: أستوهب فلاناً ظُلمك إياه، فيَهبُه لي،فأغفره لك، ثم أعطيه من قِبَلي حتى يرضى.

---

(۳۴۳) أورد ابن قدامة روايتين قريبتين من هذه في الرقة والبكاء عند الحديث عن داود عليه السلام۔

فقال: یا رب الآن علمتُ أنک قد غفرت لي. فرفع رأسه.

حضرت داود علیہ السلام نے چالیس راتیں سجدہ کیا تھا حتیٰ کہ آپ کی پیشانی پر زخم پڑ گیا تھا اور آپ کے گھٹنوں پر بھی اور آپ کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی تھی آپ نے اس طرح کی دعا فرمائی تھی اے پروردگار اگر آپ چاہتے تو میری خطا کے سامنے رکاوٹ بھی بن سکتے تھے پھر جب دیکھا کہ ان کی دعا قبول نہیں ہو رہی پھر آپ نے رونا شروع کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت فرمائی اور کہا گیا اے داود اپنا سر اٹھایئے آپ کی بخشش کر دی گئی تو عرض کیا یا رب آپ مجھے کیسے بخش دیں گے آپ تو عادل حاکم ہیں ان سے فرمایا گیا میں فلاں سے آپ کی زیادتی بخشوا دوں گا وہ میرے لئے بخش دے گا اور پھر میں آپ کی خاطر اس کو بخش دوں گا پھر میں اس کو اپنی طرف سے ایسے انعامات دوں گا جس سے وہ راضی ہو جائے گا۔

تو حضرت داود علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! اب میں نے جانا کہ آپ نے مجھے بخش دیا تب انہوں نے اپنا سر اٹھایا۔

[روایت نمبر ۳۴۴] حضرت سلیمان تیمیؒ فرماتے ہیں کہ

مازال یُرعَدُ بعد ذلک حتی فارق الدنیا. وما وصل إلی أنثی بعد ذلک، وما شرب شراباً إلا مزجه بدموع عینیه.

حضرت داود علیہ السلام کا جسم کانپتا رہا حتیٰ کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے اور اس کے بعد آپ کبھی کسی بیوی سے وصال نہ کر سکے اور نہ ہی کبھی پانی پیا جس کے اندر آپ کی آنکھوں کے آنسو نہ گرے ہوں۔

[روایت نمبر ۳۴۵] حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیرؒ فرماتے ہیں

خرَّ داود أربعین لیلةً ساجداً یبکي، فرفع رأسه وما في جبینه لُحاذة من لحو.

---

(۳۴۴) ورد طرف منه في کتاب الزهد للإمام أحمد ۱/۱۳۶، وحلیة الأولیاء ۲/۳۲۷، وروح المعاني ۲۳/۱۸۴۔ انظر التعلیق علی الفقرة رقم (۳۴۲)۔

حضرت داود علیہ السلام چالیس راتیں سجدے کی حالت میں روتے رہے پھر جب آپ نے اپنا سر اٹھایا تو آپ کی پیشانی پر چمڑا نہیں رہا تھا۔

[روایت نمبر ۳۴۶] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں:

كتبَ داود في كفِّه: داود الخطَّاء.

حضرت داود علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی پر لکھ رکھا تھا داود الخطّاء (داود خطا کار)۔

[روایت نمبر ۳۴۷] حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ

كان يقال: إن داود نقش في كفه خطيئته، فكان إذا رآها اضطربت يداه، وهاجت دموعه.

داود علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی پر اپنی خطیئت کا نقش بنایا تھا جب اس کو دیکھتے تو ہاتھ کانپ جاتے تھے اور آنسو گرنے لگتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۴۸] حضرت حمیدیؒ فرماتے ہیں:

ضاق صدر داود بالخطيئة حتى نقشها في كفه، فكان إذا نظر إليها صرخ كما تصرخ الثكلى.

ایک اور مرتبہ سفیان بن عیینہؒ نے بیان کیا کہ حضرت داود علیہ السلام کا سینہ خطا کی وجہ سے تنگ ہو گیا تھا، گھٹنے لگا حتیٰ کہ آپ نے اپنی اس خطا کا نقش اپنی ہتھیلی پر بنایا اور جب آپ اس کو دیکھتے تھے تو ایسے چیختے تھے جیسے وہ عورت چیختی ہے جس نے اپنا بچہ گم کر دیا ہو۔

[روایت نمبر ۳۴۹] حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ

نقشَ داود خطيئته في كفِّه لكي لا ينساها، فكان إذا رآها اضطربت كفّه.

---

(٣٤٧) انظر في مثل هذا الفقرة رقم (٣٣٨)۔

(٣٤٩) وهو ما رواه عطاء الخراساني أيضاً، كما مرَّ في الرقم (٣٣٨)۔ وهو في تفسير الطبري ٩٤/٢٣، وروح المعاني ١٨٤/٢٣۔

داود علیہ السلام کی خطا کا نقش ان کی ہتھیلی پر تھا تا کہ وہ اس کو بھلا نہ پائیں چنانچہ جب آپ اس کو دیکھتے تھے تو آپ کی ہتھیلی کانپ جاتی تھی۔

[روایت نمبر ۳۵۰] حضرت ابو قدامہ الرملیؒ فرماتے ہیں:

بلغني أن داود قال نصبتُ خطيئتي نَصب عيني، لكي لا أغفلَ عنها، فأقع في غيرها.

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت داود علیہ السلام نے فرمایا میں نے اپنی خطا کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا ہے تا کہ میں اس سے غافل نہ رہوں تا کہ میں کسی اور خطا میں واقع نہ ہوں۔

[روایت نمبر ۳۵۱] حضرت ابن ابی روادؒ فرماتے ہیں:

سجد داود حتى دَبِرت جبهته وكفّاه وركبتاه، وبكى وهو ساجد حتى نبت العشبُ من دموع عينيه، فكان ينادي: يا رب! فيقال له: أجائع فتُطعم؟ أم ظمآن فتُسقى؟ أم عارٍ فتكسىٰ؟ ولا يُذكر بخطيئته.

فكان يزفر الزفرة يهيج العود من العشب، فيحترق ويُحرق ما حوله من العشب!

حضرت داود علیہ السلام نے سجدہ کیا حتیٰ کہ آپ کی پیشانی پر اور ہتھیلیوں پر اور آپ کے گھٹنوں پر بھی زخم آ گیا اور سجدے کی حالت میں اتنا روئے کہ ان کی آنکھوں کے آنسوؤں سے گھاس پیدا ہوگئی اور وہ پکارتے تھے یا رب! یا رب! یا رب! ان سے کہا جاتا کیا آپ بھوکے ہیں کہ آپ کو کھلایا جائے کیا پیاسے ہیں آپ کو پلایا جائے؟ کیا آپ بے لباس ہیں کہ آپ کو کپڑے پہنائے جائیں؟ لیکن ان کی خطا کا ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت داود علیہ السلام خوب روتے تھے اور گرم آہیں نکالتے تھے جس سے لکڑی بھی جل جاتی تھیں اور اس کے آس

پاس کی گھاس بھی۔

[روایت نمبر ۳۵۲] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ

کان داود علیه السلام یبکي حتی یَبُلّ ما بین یدیه من دموعه، ویبکي حتی ینبت العشب من دموعه، ثم یبکي حتی تنقطع قوته!

حضرت داود علیہ السلام اتنا روتے تھے کہ آپ کے آنسوؤں سے سامنے کا حصہ تر ہو جاتا تھا اور اتنا روتے تھے کہ ان کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی تھی پھر اتنا روتے تھے کہ آپ کے رونے کی قوت بھی باقی نہ رہتی۔

[روایت نمبر ۳۵۳] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں:

کان داود إذا قام إلی الصلاة، فرفع صوته، بکی قائماً حتی تجري دموعه إلی الأرض، ثم یرکع، فیبکي راکعاً حتی تسیل دموعه إلی الأرض، فإذا سجد سجد علی .....

حضرت داود علیہ السلام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اپنی آواز بلند کرتے تھے تو کھڑے ہو کر روتے تھے حتیٰ کہ آپ کے آنسو زمین پر بہتے تھے پھر رکوع کرتے تھے تو رکوع میں روتے تھے حتیٰ کہ آپ کے آنسو زمین پر بہتے تھے پھر جب سجدہ کرتے تھے.........

نوٹ: کتاب میں پوری عبارت نہ ہونے کی وجہ سے ترجمہ پورا نہ ہوسکا۔

[روایت نمبر ۳۵۴] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ

کان لداود حشیَّةٌ محشوَّةٌ بالرماد یصلي علیها، فکان یسجد، فیبکي حتی یبتلَّ موضع سجوده. ثم تغلبه الدموع، فتجري حتی تبتلَّ الحشیَّة من تحته.

وکان ینادي في سجوده: قَرِح الجبین، وجفَّت الدمعة،

(۳۵۴) أورده ابن قدامة في کتاب الرقة والبکاء عند الحدیث عن داود علیه السلام۔

وخطيئتي لم تُغفر.

فقيل له: يا داود! أظمآن فتُسقى؟ أجائع فتُطعم؟ أعارٍ فتُكسى؟

قال: فازداد بكاءً على بكائه، وأخذ في الأنين عند منقطع النحيب.

قال: فعند ذلک رُحم، فغُفر له.

حضرت داود علیہ السلام کی ایک چٹائی تھی جو راکھ پر بچھی ہوئی تھی آپ اس پر نماز پڑھتے تھے جب سجدہ کرتے تو روتے تھے حتیٰ کہ آپ کے سجدہ کی جگہ تر ہو جاتی پھر آنسو غالب آجاتے تھے پھر وہ آنسو اتنے بہتے تھے کہ اس چٹائی کے نیچے کا حصہ بھی تر ہو جاتا تھا آپ اپنے سجدے میں یہ دعا کرتے تھے پیشانی زخمی ہوگئی اور آنسو خشک ہو گئے اور میرا گناہ معاف نہ ہوا۔

آپ سے کہا گیا اے داود! کیا آپ پیاسے ہیں کہ آپ کو پلایا جائے؟ کیا آپ بھوکے ہیں کہ آپ کو کھلایا جائے؟ کیا آپ کے پاس لباس نہیں تو لباس دیا جائے؟ تو آپ کا رونا اور زیادہ تیز ہو جاتا تھا اور جب آپ زور سے نہیں رو سکتے تھے تو آہستہ آہستہ روتے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے رحمت فرمائی اور آپ کی بخشش فرما دی۔

[روایت نمبر ۳۵۵] حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں کہ

أن داود حشا سبعة فُرُش بالرماد، ثم بكى حتى أنفذ بها دموعَه!

حضرت داود علیہ السلام نے اپنے سات بستروں کو راکھ سے بھرا تھا، پھر روتے تھے حتیٰ کہ آنسو ان سب کے نیچے سے گزر رہے ہوتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۵۶] حضرت عمر بن ذر اپنے والد ذر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

لـمّا تاب الله على داود، جعل يومًا لقضائه، ويوماً لنسائه، ويوماً

(۳۵۵) لـفـظه بالسند السابق في حلية الأولياء ۳۲۷/۲: اتخذ داود سبع حشايا من شعر وحشاهن من الرماد، ثم بكى حتى أنفذها دموعاً۔ ولم يشرب داود شراباً إلا ممزوجاً بدموع عينيه۔ وهو في روح المعاني أيضاً ۱۸۴/۲۳۔

لبكائه. وأمر بفرش مُسوح، فقُطعت وحُشيت له بالرماد، وكَتب خطيئته في كفِّه لئلّا ينساها. فكان إذا استسقىٰ فأخذ... فنظر إلى خطيئته بكى حتى يملأ إناءه. وخلط طعامه بالرماد، فكان يجلس يوم بكائه على فرشه، وينزل إليه أربعة آلاف عابد يبكون معه، فكان يبكي حتى يَبُلَّ فراشه، وتصل دموعه إلى الأرض تحت فرشه!

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام کی توبہ کو قبول فرمایا تو آپ نے ایک دن فیصلوں کے لئے مقرر کیا ایک دن اپنے گھر والوں کے لئے اور ایک دن رونے کے لئے چنانچہ آپ نے ایک ٹاٹ کا فرش بچھانے کا حکم دیا چنانچہ اس کو کاٹا گیا اور اس میں راکھ کو بھرا گیا، آپ نے اپنی خطا کو اپنی ہتھیلی پر لکھا تا کہ بھول نہ جائیں چنانچہ جب آپ پانی پیتے تھے اور (پیالے) کو لیتے تھے تو اپنی خطا کی طرف دیکھتے تھے تو روتے تھے حتیٰ کہ ان کا برتن آنسوؤں سے بھر جاتا تھا اور ان کا کھانا راکھ سے مل جاتا تھا اور جب آپ دن کو اپنے بستر پر رونے کے لئے بیٹھتے تھے اور آپ کے ساتھ چار ہزار عبادت گزار بھی بیٹھ کر روتے تھے تو حضرت داود کا بستر بھیگ جاتا تھا اور (آنسو) بستر کے نیچے زمین تک پہنچ جاتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۵۷] حضرت ابو سعید فرماتے ہیں:

أن داود دعا غلاماً له يقال له شمعون، فنزع عنه ثياب المُلک، وألبسه حُوذياً، وربط وسطه بشريط وقال: قُدْني الآن كما يُقاد المُريب إلى العقوبة.

قال: فقاده إلى المحراب، فخرَّ ساجداً.

حضرت داود علیہ السلام نے اپنے ایک غلام کو بلایا جس کا نام شمعون تھا۔ اس نے آپ کے اوپر سے شاہی لباس اتارا اور ہلکا لباس پہنا دیا اور کسی ڈوری سے آپ کے درمیان کو باندھ دیا اور فرمایا کہ مجھے ایسے لے جاؤ جیسے کسی گناہ گار کو

سزا کی طرف لے جایا جاتا ہے چنانچہ وہ ان کو محراب کی طرف لے جاتے تھے حتیٰ کہ آپ سجدے میں گر جاتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۵۸] حضرت ابوالعاتکہؒ فرماتے ہیں کہ

كان من قول داود:

سبحان خالق النور!

إلهي إذا ذكرتُ رحمتك ارتدَّ إليَّ روحي.

سبحان خالق النور!

إلهي خرجتُ أسأل أطباء عبادك أريد أن يداووا خطيئتي، فكلُّهم عليك يدلُّني.

حضرت داود علیہ السلام یہ کلمہ کہا کرتے تھے: سبحان خالق النور! إلهي اذا ذكرتُ خطيئتي صناقت على الارض برجها۔

وَ اِذَا ذَكَرتُ رَحْمَتَكَ اِرْتَدَّ اِلَيَّ رُوحِي . سُبْحَانَ خالِقَ النور.

اِلٰهِي خَرَجتُ اَسْاَلُ اَطِبَّاءِ عِبادِكَ اُرِيدُ اَنْ يُدَاووا خَطِيْئَتِي فَكُلُّهُمْ عَلَيكَ يَدُ لُّنِي.

ترجمہ: اے نور کے پیدا کرنے والے آپ پاک ہیں اے میرے الٰہی جب میں اپنی خطا کو یاد کرتا ہوں تو مجھ پر زمین فراخ ہونے کے باوجود تنگ ہو جاتی ہے اور جب میں آپ کی رحمت کو یاد کرتا ہوں تو میری طرف میری روح لوٹ آتی ہے۔ اے نور کے پیدا کرنے والے اے میرے معبود میں نکلا تھا کہ تیرے بندوں کے طبیبوں سے پوچھوں مقصد یہ تھا کہ وہ میرے خطا کی دوا دیں تو ان سب نے مجھے آپ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

---

(۳۵۸) أورده موفق الدين بن قدامة في كتاب الرقة والبكاء عند الحديث عن داودؑ عليه السلام۔

[روایت نمبر۳۵۹] حضرت صفوان بن محرزؒ فرماتے ہیں:

كان لداود يومٌ يتأوَّه فيه فيقول: أوه من عذاب الله! أوه من عذاب الله قبل ألّا أوه.

قال: فذكرها صفوان في مجلسه ذات يوم، فغلبه البكاء، فقام.

حضرت داود علیہ السلام کا ایک دن رونے کے لئے تھا جس میں آپ یہ کلمات کہتے تھے اَوَّهْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ! اَوَّ ہ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ لَا اَوَّهْ اللہ کے عذاب سے پناہ اللہ کے عذاب سے پناہ ہو پہلے اس کے کہ ہم آہ وزاری نہ کرسکیں تو حضرت صفوان نے اپنی مجلس کے اندر یہ ذکر کیا تو ان پر بھی رونا غالب آ گیا اور وہ (مجلس سے) اٹھ گئے۔

[روایت نمبر۳۶۰] حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں:

كان داود إذا ذكر عذاب الله تخلّعت أوصاله، لا يشدُّها إلا الأسر. فإذا ذكر رحمة الله تراجعت.

جب داود علیہ السلام اللہ کے عذاب کو یاد کرتے تھے تو آپ کے جوڑ جدا ہو جاتے تھے ان کو سوائے پٹیوں کے اپنی جگہ پر نہ لاتی تھی پھر جب اللہ کی رحمت کو یاد کرتے تھے تو اپنی حالت پر آ جاتے تھے۔

[روایت نمبر۳۶۱] حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں:

كان داود يذكر ذنوبه، فيخافُ اللهَ منها خوفاً تفرَّج أعضاؤه من مواضعها. ثم يذكر عائدةَ الله ورأفتَه على أهل الذنوب، فيرجع كل عضو إلى مكانه!

حضرت داود علیہ السلام اپنے گناہوں کو یاد کرتے تھے تو ان سے اللہ کا خوف

---

(۳۵۹) حلية الأولياء ۲۱۵/۲، مختصر قيام الليل للمقريزي ص ۱۴۶۔
(۳۶۰) حلية الاولياء ۳۲۸/۲، عرائس المجالس ص۲۸۶، تفسير الخازن (فمن مجموعه من التفاسير) ۲۷۷/۵۔

کھاتے تھے جن سے آپ کے اعضاء اپنی جگہ سے ہٹ جاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ کی اس محبت اور رحمت کو یاد کرتے جو گنہگاروں پر ہوگی تو ہر عضو اپنی جگہ پر آجاتا تھا۔

[روایت نمبر۳۶۲] حضرت ابو عطافؒ فرماتے ہیں:

كان داود إذا أخذ الإناء بيده ليشرب، بكى حتى يفيض الإناء من دموعه!

جب داود علیہ السلام اپنے ہاتھ میں پینے کے لئے برتن لیتے تھے تو روتے تھے حتیٰ کہ برتن میں آپ کے آنسو گر جاتے تھے۔

[روایت نمبر۳۶۳] حضرت مجاہد فرماتے ہیں:

كان داود عليه السلام يؤتى بالإناء ليشرب، فما يشرب إلا ثلثه أو نصفه، ثم يذكر خطيئته، فينتحب النَّحبة تنكاد مفاصله يزول بعضها من بعض، ثم ما يُتمُّه حتى يملأه من دموعه.

جب حضرت داود علیہ السلام کے پاس کوئی برتن پانی پینے کے لئے لایا جاتا تو آپ اس کا ایک تہائی یا آدھا حصہ نہیں پی چکے ہوتے تھے اگر خطا یاد آجاتی تو خوب روتے تھے حتیٰ کہ آپ کے جوڑ ایک دوسرے سے جدا ہونے لگتے تھے پھر وہ اپنا پانی پورا نہیں پی چکے ہوتے تھے وہ برتن آنسوؤں سے بھر جاتا تھا۔

[روایت نمبر۳۶۴] حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

لمَّا أصاب داود الخطيئته، كثر بكاؤه حتى فسدت فُرشه، فأمر عليه السلام، فجعل حشو فرشه الرماد. وكان قد أمر صاحب شرابه ألَّا يأتيه بشرابه إلا نصف الإناء! فكان إذا أتاه به وضعه عليه راحته، ثم يذكر خطيئته، فيبكي حتى يمتلىء الإناء، ويفيض من الدموع فوق الإناء، ثم يشرب!!

(۳۶۳) انظر أيضاً في الرقة و البكاء الفقرة رقم (۳۳۹)-

جب حضرت داود علیہ السلام سے خطا ہوئی تو آپ بہت روتے تھے حتیٰ کہ بستر سارے بھیگ جاتے تھے آپ نے حکم دیا کہ ان کے بستر کے اندر راکھ بھر دی جائے اور اپنے پانی پلانے والے کو حکم دیا تھا کہ ان کے پاس آدھا برتن پانی کا لے کر آئے چنانچہ جب وہ اس پانی کو لے کر آتا تھا اور وہ اپنی ہتھیلی پر رکھتے تھے تو ان کو خطا یاد آجاتی تھی تو وہ روتے تھے حتیٰ کہ وہ برتن بھر جاتا تھا اور اوپر سے آنسو کے قطرے گر رہے ہوتے تھے اور آپ پانی پی رہے ہوتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۶۵] حضرت اسمٰعیل بن عبیدؒ فرماتے ہیں:

کان داود إذا عُوتب في كثرة البكاء قال: دعوني أبكِ قبل يوم البكاء، قبل احتراق العظام واشتعال اللحى، قبل أن يُؤْمَر [بي] ملائكة غِلاظٌ شداد لا يَعصون الله ما أمرهم و يَفعلون ما يُؤْمَرونة.

حضرت داود علیہ السلام کو عتاب کیا گیا تو آپ کثرت سے روئے تھے اور فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو میں رونے کے دن سے پہلے رولوں۔ ہڈیوں کے جلنے سے پہلے اور ڈاڑھی کے سفید ہونے سے پہلے پہلے اس کے شدید طاقتور فرشتوں کو میرے متعلق جو اللہ کے حکم میں نافرمانی نہیں کرتے اور جو ان کو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں ان کو میرے بارے میں حکم دیا جائے۔

[روایت نمبر ۳۶۶] حضرت ولید بن مسلمؒ اپنے بعض دوستوں سے نقل کرتے ہیں:

أن داود كان مما يذكر خطيئته فيضيق بها، ويخرج من جبال بيت المقدس سائحاً، فيخرج إليه عُبَّاد بني إسرائيل من الغِيرن كأنهم الشِّنان، فيقول داود: إليكم إليكم، إنما أريد كل خطَّاء يبكي على خطيئته.

قال: فيتبعونه، ويبكون ببكائه.

(۳۶۵) کتاب الزهد للإمام أحمد ۱/۱۳۵۔

کہ داود علیہ السلام جب اپنی خطا کو یاد کرتے تھے تو ان کا سینہ گھٹنے لگتا تھا اور بیت المقدس کے پہاڑوں میں گھومنے کے لئے نکل جاتے تھے تو بنی اسرائیل کے عبادت گزار زمین کے نچلے علاقوں سے آپ کے پاس آتے تھے گویا کہ وہ پرانے چھوٹے مشکیزے ہیں تو ہمیں داود علیہ السلام فرماتے مجھ سے ہٹ جاؤ بے شک ہر خطا کار اپنی غلطی پر رویا کرتا ہے چنانچہ وہ بھی آپ کی اتباع میں آپ کے رونے کی وجہ سے روتے رہتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۶۷] حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرمایا:

كانت لداود سجدة في آخر الليل، يبكي فيها، فإذا كان ذلك، لم تبق دابّةٌ في برٍّ ولا بحرٍ إلا أنصتَ له، يستمعن صوته ويبكين!

داود علیہ السلام کا ایک سجدہ رات کے اخیر میں ہوتا تھا جس میں آپ روتے تھے جب وہ اسی سجدے میں ہوتے تھے تو سمندر اور خشکی کا کوئی جانور ایسا نہیں ہوتا تھا مگر وہ سب ان کے رونے پر خاموش ہو جاتے تھے ان کی آواز کو سنتے تھے اور روتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۶۸] حضرت یحییٰ بن ابی کثیرؒ فرماتے ہیں:

لمّا أصابَ داود الخطيئة، نفرت الوحش من حوله، فنادى، إلهي! رُدَّ عليَّ الوحشَ كي آنسَ بها.

فردَّ الله عليه الوحش، فأحطن به، وأصغين بأسماعهن نحوه.

قال: ورفع صوته يقرأ الزَّبور، والبكاء على نفسه، فنادينه: هيهات هيهات يا داود، ذهبت الخطيئة بحلاوة صوتك!

جب داود علیہ السلام سے خطا ہوئی تو جانور بھی آپ کے آس پاس سے ہٹ گئے انہوں نے آواز دی اے میرے اللہ! ان جانوروں کو میرے پاس واپس کر

---

(۳۶۸) تفسير الخازن (ضمن مجموعة من التفاسير) ۵/۲۷۷۔

دیجئے تاکہ میں ان سے انس حاصل کروں تو اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو ان کے پاس بھیج دیا وہ سب ان کے پاس جمع ہوتے تھے اور اپنے کان حضرت داود علیہ السلام کی طرف لگا دیتے تھے۔ فرمایا: کہ حضرت داودؑ اونچی آواز میں زبور پڑھتے تھے اور اپنے آپ پر روتے تھے اور وہ جانور آپ کو آواز دیتے تھے اے داود! بہت خوب' بہت خوب آپ کی آواز کی مٹھاس کی وجہ سے خطا مٹ گئی۔

[روایت نمبر ۳۶۹]

في قوله: ﴿يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ﴾. قال: نُوحي معه، و ﴿الطَّيْرَ﴾: تُسْعِدک علی ذلک.

فکان إذا نادی بالنیاحة أجابته الجبال بصداها، وعکفت الطیر علیه من فوقه. قال: فصدی الجبال الذي تسمعه من ذاک!

حضرت وہب بن منبہؒ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان یَا جِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اے پہاڑو! تم بھی حضرت داود علیہ السلام کے ساتھ نوحہ کرو اور الطیر (پرندے) اور پرندے بھی داود علیہ السلام کی اس پر مدد کریں چنانچہ جب حضرت داود روتے تھے تو آپ کو پہاڑ بھی جواب دیتے تھے اور پرندے بھی آپ کے اوپر آ کر سایہ کرتے تھے تو وہ پہاڑ جنہوں نے سنا تھا آپ کی آواز سن کر پھٹ گئے۔

[روایت نمبر ۳۷۰] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں:

کان داود إذا قرأ، تصرّعت الطیرُ حوله، ووقفت المیاه التي تجري، لحسن صوته. وکان یبکي حتی یَنْبُتَ العشب حوله.

جب حضرت داود علیہ السلام زبور پڑھتے تھے تو آپ کے آس پاس کے پرندے بے ہوش ہو جاتے تھے اور بہنے والا پانی رک جاتا تھا آپ کی آواز کے خوبصورت ہونے کی وجہ سے اور آپ اتنا روتے تھے کہ آپ کے آس پاس گھاس پیدا ہو جاتی۔

[روایت نمبر ۳۷۱] حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ

بلغني أن داود كان إذا رفع صوته، عكفت الوحوش والسِّباع حول محرابه، حتى يموت بعضُها هَزْلًا قبل أن يفارقه!

جب حضرت داود علیہ السلام اپنی آواز کو اونچا کرتے تھے تو جانور اور درندے آپ کی محراب (نماز کی جگہ) کے پاس آ جاتے تھے حتیٰ کہ وہاں سے جانے سے پہلے مرجاتے تھے۔

[روایت نمبر۳۷۲] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں:

كان داود عليه السلام إذا رفع صوته بالزبور، لم يسمعه شيءٌ إلا حجل.

قال محمد: فقلت لمجشِّر: ما حَجَل؟

قال: كهيئة الرقص.

جب حضرت داود علیہ السلام زبور کو اونچی آواز میں پڑھتے تھے تو ان کی آواز کو جو چیز بھی سنتی تھی حرکت میں آ جاتی تھی۔ محمدؒ فرماتے ہیں: میں نے مجشِّرؒ سے پوچھا اس کا کیا معنی ہے کیا مطلب ہے؟ فرمایا: کہ وہ حرکت میں آ جاتی تھی یعنی رقص کی صورت میں آ جاتی تھی۔

[روایت نمبر۳۷۳] حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں:

كان داود إذا رفع صوته بقراءة الزبور، تركت الطيرُ أوكارها، ثم عكفت عليه حول محرابه حتى تُصرَّع من قراءته.

وكان يبكي حتى تجري دموعه على الأرض.

وكان إذا أتي بالشراب بكى حتى يَمْزُجَ شرابه بدموعه!

کہ حضرت داود علیہ السلام جب زبور کو اونچی آواز میں پڑھتے تھے تو پرندے اپنے گھونسلے چھوڑ دیتے تھے اور آپ کی محراب کے آس پاس آ کر بیٹھ جاتے تھے حتیٰ کہ ان کی زبور کی تلاوت کو سن کر بے ہوش ہو جاتے تھے اور حضرت

داود علیہ السلام اتنا روتے تھے کہ آپ کے آنسو زمین پر بہتے تھے اور جب ان کے پاس پینے کی چیز لائی جاتی تھی اور آپ روتے تھے تو آپ کے آنسو آپ کے پینے کی چیز میں مل جاتے تھے۔

[روایت نمبر۳۷۴] حضرت مضرؒ فرماتے ہیں:

كان داود إذا قرأ، ماتت الوحوش هَزْلًا حول محرابه، من حسن صوته!

جب حضرت داود علیہ السلام زبور پڑھتے تھے تو درندے آپ کے آس پاس جمع ہو جاتے تھے اور ان کی خوبصورت آواز سن کر مر جاتے تھے۔

[روایت نمبر۳۷۵] حضرت قثمؒ فرماتے ہیں:

كان داود إذا قرأ تركت الطيرُ أوكارها، وتركت الوحوش أوطانها، حتى تُحيط به.

قال: فربما مُوِّتت هَزْلًا من قراءته!

حضرت داودؑ جب زبور پڑھتے تھے تو پرندے اپنے گھونسلے چھوڑ دیتے تھے اور وحشی جانور اپنی کچھاڑیں چھوڑ دیتے تھے حتیٰ کہ آپ کے ارد گرد بیٹھ جاتے تھے اور بہت سے جانور آپ کی زبور کی تلاوت پر مر جاتے تھے۔

[روایت نمبر۳۷۶] حضرت شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں:

كان داود يُسمَّى النوَّاح.

حضرت داود علیہ السلام کو نوّاح (یعنی خوب رونے والے) کا نام دیا گیا تھا۔

[روایت نمبر۳۷۷] حضرت محمد بن خوّاتؒ فرماتے ہیں:

أن داود لما أطال البكاء على نفسه قيل له: اذهب إلى قبر زوج المرأة، فاستوهب ما صنعت.

---

(۳۷۷) انظر عرائس المجالس للثعلبي ص ۲۸٤۔

فأتى القبر، وأَذِنَ الله لصاحب القبر أن يتكلم، فنادى: يا أوريا! أنا داود، لک عندي مَظْلِمة.

قال: قد غفرتها لک.

فانصرف وقد طابت نفسه.

فأُوحي إليه أن ارجع فبيِّنْ له الذي صنعت.

فرجع، فأخبره، فناداه صاحب القبر: يا داود! هكذا تفعل الأنبياء؟

کہ جب داود علیہ السلام اپنے آپ پر بہت روئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اس عورت کے خاوند کی قبر کی طرف چلے جائیں۔ اور جو آپ کو ہوا ہے وہ بخشوالیں تو آپ قبر پر آئے تو اللہ تعالیٰ نے قبر والے کو اجازت دے دی کہ وہ بات کریں تو حضرت داود علیہ السلام نے پکارا اے اوریا! میں داود ہوں' میری طرف سے تجھ پر ایک زیادتی ہوئی ہے تو اوریا نے کہا میں نے وہ زیادتی آپ کو معاف کر دی۔

تو حضرت داود جب واپس لوٹے تو ان کا دل خوش تھا تو حضرت داود کی طرف وحی کی گئی آپ واپس جائیں اور جو آپ نے کام کیا ہے قبر والے کو بتائیں چنانچہ حضرت داود واپس گئے اور اس کو بتایا تو قبر والے نے کہا اے داود! کیا انبیاء ایسا کرتے ہیں؟

فائدہ: یہ بات بھی اسرائیلیات میں سے ہے۔ انبیاء کرام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

ہمارا اہلسنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے ہم کسی بھی نبی کی طرف کسی بھی گناہ کی نسبت نہیں کرتے۔

[روایت نمبر ۳۷۸] حضرت ابو عمران الجونیؒ فرماتے ہیں:

قال داود: إلهي أصبح عدوُّک الشيطان يعيِّرني، يقول: يا

---

(۳۷۸) حلية الأولياء ۳۱۳/۲۔

داود أين كان ربُّك حين واقعتَ الخطيئة؟

داود علیہ السلام نے دعا کی اے الٰہی تیرا دشمن شیطان مجھے عار دلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داود جب آپ خطا میں گرے تھے اس وقت آپ کا رب کہاں تھا؟

[روایت نمبر ۳۷۹] حضرت معاذ بن زیاد تمیمیؒ فرماتے ہیں:

لما أصاب داود الخطيئة، جعل يَفزَعُ إلى العُبَّاد، فيبكي إليهم في رؤوس الجبال ويبكون إليه.

فأتى على رجلٍ منفرداً، فناداه. أنا داود نبيُّ الله، صحبُ الخطيئة، أوَما بلغك أيها الرجل؟

فبكى الرجلُ بكاءً شديداً، ثم قال: يا داود قد بلغتْ خطيئتُك إلى العظاءة في جُحُرها، فكيف لم تبلغ بني إسرائيل؟

فبكى داود، وخرَّ ساجداً.

فلم يزل يبكي حتى نبت العشبُ من دموعه!

جب حضرت داود علیہ السلام سے خطاء ہوئی تو گھبراہٹ کی وجہ سے بندوں کی طرف جاتے تھے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر روتے تھے اور لوگ ان کی وجہ سے روتے تھے جب حضرت داود علیہ السلام تنہا آدمی کے پاس گئے اس کو پکار کر کہا میں اللہ کا نبی داود ہوں جس سے خطاء ہوئی ہے کیا تمہیں خطاء کی یہ بات پہنچی ہے تو وہ آدمی بہت رویا پھر کہا اے داود! آپ کی خطا اپنے بل میں پڑے ہوئے جانور کو بھی پہنچی ہے تو بنو اسرائیل کو کیسے نہیں پہنچی ہوگی تو حضرت داود رو پڑے اور سجدے میں چلے گئے اور روتے ہی چلے گئے حتیٰ کہ آن کے آنسوؤں سے گھاس اگ آئی تھی۔

[روایت نمبر ۳۸۰] حضرت مالک بن دینارؒ سے وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ

(۳۷۹) أورده موفق الدين بن قدامة في كتابه الرقة والبكاء عند الحديث عن داود عليه السلام۔

وَحُسْنَ مَاٰبَ. کی تفسیر میں مروی ہے:

إذا كان يوم القيامة، أُمِرَ بمنبرٍ رفيع، فوُضع في الجنة، ثم نودي: يا داود مجِّدني بذاك الصوت الحسن الرخيم الذي كنتَ تمجِّدني به في الدنيا.

قال: فيستفرغ صوتُ داود جميعَ نعيمِ الجنان. فذلك قوله: ﴿وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبَ﴾

جب قیامت کا دن ہوگا ایک منبر کا حکم دیا جائے گا۔ جسے جنت میں رکھا جائے گا پھر پکارا جائے گا اے داود! میری اس خوبصورت ترنم والی آواز کے ساتھ تعریف کیجئے جس کے ساتھ آپ دنیا میں میری تعریف کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت داود علیہ السلام کی آواز تمام جنتیوں تک پہنچے گی۔

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی مَاٰبَ. کی یہی تفسیر ہے۔

[روایت نمبر ۳۸۱] حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں:

لمَّا أصاب داود الخطيئة، اعتزل النساء، ولزم العبادة، حتى سقط.

جب حضرت داود علیہ السلام سے خطا ہوئی تو بیویوں سے الگ ہو گئے اور عبادت میں لگ گئے حتیٰ کہ کمزور ہو کر بے طاقت ہو گئے۔

[روایت نمبر ۳۸۲] حضرت سلیمان تیمیؒ فرماتے ہیں:

لم يجامع داود امرأة بعد الذي كان منه.

اپنے اس عمل کے بعد حضرت داود علیہ السلام نے اپنی کسی بیوی کے ساتھ صحبت نہیں فرمائی تھی۔

[روایت نمبر ۳۸۳] حضرت امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں:

---

(۳۸۰) أورده ابن كثير في تفسيره بألفاظ متقاربة ۳۲/٤، والآلوسي في تفسيره ۱۸٤/۲۳-۱۸۵۔

(۳۸۱) روح المعاني ۱۸٤/۲۳۔

کان داود إذا بكىٰ نفسَه عكفتِ الوحوش حوله، حتى يموت بعضا هَزُلًا.

حضرت داود علیہ السلام جب اپنے آپ کو روتے تھے تو وحشی جانور بھی آپ کے آس پاس آ کر ٹھہر جاتے تھے حتیٰ کہ بہت سے جانور آپ کے رونے کو سن کر مرجاتے تھے۔

[روایت نمبر۳۸۴] حضرت عثمان بن ابوالعاتکہؒ فرماتے ہیں:

کان داود يقول: ربِّ اغفر للخطّائين، كما يُغفَر لداود معهم.

سبحان خالق النور!

إلهي! أخطأتُ خطيئة قد خفتُ أن يجعل حصادها يوم القيامة عذابك، إن لم تغفرها لي.

سبحان خالق النور!

إلهي! خرجتُ أسأل أطباء عبادك أن يداووا لي خطيئتي، فكلُّهم عليك يدلُّني.

حضرت داود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے رب خطا کرنے والوں کی بخشش کردیجئے تاکہ داودؑ کی بھی ان کے ساتھ بخشش ہوجائے۔

تیری ذات پاک ہے نور کو پیدا کرنے والی ہے۔ اے الٰہی مجھ سے خطا ہوگئی ہے جس سے میں روتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو قیامت کے دن اس کا انجام عذاب کی صورت میں نہ ہو تو پاک ہے نور کو پیدا کرنے والا ہے اے میرے مولا میں تیرے بندوں کے طبیبوں کے پاس نکلا تھا کہ وہ میری خطا کا علاج کریں تو ان سب نے آپ کی صرف مجھے اشارہ کیا۔

---

(۳۸۴) ورد الجزء الأخير سابقاً في الرقم (۳۸۵)۔ وانظر الجزء الأول في عرائس المجالس ص ۲۸٦۔

[روایت نمبر ۳۸۵] حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

لمَّا أصاب داود الخطيئة، خرَّ لله ساجداً أربعين يوماً، حتى نبت من دموع عينيه من البقل ما غطَّى رأسه، فنادى: ربِّ قَرِحَ الجبين، وخمدت العين، وداود لم يرجع إليه في خطيئته شيء.

فنودي: أجائعٌ فتُطعم؟ أم مريضٌ فتُشفى؟ أم مظلوم فتُنصر؟

قال: فنحب نحبة هاج ما حوله. فعند ذلك تيبَ عليه.

قال: وكانت خطيئتُه في كفِّه يقرؤها.

قال: وكان يؤتى بالإناء ليشرب، فما يشرب إلا ثلثه، أو نصفه، ثم يذكر خطيئته، فينتحب النحبة، تكاد مفاصله يزول بعضها من بعض. ثم ما يتمُّه حتى يملأه من دموعه!

قال: وكان يقال: إن دمعة داود تعدل دمعة الخلائق، ودمعة آدم تعدل دمعة داود ودمعة الخلائق!!

جب حضرت داود علیہ السلام سے خطا ہوئی تو آپ چالیس دن سجدے میں پڑے رہے حتیٰ کہ آپ کی آنکھوں کے آنسوؤں سے سبزی اگی جس نے آپ کے سر کو ڈھانپ رکھا تھا پھر پکارا اے پروردگار! پیشانی زخمی ہوگئی ہے اور آنکھیں کمزور پڑ گئی ہیں اور داود کی یہ حالت ہے کہ کوئی چیز اس کی خطا کی وجہ سے لوٹ کر نہیں آئی۔

ان کو نداء ہوئی کیا بھوک لگی ہے کہ آپ کو کھانا دیا جائے؟ کیا آپ مریض ہیں کہ شفا دی جائے؟ کیا مظلوم ہیں کہ مدد کی جائے تو آپ خوب روئے حتیٰ کہ آس پاس کے جانور بھی رونے لگے اس وقت آپ کی توبہ کو قبول کیا۔ کہتے ہیں کہ آپ کی خطا آپ کے ہاتھ میں لکھی ہوئی تھی جس کو آپ پڑھا کرتے تھے کہتے ہیں کہ جب کوئی برتن پانی پینے کے لئے لایا جاتا تو وہ اس کا تہائی یا آدھا پانی نہیں پیتے تھے لیکن ان کو خطا یاد آجاتی تھی تو وہ خوب روتے تھے حتیٰ کہ وہ برتن آپ سے

(۳۸۵) يُنظر في هذا أيضاً الرقم (۳۳۷)۔

جدا ہوتا تو وہ برتن آپ کے آنسوؤں سے بھر چکا ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ مشہور ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کے آنسو مخلوقات کے آنسوؤں کے برابر اور آدم علیہ السلام کے آنسو داود علیہ السلام اور ساری مخلوقات کے آنسوؤں کے برابر تھے۔

[روایت نمبر۳۸۶] حضرت ابن سابطؒ فرماتے ہیں:

لو عُدِل بكاء الخلائق ببكاء داود حين أصاب الخطيئة لَعَدَله، ولو عُدِل بكاء الخلائق وبكاء داود ببكاء آدم حين أُخرج من الجنة لَعَدَله.

اگر مخلوقات کے رونے کو داود علیہ السلام کے رونے سے موازنہ کیا جائے جب ان سے خطا ہوئی تو مخلوقات کا رونا حضرت داود کے برابر ہوگا اور حضرت داود کے رونے کو حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے مقابلے میں پیش کیا جائے جب ان کو جنت سے نکالا گیا تو ان سب کا رونا حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے برابر ہوگا۔

[روایت نمبر۳۸۷] حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں:

لمّا أصاب داود الخطيئة قال: ربِّ اغفرلي.

قال: قد غفرتُ لک، وألزمتُ عارها بني إسرائيل!

قال: كيف يا رب وأنت الحكم العدل لا تظلم أحداً؟ أعمل أنا الخطيئة وتُلزم عارها بغيري؟

فأوحى الله إليه: إنک لمّا اجترأتَ عليَّ بالمعصية، لم يعجلوا عليک بالنكرة.

جب حضرت داود علیہ السلام سے خطا ہوئی تو عرض کیا اے میرے رب!

---

(۳۸۶) كتاب الزهد للإمام أحمد ۱/۸۵-۸۶۔ وانظر الرقمين (۳۱۱)، (۳۳۷) من هذا الكتاب۔

مجھے بخش دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھے بخش دیا اور اس کی عار بنی اسرائیل کو لازم کر دی۔ عرض کیا اے رب! کس طرح جب کہ آپ تو انصاف والے حاکم ہیں آپ کسی پر ظلم نہیں کرتے خطا میں کروں اور عار کسی غیر کو دی جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ جب آپ نے میرے سامنے نافرمانی کی جرات کی تو انہوں نے آپ کے سامنے انکار کی جلدی نہیں کی تھی۔

[روایت نمبر ۳۸۸] حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں:

كان داود يختار مُجالسةَ المساكين على غيرهم، ويُكثر البكاء، ثم يقول: ربِّ اغفر للمساكين والخطّائين كي تغفر لي معهم. وكان قبل ذلك يدعو على الخطّائين.

حضرت داود علیہ السلام کو دوسروں کی بجائے مسکینوں کے ساتھ بیٹھنا پسند تھا آپ زیادہ رویا کرتے تھے اور کہتے تھے اے اللہ! مسکینوں کو اور خطا کاروں کو بخش دے تا کہ میری بھی ان کے ساتھ بخشش ہو جائے اس سے پہلے حضرت داود علیہ السلام خطا کاروں پر بددعا کیا کرتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۸۹] حضرت کعبؒ فرماتے ہیں:

قال داود: ربِّ لا انسى خطيئتي، كي أحزن وأبكي عليها، وأستغفرك منها.

حضرت داود علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! میں اپنی خطا کو نہیں بھلاتا تا کہ میں اس پر غم کروں اور روؤں اور آپ سے اس کے متعلق بخشش طلب کروں۔

[روایت نمبر ۳۹۰] حضرت عبید بن عمیرؒ فرماتے ہیں:

كان داود يُرَدِّدُ صوتَه إذا قرأ، يريد بذلك أن يَبكي ويُبكي.

حضرت داود علیہ السلام جب زبور کو پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو بار بار دہراتے

(۳۸۸) انظر عرائس المجالس ص ۲۸۶۔

تھے تاکہ اس کی وجہ سے آپ بھی روئیں اور دوسروں کو بھی رلائیں۔

[روایت نمبر ۳۹۱] حضرت وہب فرماتے ہیں:

لـمّـا أصاب داود الخطيئة، جعل يخرج إلى البراري، فيبكي، وتبكي الوحوشُ معه. ثم يرجع إلى بني إسرائيل، فيبكي، فيبكون معه، ثم يرجع إلى أهله، فيبكي، ويبكون معه.

فلما طال ذلك عليه، لا يُرْجَعُ إليه بشيء، خرَّ ساجداً، فبكى حتى نبت البقل من دموعه. ثم نحب، فهاج العود، فاحترق من زفيره، فنودي: يا داود! أمظلوم فتنصر؟ أعارٍ فتُكسى؟ أظمآن فتُسقى؟ أجائع فتطعم؟

قال: لا، ولكن أوبقتني خطيئتي.

قال: فلم يُرجع إليه بشيء. فجعل يئنُّ في سجوده عند آخر بكائه، ثم انقطع صوته، فكان لا يُسمع له إلا شبه الأنين الخفي.

قال: فعند ذلك رُحم.

جب حضرت داود علیہ السلام سے خطا ہوئی تو آپ جنگلات کی طرف نکل جاتے تھے اور روتے تھے اور جنگلی جانور بھی آپ کے ساتھ روتے تھے پھر بنی اسرائیل کی طرف لوٹ جاتے تھے اور روتے تھے اور بنی اسرائیل ان کے ساتھ مل کر روتے تھے پھر اپنے گھر والوں کے پاس آتے تھے وہاں روتے تھے اور وہ بھی ان کے ساتھ مل کر روتے تھے۔

جب رونا بہت طویل ہو گیا اور رونے کا بظاہر فائدہ نظر نہ آیا تو سجدے میں گر گئے اور روئے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں سے سبزہ اگ آیا پھر روئے حتیٰ کہ

---

(۳۹۱) أورده موفق الدين بن قدامة المقدسي في كتابه "الرقة والبكاء" عندالحديث عن داود عليه السلام۔

لکڑی بھی گرم ہوئی اور آپ کے گرم سانس سے جل گئی اس وقت آواز دی گئی اے داود! مظلوم ہو کہ تمہاری مدد کی جائے؟ کپڑا نہیں ہے کہ تمہیں پہنایا جائے؟ یا پیاسے ہو کہ تمہیں پانی پلایا جائے؟ یا بھوکے ہو کہ تمہیں کھانا کھلایا جائے؟ عرض کیا کہ نہیں لیکن مجھے میری خطا نے ہلاک کر ڈالا ہے پھر جب اس کا کوئی جواب نہ آیا تو اپنے سجدے میں خوب روتے تھے پھر جب ان کی آواز بند ہو جاتی تھی اور ان کی آواز سنائی نہ دی سوائے ہلکی سی آواز کے تو اس وقت ان پر رحم کیا گیا۔

[روایت نمبر۳۹۲] حضرت وہبؒ فرماتے ہیں:

لم يزل داود يبكي حتى أَوَتْ له الوحش، وعكفت عليه الطير، فعند ذلك نادي: إلهي! قد ضاقت عليَّ الأرضُ بِرُحْبها من عُظم ما أتيت إلى نفسي، إلهي! قد قَرِحَ الجبين، وحَنى الصُّلب، وغاضت الدموع، وخطيئتي لم تُغفر لي.

قال: فجعل ينوح على هذا ونحوه.

قال: فعند ذلك رُحم.

حضرت داود علیہ السلام اتنا روئے کہ وحشیوں نے آپ کے پاس آ کر ٹھکانہ بنا لیا اور پرندے آپ کے ساتھ آ کر بیٹھ جاتے تھے اس وقت انہوں نے پکارا اے الٰہی! مجھ پر زمین وسیع ہونے کے باوجود تنگ ہو گئی ہے اس کام کی وجہ سے جو میرا نفس کر چکا ہے۔ الٰہی پیشانی زخمی ہو گئی اور کمر دوہری ہو گئی ہے اور آنسو خشک ہو گئے ہیں اور میری خطا نہیں بخشی گئی اس پر حضرت داود علیہ السلام رویا کرتے تھے تو اس وقت ان پر رحم کیا گیا۔

[روایت نمبر۳۹۳] حضرت بکر بن عبداللہ المزنیؒ فرماتے ہیں:

---

(۳۹۳) العقوبات للمؤلف رقم ۲۱۴۔ وفي آخر الخبر بضع كلمات مطموسة، أكمل من المصدر المثبت۔

مکث داود أربعین یومًا ساجداً یبکي علی خطیئته، حتی نبتَ البقل من دموعه. ثم زفر زفرة فهاج العود.

قال: فنودي: أظمآن فتُسقی؟ أجائع فتطعم؟ أعارٍ فتُکسی؟

قال: فلم یُرْجَعْ إلیه بشيء. فازداد بکاءً حتی انقطع صوته، فکان لا یُسْمَعُ له إلا کهیئةِ الأنین. فعند ذلک غُفر له.

حضرت داود علیہ السلام اپنی خطا پر چالیس دن تک روئے تھے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے سبزہ اگ آیا تھا پھر آپ نے ایک گرم سانس لیا جس سے لکڑی کو بھی آگ لگ گئی اس وقت آواز دی گئی کیا پیاسے ہو کہ پلایا جائے؟ یا بھوکے ہو کہ کھانا کھلایا جائے؟ یا بے لباس ہو کہ کپڑے پہنائے جائیں، کہتے ہیں کہ آپ کو کوئی چیز نہ دی گئی تو آپ روئے حتیٰ کہ آواز بند ہوگئی اور ان کی آواز سنائی نہ دیتی تھی مگر ہلکی ہلکی رونے کی آواز اس وقت ان کی بخشش کر دی گئی۔

[روایت نمبر ۳۹۴] حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:

لـمَّـا أصـاب داود الخطیئة، نقصَ حُسْنُ صوته. فکان یقول: بُحَّ صوتي في صفاء أصوات الصدِّیقین.

جب حضرت داود علیہ السلام سے خطا ہوئی تو ان کی آواز کا حسن کم ہو گیا تو وہ کہا کرتے تھے صدیقین کی آوازوں کی صفائی میں میری آواز بیٹھ گئی ہے۔

[روایت نمبر ۳۹۵] حضرت ابوعبداللہ الشامیؒ فرماتے ہیں:

لمَّا أصاب داود الخطیئة، جعل یبکي إلی بني إسرائیل ویبکون إلیه، ثم یخرج إلی البریة، فیبکي إلی الوحوش وتبکي إلیه، ثم ینوح علی نفسه، فتعکُف علیه الطیر، فتبکي لبکائه.

ثم تضیق به خطیئته، فیسیح في الجبال، فینادي: إلیک رَهِبْتُ

(۳۹۵) أورده ابن قدامة في کتاب "الرقة والبکاء" عند الحدیث عن داود علیه السلام۔

إلهي من عظيم جُرمي. فلا يزال كذلك حتى يُمسي، فيرجع إلى أهله، فيدخل بيتَ عبادته، فلا يزال مصليًا، باكياً، ساجداً.

قال: فأتاه ابنٌ له صغير، فناداه: يا أبتاه! هجمَ الليل، وأُفطر الصائمون.

فقال: يا بني! إن أباك ليس كما كان يكون! إن أباك قد وقع في أمر عظيم! إن أباك عنك وعن عَشائك مشغول.

قال: فرجع الغلام باكياً إلى أمه، فجاء ت المرأة فقالت: يا نبيَّ الله! بأبي أنت وأمي، قد جاء الليل، وحَضَر فِطرُ الصائم، ألا نأتيك بطعامك؟

قال: فناداها من وراء الباب: وما يصنع داود بالطعام بعد ركوب الخطيئة؟

فلم يزل على هذا، حتى غُفر له.

جب حضرت داود علیہ السلام سے خطا ہوئی تو وہ بنی اسرائیل کے پاس جا کر روتے تھے اور وہ حضرت داود علیہ السلام کے سامنے روتے تھے پھر حضرت داود علیہ السلام بیابان کی طرف چلے گئے اور درندوں کے سامنے روتے تھے اور درندے ان کے سامنے روتے تھے پھر یہ اپنے آپ پر روتے تھے اور پرندے آپ کے سر پر جمع ہو جاتے تھے اور ان کے رونے کی وجہ سے پرندے بھی روتے تھے پھر جب آپ کی خطا نے آپ میں زیادہ گھٹن پیدا کی تو آپ پہاڑوں میں چلے گئے اور وہاں پکارتے تھے الٰہی میں اپنے بڑے جرم کی وجہ سے آپ کی طرف دوڑا ہوں اسی طرح سے حضرت داود علیہ السلام سارا دن گزار دیتے تھے حتیٰ کہ شام ہو جاتی تھی پھر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تھے اور اپنے عبادت کے کمرے میں داخل ہو جاتے تھے اور نماز پڑھتے رہتے تھے، روتے رہتے تھے اور سجدے میں رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کے پاس ان کا چھوٹا بچہ آیا اس نے پکارا

اے ابا جان! رات چھا گئی ہے اور روزہ داروں نے روزہ کھول لیا ہے آپ نے فرمایا: اے بیٹے! تیرا باپ ایسا نہیں ہے جیسا پہلے تھا تیرا باپ ایک بڑے کام میں واقع ہو گیا ہے بے شک تیرا باپ تجھ سے اور تیرے شام کے کھانے سے بے پرواہ ہے تو بچہ اپنی ماں کے پاس روتا ہوا واپس آیا تو آپ کو دروازے کے پیچھے سے آواز آئی اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان رات آ گئی ہے اور روزہ دار کا افطار بھی موجود ہے کیا ہم آپ کے پاس کھانا لے آئیں تو آپ نے بیوی کو دروازے کے پیچھے سے آواز دی کہ داود گناہ پر سوار ہونے کے بعد کھانے کا کیا کرے گا چنانچہ حضرت داود اسی حالت پر رہے حتیٰ کہ ان کی بخشش کر دی گئی۔

[روایت نمبر ۳۹۶] حضرت یزید الرقاشیؒ فرماتے ہیں کہ

كان داود إذا بكى تصرَّعت الطير حوله، رحمةً له من طول بكائه.

وكان ينوح على نفسه، ويجول في البراري، يقول: إلهي! خطيئتي خطيئتي، لم تَقِرَّ بي الأرضُ بِرُحْبها. إلهي، إلهي، خطيئتي خطيئتي.

فكان يجول ويبكي.

حضرت داود علیہ السلام جب روتے تھے تو آپ کے آس پاس کے پرندے بے ہوش ہو جاتے تھے آپ کے طویل رونے کی وجہ سے آپ پر ترس کھاتے ہوئے اور آپ اپنی ذات پر روتے تھے اور میدانوں میں گھومتے تھے اور کہتے تھے اے الٰہی! میرا گناہ میرا گناہ اور مجھے زمین وسیع ہونے کے باوجود ٹھکانہ نہیں دے رہی۔ الٰہی الٰہی! میری خطا' میری خطا تو اسی طرح سے وہ گھومتے تھے اور وہ روتے تھے۔

[روایت نمبر ۳۹۷] حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ

كان داود إذا ذكر الخطيئة في الليل، خرج حتى ينظر إلى السماء، ثم يبكي ويقول: إليكَ رفعتُ رأسي يا ساكن السماء

نَظَرَ العبيدِ إلى أربابها يا عامر السماء.

ثم لا يزال يبكي حتى يُصبح.

حضرت داود علیہ السلام جب رات کے وقت خطا کو یاد کرتے تھے تو نکل جاتے حتیٰ کہ جب آسمان کی طرف دیکھتے تھے تو روتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے اپنا سر آپ کی طرف اٹھایا ہے اے آسمانوں میں رہنے والے جس طرح غلام اپنے مالکوں کی طرف دیکھتے ہیں اے آسمان کے آباد کرنے والے پھر روتے تھے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی تھی۔

[روایت نمبر ۳۹۸] حضرت حسنؒ فرماتے ہیں:

كان بكاء داود بعدما غُفرتْ له الخطيئة، أكثرَ من بكائه قبل المغفرة.

فقيل له: أليس قد غُفر لک يا نبيَّ الله؟ قال: فكيف بالحياء من الله؟

حضرت داود علیہ السلام کا رونا بعد اس کے کہ ان کی بخشش کر دی گئی تھی مغفرت والے رونے سے پہلے زیادہ تھا ان سے کہا گیا اے اللہ کے نبی کیا آپ کی بخشش نہیں کر دی گئی فرمایا: اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے رونے کو کیا کیا جائے۔

[روایت نمبر ۳۹۹] حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں:

كان داود يقول: أيها الناس! النساء شجرة مُرَّة، فإذا مررنَ بكم فغضُّوا أعينكم، واذكروا مَعَادكم كي لا تقعوا فيما وقع فيه داود الخاطئ. سبحان خالق النور.

وكان يقول: ربِّ أمِدَّ عيني بالدموع، وجبهتي بالسجود، وركبتي بالركوع، وضَعفي بالقوة، حتى أبلغ رضاک عني. سبحان خالق النور.

حضرت داود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! عورتیں کڑوا درخت ہیں جب وہ تمہارے پاس سے گزریں تو تم اپنی آنکھوں کو نیچے کرلیا کرو اور اپنی آخرت کو یاد کیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم ایسی غلطی میں پڑ جاؤ جس میں داود پڑ گیا تھا اللہ کی ذات پاک ہے نور کو پیدا کرنے والی ہے اور فرمایا کرتے تھے اے میرے رب! میری آنکھوں کو آنسو بہانے میں مدد عطا فرما اور میری پیشانی کو سجدوں کے لئے اور میرے گھٹنوں کو رکوع کے لئے اور میری کمزوری کو قوت کے ساتھ حتیٰ کہ میں اس مرتبہ پر پہنچ جاؤں کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں آپ پاک ہیں نور کے پیدا کرنے والے ہیں۔

[روایت نمبر ۴۰۰] حضرت ہیثم بن جمازؒ فرماتے ہیں:

كان لداود سبعة أفرشة حشوها ليف، فيقعد عليها كل سبعة أيام مرةً، وحوله ثلاثمائة بكّاء، فيبكي حتى تصل دموعه إلى الأرض.

حضرت داود علیہ السلام کے سات بچھونے تھے جن کے اندر کھجور کا کبال بھرا ہوا تھا آپ ہفتے کے سات دنوں میں ایک مرتبہ اس پر بیٹھا کرتے تھے۔

آپ کے پاس تین سو رونے والے ہوتے تھے آپ اتنا روتے تھے کہ آپ کے آنسو زمین تک پہنچ جاتے تھے۔

تنبیہ (۱)

یہ جو حضرت داود علیہ السلام کی خطا کا ذکر ہوا اس سے پہلے باب میں حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کا ذکر ہوا تقریباً یہ قصے بنواسرائیل کی زبان سے اور ان کی کتابوں سے منقول اور ماخوذ ہیں۔ اہل سنت والجماعت اکابر علماء، مفسرین، محدثین نے تقریباً ایسا ہی فرمایا اس لئے اہلسنت والجماعت کا یہی ایمان اور عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور جو روایات

(۴۰۰) انظر في مثل هذا روح المعاني للآلوسي ۱۸۴/۲۳۔

عصمت انبیاء کے خلاف ہیں ہمارا ان پر کسی قسم کا اعتقاد اور یقین نہیں ہے ہم ایسی باتوں کو جھوٹی یا بنی اسرائیل کی روایات کہتے ہیں۔ (امداد اللہ انور)

تنبیہ (۲)

امام ابن ابی الدنیا نے بنی اسرائیل سے منقول ان روایات کو اس کتاب میں جمع کر دیا جن کو اکابر اسلاف نے اپنی سندوں کے ساتھ ذکر کیا تھا اس وجہ سے ہم نے بھی ایسی روایات کا ترجمہ کر دیا ہے ورنہ اہلسنت والجماعت کا چاہے اس زمانے کے ہوں یا متقدمین ان سے یہ باتیں منقول ہوں یا دوسرے سے سب کا عقیدہ یہی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم اور محفوظ ہیں۔

[باب 20]

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے رونے کے واقعات

[روایت نمبر ۴۰۱] حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں:

كان يحيى بن زكريا يبكي حتى بدت أضراسه، فقالت له أمه: لو أذنتَ لي يا بني حتى أتخذ لک قطعتين من لُبود، فأواري بهما أضراسک عن الناظرين.

فقال: أنتِ و ذاک يا أُمَّه.

قال: فاتخذت له قطعتين من لبود، فألصقتهما على خدّيه. فكان يبكي، فتبتقع الدموع، فتجيء أمه، فتعصرهما... دموعه على ذراعها.

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام اتنا روتے تھے کہ ان کی داڑھیں بھی ظاہر ہو جاتی تھیں تو ان کو ان کی والدہ نے فرمایا: اے بیٹے! اگر تم مجھے اجازت دو تو میں تمہارے لئے اون کے یا باموں کے دو کپڑے بنا دیتی ہوں جن سے میں دیکھنے

(٤٠١) وردت أطول من هذه عند ابن قدامة في كتابه "الرقة والبكاء" عند الحديث عن زكريا عليه السلام۔ كما وردت في رواية متشابهة۔ وأطول من رواية ابن قدامة - مرفوعة إلى الرسول ﷺ في عرائس المجالس ص ٣٧٧-٣٧٨۔ وانظر الطرف الأخيرمنها في إرشاد العباد إلى سبيل الرشاد للمليباري ص ١٩١-١٩٢۔

والوں کی نظروں سے آپ کی ڈاڑھیں چھپادوں تو آپ نے فرمایا: اے اماں! آپ جانے اور یہ کام چنانچہ ان کی والدہ نے ان کے لئے بالوں کے یا اون کے دو ٹکڑے کپڑے کے تیار کئے اوران دونوں کو حضرت یحییٰ کے دونوں رخساروں پر چمٹا دیا تو جب حضرت یحییٰ علیہ السلام روتے تھے تو ان کے آنسو شدت سے گرتے تھے تو اپنی والدہ کے پاس آتے تھے اور ان کی والدہ ان کے آنسوؤں کو صاف کرتی تھیں اوراپنی آستین سے پونچھ دیتی تھیں۔

[روایت نمبر۴۰۲] حضرت وہیبؒ فرماتے ہیں:

كان يحيى بن زكريا له خطّان في خدّيه من البكاء. فقال له أبوه زكريا: إني انما سألتُ الله ولداً تَقَرُّ به عيني. فقال: يا أَبَه! إن جبريل أخبرني أن بين الجنة والنار مفازة لا يقطعها إلا كلُّ بكّاء.

حضرت یحییٰ بن زکریا کے رونے کی وجہ سے دونوں رخساروں پر دو لکیریں بن گئی تھیں تو ان سے ان کے والد حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے ایسے بیٹے کا سوال کیا تھا جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تو آپ نے فرمایا: اے ابا جان! بے شک جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک میدان ہے اس کو کوئی عبور نہ کر سکے گا مگر ہر رونے والا شخص۔

[روایت نمبر۴۰۳] حضرت معمرؒ فرماتے ہیں:

قال الصبيان ليحيى بن زكريا: انطلق بنا نلعب.

---

(٤٠٢) أورد الثعلبي في عرائس المجالس ص ٣٧٧ حديثًا طويلًا... وفيه.. " .. فقال زكريا لابنه يحيى: ما يدعوك لهذا يا بني؟ إنما سألت ربي أن يَهَبَك لي لتقرَّ بك عيني۔ قال: أنت أمرتني بذلك يا أبت۔ قال: ومتى؟ قال: ألست القائل: إن بين الجنة والنار عقبةً كؤوداً لا يقطعها إلا الباكون من خشية الله تعالى..؟"۔

(٤٠٣) وقد أورده الثعلبي في عرائس المجالس، وفيه:.. ما للّعب خُلِقتُ۔ وقد ورد مرفوعاً إلى الرسول ﷺ۔

قال: أوَ للعب خُلقتم؟ فقال الله: ﴿وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا﴾

بچوں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سے فرمایا: ہمارے ساتھ کھیلنے کے لئے چلئے تو آپ نے فرمایا: کیا تم کھیلنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: وَاٰتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا . [سورۃ مریم:۱۲]

[روایت نمبر۴۰۴] حضرت علی بن ابی الحر فرماتے ہیں:

شَبع يحيى بن زكريا ليلةً شبعةً من خبز شعير، فنام عن جُزئه حتى أصبح. فأوحى الله إليه: يا يحيى! وجدتَ داراً خيراً لك من داري؟ وجِواراً خيراً لك من جِواري؟ وعزتي يا يحيى، لو اطلعتَ إلى الفردوس اطلاعةً، لذاب جسمُك، وزهقت نفسُك اشتياقًا. ولو اطلعتَ إلى جهنم اطلاعةً، لبكيتَ الصديد بعد الدموع، وللبستَ الحديد بعدالمُسوح.

ایک رات جو کی روٹی سے حضرت یحییٰ علیہ السلام سیر ہو کر سو گئے اور اتنی نیند آئی کہ اپنی عبادت کے وقت بھی نیند نہ کھلی حتیٰ کہ صبح ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی اے یحییٰ! کیا آپ نے اپنے لئے کوئی بہترین گھر پا لیا ہے میرے گھر سے بہتر اور میرے پڑوس سے بہتر کوئی پڑوس تلاش کر لیا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم! اے یحییٰ اگر تم ایک مرتبہ فردوس کی طرف جھانک کر دیکھ لو تو تمہارا جسم پگھل جائے اور شوق کے مارے تمہاری جان نکل جائے اور اگر تم جہنم کی طرف ایک مرتبہ جھانک کر دیکھ لو تو آنسوؤں کے بعد پیپ کے ساتھ رووٗ اور بالوں کے لباس کے بعد لوہے کا لباس پہن لو۔

[روایت نمبر۴۰۵] حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

كان يحيى بن زكريا يأكل العشب. وإنْ كان ليبكي من

---

(۴۰۴) حلية الأولياء ۳۳۴/۸۔ وانظر عرائس المجالس للثعلبي ص ۳۷۷۔

خشية الله ما لو كان القار على عينيه لخرقه. وكانت الدموع قد اتخذت مجرىً في وجهه.

حضرت یحییٰ علیہ السلام گھاس کھاتے تھے، بوٹیوں کے پتے کھاتے تھے اور اللہ کے خوف سے اس طرح روتے تھے کہ اگر تارکول بھی آپ کی آنکھوں پر ہوتا تو اس کو بھی آنسو پھاڑ کر نکل جاتے جبکہ آنسوؤں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے چہرے پر جھریاں ڈال دی تھیں۔

[روایت نمبر ۴۰۶] حضرت جعفر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی ہمیں بیان کیا:

بُلِّغنا أن إبليس ظهر ليحيى بن زكريا نبيِّ الله ﷺ، فقال له يحيى: يا إبليس ما هذه المعاليق التي أرى عليك؟ قال: هذه الشهوات التي أصيب... كل يوم. قال: فهل لي فيها شيء؟ قال: ربما شبعت فثقلناك عن الصلاة، وعن الذكر. قال: فهل... قال: لا. قال: لله عليَّ أن لا أملأ بطني من طعام أبداً. قال إبليس: و لله عليَّ أن لا أنصح مسلمًا أبداً.

کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ابلیس لعین حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوا تو اس سے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے پوچھا اے ابلیس! یہ کنڈیاں کس چیز کی ہیں جو میں تیرے اوپر دیکھ رہا ہوں تو اس نے کہا یہ خواہشات ہیں جن کے ذریعے میں روزانہ لوگوں کو گرفتار کرتا ہوں تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا

(٤٠٦) ويلاحظ القارئ أن الحديث التالي الذي أورده الثعلبي في عرائس المجالس ص ٤٢ مرفوعاً، يشبه ما أورده ابن أبي الدنيا،
وقد أورد الطرف الأول فيه البيهقي في السنن الكبرى ١٨٦/١٠، أي إلى قوله: "..... ولم يهم بخطيئة" وهو من رواية ابن عباس رضي الله عنهما مرفوعاً۔ وأشار الهيثمي إلى روايات عديدةو خرَّجها في مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ٢١٢/٨۔ وانظر الطرف الأول منه – كذلك– في مسند الإمام أحمد ٢٥٤/١، ٢٩٢، ٣٠١۔

میرے لئے بھی اس کے اندر کوئی کنڈی ہے کہا کہ جب کبھی آپ سیر ہو کر کھانا کھاتے ہیں تو ہم آپ کو نماز اور ذکر کے لئے بوجھل کر دیتے ہیں پوچھا کیا اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں تو شیطان نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا: کہ اللہ کے لئے میرے ذمہ ہو گیا کہ میں کبھی بھی کھانے سے اپنے پیٹ کو سیر نہیں کروں گا تو ابلیس نے کہا مجھ پر بھی خدا کی قسم ہے کہ میں کبھی کسی مسلمان کو نصیحت نہیں کروں گا۔ (صحیح بات نہیں بتاؤں گا)۔

[روایت نمبر ۴۰۷] حضرت سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں:

أن يحيى بن زكريا كان لا يأكل شيئاً مما مسّ أيدي الناس، مخافة أن يكون دخله ظلم، وأنه إنما كان يأكل من نبات الأرض، ويلبس من ..... وأنه لما حضرته الوفاة، قال الله لملك الموت: اذهب إلى ذلك الروح الذي في ذلك الجسد الذي لم يعمل خطيئة قط ولم يَهُمَّ بها، فاقبضه.

کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کوئی ایسی چیز نہیں کھاتے تھے جس کو لوگوں کے ہاتھ لگے ہوں اس خوف سے شاید اس پر ظلم کا کوئی دخل ہو بلکہ وہ زمین کی نباتات میں سے کھاتے تھے (اور اپنے ہاتھ سے بنا ہوا لباس پہنتے تھے) جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اللہ نے ملک الموت سے فرمایا: اس روح کے پاس جاؤ جو ایسے بدن میں ہے جس نے کبھی خطا کا کام نہیں کیا اور نہ ہی کبھی خطا کا ارادہ کیا ہے اس روح کو قبض کر کے لے آؤ۔

[باب 21]

فرشتوں کے رونے کی حکایات

[روایت نمبر ۴۰۸] حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے وہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ

أنـه سـأل جبريـل: مـا لـي لا أرى ميكـائيل يضحک؟ قال جبريل: ما ضحک ميكائيل منذ خُلقت النار!

حضور اقدس ﷺ نے حضرت جرائیل علیہ السلام سے پوچھا کیا بات ہے کہ میں نے میکائیل کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ تو حضرت جرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے میکائیل کبھی نہیں ہنسے۔

[روایت نمبر ۴۰۹] حضرت ابراہیم بن مخلد بن زیدؒ سے مروی ہے:

أن الـنبـيَّ علـيـه الـصـلاة والسلام قـال لجبريل: لا تأتيني إلا

(۴۰۸) رواه الإمام أحمد في المسند ۳/۲۲٤ بلفظ: "... عن رسول الله ﷺ أنه قال لجبريل عليه السلام: ما لي لم أر ميكائيل ضاحكاً قط؟ قال: ما ضحك ميكائيل منذ خلقت النار۔
قال الإمام المنذري: رواه أحمد من رواية إسماعيل بن عياش، وبقية رواته ثقات۔ الترغيب والترهيب ٤/٤٦٠-٤٦١۔

(۴۰۹) أورده في كنز العمال بلفظ: "جاء ني جبريل وهو يبكي، فقلت له: ما يبكيك؟ قال: ما جفت لي عين منذ خلق الله جهنم مخافة أن أعصيه فيلقيني فيها ۳/۱٤٥ رقم (٥٨٩٦)، ذكر أن البيهقي رواه في شعب الإيمان، عن أبي عمران الجوني مرسلًا۔

وأنت صارٌّ بين عينيک.

قال: إني لم أضحک منذ خُلقت النار.

کہ حضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا آپ میرے پاس آتے ہیں تو ماتھے پر بل ڈالا ہوتا ہے فرمایا: جب سے جہنم پیدا کی گئی ہے میں کبھی نہیں ہنسا۔

[روایت نمبر۴۱۰] حضرت بکر العابدؒ فرماتے ہیں:

قت لجليس لابن أبن ليلى: أتضحک الملائكة؟ قال: ما ضحک مَنْ دون العرش منذ خلقت جهنم.

میں نے بکر العابد کے ایک ہم نشین سے پوچھا کیا فرشتے بھی ہنستے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: جب سے جہنم پیدا کی گئی ہے تو عرش سے نیچے والے فرشتے کبھی نہیں ہنسے۔

[روایت نمبر۴۱۱] حضرت زیاد بن ابی حبیبؒ فرماتے ہیں کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ

أنه بلغه أن مِنْ حملة العرش مَنْ يجيء مِنْ عينيه أمثال الأنهار من البكاء، فإذا رفع رأسه قال: سبحانک ما تُخْشى حق خشيتک. قال الله تعالى ذكره: لكن الذين يحلفون باسمي كاذبين لا يعلمون ذلک.

عرش کے اٹھانے والوں میں سے کچھ فرشتے وہ ہیں جن کی آنکھوں سے دریاؤں کے برابر رونے کے آنسو جاری ہوتے ہیں (کیونکہ ان کے جسم بہت بڑے ہیں) پھر جب وہ اپنا سر اٹھاتے ہیں تو یہ کہتے ہیں:

سبحانک ما تخشى حق خشيتک.

آپ کی ذات پاک ہے، آپ سے ویسے نہیں ڈرا گیا جیسا کہ آپ سے ڈرنے کا حق تھا اللہ تعالیٰ ان کو فرماتے ہیں لیکن جو لوگ میرے نام کی جھوٹی

قسمیں کھاتے ہیں وہ اس حق خشیت کو نہیں مانتے۔

[روایت نمبر ۴۱۲] حضرت ابوفضالہ اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ

إن لله ملائكة لم يضحك أحدهم منذ خُلقت النار، مخافة أن يغضب عليهم فيعذِّبهم.

جب سے جہنم کو پیدا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے کوئی نہیں ہنسا اس خوف سے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو اور جہنم سے ان کو عذاب دے۔

[روایت نمبر ۴۱۳] یوسف اور لقمان دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے:

بلغنا أن رسول الله ﷺ قال:

لما عُرج بي، فكنت في السماء الرابعة سمعتُ دوياً، فقلت: يا جبريل! ما هذا الدوي أسمع؟ قال: هذا بكاء... على أهل الذنوب من أمتك.

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تھی تو میں چوتھے آسمان پر تھا تو کچھ بھنبھناہٹ کی آواز سنی میں نے پوچھا اے جرائیل! یہ بھنبھناہٹ کی آواز کس کی ہے جو میں سن رہا ہوں۔ فرمایا: یہ رونے کی آواز ہے جو فرشتے آپ کی امت کے گناہ گاروں پر رو رہے ہیں۔

[روایت نمبر ۴۱۴] حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لما كان ليلة أُسري بي، رأيت جبريل كالحِلْس البالي ملقى،

(٤١٤) رواه الديلمي في "الفردوس بمأثور الخطاب" ٤٢٧/٣ بلفظ: "لما كن ليلة أُسري بي، مررتُ بالملأ الأعلى، وجبريل عليه السلام كالجالس الباكي من خشية الله عزوجل".
وقد نقل عنه في كنز العمال ١٤٥/٣ رقم (٥٨٩٧) بلفظ "كالحلس البالي" بدل "كالجالس الباكي" كما في رواية ابن أبي الدنيا۔

من خشية الله.

جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا اللہ کے خوف سے گری ہوئی سوکھی ٹہنی کی طرح تھے۔

[روایت نمبر ۴۱۵] حضرت یزید الرقاشیؒ فرماتے ہیں:

إن لله ملائكة حول العرش يُسَمُّون... أعينهم مثل الأنهار إلى يوم القيامة، يَميدون كأنما تنفُضهم الريح من خشية الله. فيقول لهم الرب: يا ملائكتي ماالذي يُخيفكم وأنتم عندي؟ فيقولون: يا رب! لو أن أهل الأرض اطلعوا - وعزتك وعظمتك - على ما اطلعنا عليه، ما أساغوا طعاماً ولا شراباً، ولا أنسوا في فُرشهم، ولخرجوا في الصحارى يخورون كما تخور البقر!

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو عرش کے آس پاس ہیں ان کے نام یہ ہیں:

....

ان کی آنکھیں دریاؤں کی طرح قیامت کے دن تک خدا کے خوف سے آنسو بہاتی رہیں گی وہ اس طرح سے ہل رہے ہیں گویا کہ ہوا ان کو خوف خدا سے گرادے گی تو اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں: اے میرے فرشتو! تم کس بات سے ڈرتے ہو جب کہ تم میرے پاس ہو تو وہ کہتے ہیں یا رب! اگر زمین والے جھانک کر دیکھ لیں آپ کی عزت کی قسم! جس کو ہم نے جھانکا ہے نہ تو ان کے گلے سے کھانا اترے اور نہ پانی اور نہ وہ اپنے بستروں میں انس حاصل کریں البتہ صحراؤں میں بیلوں کی طرح آواز نکالتے ہوئے نکل جائیں۔

[باب 22]

رونے والوں کی مجموعی حکایات

[روایت نمبر ۴۱۶] حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

رأيتُ عمر بن الخطاب البكّاء، وهو يصلي، حتى سمعت خنينه من وراء ثلاثة صفوف.

میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو خوب روتے ہوئے دیکھا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ میں نے ان کے رونے کو تین صفیں پیچھے سے سنا تھا۔

[روایت نمبر ۴۱۷] حضرت علقمہ بن وقاص فرماتے ہیں:

صليت خلف عمر بن الخطاب، فقرأ سورة يوسف، فكان إذا أتى على ذكر يوسف، سمعتُ نشيجه من وراء الصفوف.

میں نے حضرت عمر بن خطاب کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے سورۃ یوسف پڑھی جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ذکر پر پہنچے تو میں نے ان کے رونے کی آواز کو صفوں کے پیچھے سے سنا۔

[روایت نمبر ۴۱۸] حضرت ابو معمرؒ فرماتے ہیں

أن عمر قرأ.... فسجد، ثم قال: هذا السجود! فأين البكي أو البُكِيُّ؟

(٤١٦) حلية الأولياء ١/٥٢۔

(٤١٧) الكتاب المصنف لابن أبي شيبة، رقم (١٧٣٧٩) - ١٤/٨۔ ورقم (١٧٣٧٦)- ١٤/٧، وأورد قريباً منه قدامة في كتاب الرقة والبكاء، عند الحديث عن عمر رضي الله عنه۔

کہ حضرت عمرؓ نے قراءت کی پھر سجدہ کیا اور پھر فرمایا: یہ تو سجدہ ہوا لیکن رونا کہاں ہوا۔

فائدہ: یعنی سجدے کے ساتھ رونا بھی چاہئے اور خشوع اور خضوع والی حالت بارگاہ خداوندی میں پیش کرنی چاہئے۔

[روایت نمبر ۴۱۹] حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:

أنه دخل على عمر و بين يديه مال، فنَشَج حتى اختلفت أضلاعه؛ ثم قال: وددت أني أنجو منه كَفافاً، لا لي، ولا علي.

کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لے گئے جبکہ حضرت عمرؓ کے سامنے کچھ مال پڑا ہوا تھا اور حضرت عمرؓ اس کو دیکھ کر رو رہے تھے حتیٰ کہ اس رونے سے آپ کی پسلیاں گھٹنے لگیں پھر فرمایا: کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں برابر سرابر چھوٹ جاؤں نہ مجھے انعام ملے اور نہ میری اس پر گرفت ہو۔

[روایت نمبر ۴۲۰] حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

طلبني عمر، فأتيته، فإذا بين يديه نِطَعٌ عليه الذهب منقور، فقال: اذهب فاقسم هذا بين قومك؛ و اللهُ أعلم حين حَبَسَ هذا عن نبيّه وعن أبي بكر، ألخيرٍ أعطاني أم لشرٍّ.

قال: ثم سمعتُ البكاء، فإذا صوتُ عمر يبكي، ويقول في بكائه: كلا والذي نفسي بيده ما حبس الله هذا عن نبيّه وعن أبي بكر لشرٍّ لهما، وأعطاهُ عمرَ إرادةَ الخيرِ به.

کہ مجھے حضرت عمرؓ نے بلایا تو میں ملنے کے لئے گیا تو آپ کے سامنے ایک چمڑا بچھا ہوا تھا جس پر نشان لگا ہوا سونا پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: کہ اس کو لے جاؤ اور اپنی قوم میں تقسیم کر دو اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس مال میں کیا مجھے یہ مال خیر کی بنیاد پر عطا فرمایا ہے یا شر کی بنیاد پر پھر حضرت عمر

رونے لگے اور اونچی آواز کے ساتھ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے ہرگز نہیں مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے اور حضرت ابوبکر سے اس مال کو کسی شر کی وجہ سے نہیں روک رکھا تھا اور اللہ نے عمر کو یہ مال خیر کے ارادے سے عطا فرمایا۔

فائدہ: یعنی حضور ﷺ اور ابوبکر کے زمانے میں فتوحات کی سونے چاندی جواہرات کی وسعت نہیں تھی بلکہ انہوں نے اپنے زمانہ نبوت اور زمانہ خلافت کو تنگی میں گزارا تھا جب حضرت عمر کی فتوحات دور دور تک پھیل گئیں اور ہر طرح کے خزانے حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہونے لگے جس پر حضرت عمرؓ نے اپنے اس احساسات کے ساتھ کہا تھا:

[روایت نمبر ۴۲۱] حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں:

لمَّا ورد عمرُ الشامَ، فصُنع له طعام لم يَرَ قبله مثلَه فلما ... قال: هذا... في الفقراء المسلمين والذين كانوا ... الجنة ... لقد بانوا بوناً....

جب حضرت عمرؓ شام کی طرف گئے تو ان کے لئے کھانا تیار کیا گیا ایسا کھانا حضرت عمرؓ نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا جب یہ کھانا آپ کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کے فقراء اور مساکین زیادہ حاجت مند ہیں اور وہ جنت میں چلے گئے اور اس کھانے سے دور رہے۔

[روایت نمبر ۴۲۲] حضرت عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ان کے والد فرماتے ہیں:

جاء قوم إلى عمر يشكون الجَهْد، فأرسل عينيه بأربع، ورفع يديه فقال: اللهم لا تجعل هلكتَهم على يدي. وأمر لهم بطعام.

کچھ لوگ حضرت عمر کے پاس آئے اپنی پریشانی کا اظہار کر رہے تھے تو

حضرت عمر کی آنکھوں کے چاروں کونوں سے آنسو نکلنے لگے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی:

(اے اللہ ان کی ہلاکت میرے ہاتھوں سے نہ فرمانا)۔

پھر ان کے لئے کھانا مہیا کرنے کا حکم فرمایا۔

[روایت نمبر ۴۲۳] حضرت ابن عیاش کے آزاد کردہ غلام حضرت زیادہ فرماتے ہیں:

لو رأيتني ودخلتُ على عمر بن عبدالعزيز في ليلة شاتية، وفي بيته كانون، وعمر على كتابه، فجلستُ أصطلي على الكانون، فلما فرغ من كتابه، مشى إليَّ عمرُ حتى جلس معي على الكانون، وهو خليفة، فقال: زياد بن أبي زياد؟

قلت: نعم يا أمير المؤمنين.

قال: قُصَّ عليَّ.

قلت: ما أنا بقاصّ.

قال: فتكلم.

قال: قلت: زياد؟ وما له؟ لا ينفعه من دخل الجنة إذا دخل النار، ولا يضرُّه غداً مَنْ دخل النار إذا دخل الجنة.

قال: صدقت و الله، ما ينفعك من دخل الجنة إذا دخلت النار، ولا يضرُّك من دخل النار إذا دخلت الجنة.

قال: فلقد رأيتُ عمر يبكي حتى أطفأ الجمر الذي في الكانون.

اگر تم مجھے دیکھ لیتے جب میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس سخت ٹھنڈی رات میں حاضر ہوا جب ان کے کمرے میں آگ کی انگیٹھی رکھی ہوئی تھی اور حضرت عمر کچھ لکھ رہے تھے تو میں اس انگیٹھی پر آگ تاپنے بیٹھ گیا

جب وہ اپنے لکھنے سے فارغ ہوئے تو میرے پاس تشریف لائے حتیٰ کہ میرے پاس اس انگیٹھی پر بیٹھ گئے جب کہ وہ خلیفہ ہی تھے تو آپ نے کہا زیاد بن ابی زیاد کہتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں اے امیر المؤمنین!

توامیر المؤمنین نے کہا اپنا قصہ بیان کرو۔

میں نے کہا میں قصہ بیان کرنے والا نہیں ہوں۔ فرمایا: اچھا بات کرو تو میں نے کہا زیاد اور زیاد کے لئے کیا ہے؟ اگر زیاد جہنم میں داخل ہو گیا تو اس کو جنت میں داخل ہونے والے کوئی نفع نہ پہنچا سکیں گے اور اگر زیاد جنت میں داخل ہو گیا تو جہنم میں داخل ہونے والے لوگ کل کو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: خدا کی قسم! تم نے سچ کہا ہے جب تو جہنم میں داخل ہوا تو تجھے جنت میں داخل ہونے والے کوئی نفع نہیں دے سکیں گے اور جب تو جنت میں داخل ہوا تو جہنم میں جانے والے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا وہ رو رہے تھے حتیٰ کہ وہ انگارہ جو انگیٹھی کے اندر تھا اس کو آپ کے آنسوؤں نے بجھا دیا۔

[روایت نمبر ۴۲۴] حضرت ولید بن مسلم نے فرمایا:

سمعت رجلًا يحدِّث الأوزاعي، عن جِسَر بن الحسن قال: ذاكرنا عمر بن عبدالعزيز شيئاً مما كان فيه، فبكى، حتى رأينا خلَلَ الدم في الدموع، فقال الأوزاعي: قد ... عن البكاء عن داود فمن دونه، فما بلغنا أن أحداً صار إلى هذا غير عمر بن عبدالعزيز!

میں نے ایک آدمی کو سنا جو امام اوزاعیؒ سے روایت کر رہا تھا وہ حضرت جسر بن حسن سے وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں جس حالت میں وہ تھے مذاکرہ کیا تو وہ رو پڑے حتیٰ کہ ہم نے آنسوؤں میں کچھ خون بھی ملا ہوا نکلتے ہوئے دیکھا تو امام اوزاعیؒ نے فرمایا: یہ رونے کے واقعات

حضرت داود علیہ السلام اور ان کے بعد کے منقول چلے آ رہے ہیں۔
لیکن ہمیں عمر بن عبد العزیزؒ سے زیادہ رونے کی باتیں کسی اور سے نہیں پہنچیں۔
[روایت نمبر ۴۲۵] حضرت میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں:

قرأ عمر بن عبد العزيز ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾، فبكى، ثم قال: ﴿زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾: ما أرى المقابر إلا زيارة، ولا بدَّ لمن يزورها أن يرجع إلى الجنة، أو إلى النار.

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ سورت پڑھی تو رونے لگے پھر فرمایا: حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ میں قبر کو نہیں دیکھتا مگر عبرت کے لئے اور جو قبروں کو دیکھا کرتا ہے اس کے لئے ضروری ہے یا وہ جنت کی طرف جائے گا یا جہنم کی طرف۔

[روایت نمبر ۴۲۶] حضرت مقاتل بن حیانؒ فرماتے ہیں:

صليتُ خلف عمر بن عبد العزيز، فقرأ: ﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ﴾، فجعل يكرِّرها، لا يستطيع أن يُجاوزها.

میں نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ. پھر اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے اس سے آگے گزرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

[روایت نمبر ۴۲۷] حضرت ابو عمران الجونیؒ فرماتے ہیں:

ترى هذا السواد الذي في .... قالت: أثر دموع أبيک، قلت له: يا أبا عمران – وكان أبوه يكنى أبا عمران – كم تبكي؟ قالت: فيقول: دعيني، دعيني، فإني لا أدري بما يختم لي.

مجھے میری والدہ نے بیان کیا یہ کالا نشان دیکھ رہے ہو پھر فرمایا: یہ آپ کے والد کے آنسوؤں کے نشانات کا اثر ہے میں نے تمہارے والد سے کہا تھا اے

ابوعمران! (کیونکہ ان کے والد کی کنیت بھی ابوعمران تھی) تم کب تک روتے رہو گے؟ تو وہ فرماتے تھے مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ و مجھے نہیں معلوم کہ میری زندگی کا خاتمہ کس کیفیت پر ہوگا۔

[روایت نمبر ۴۲۸] حضرت عنبسہ الخواصؒ فرماتے ہیں:

بلغني أن محمد بن واسع كان يجعل ﴿هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ﴾ ورداً، يردّدها ويبكي.

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت محمد بن واسعؒ

هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ.

کو بطور ورد کے پڑھا کرتے تھے اور اس کو بار بار دہراتے تھے اور روتے تھے۔

هذا آخر كتاب الرقة والبكاء

وصلى الله على مَنْ به هُدينا محمد وعلى آله وسلّم كثيراً

قصص الانبیاء
کتاب الورع
دفاع اسلام
فضائل غربت
فضائل مصائب وامراض
دوزخ کے انگارے
جہنم کے خوفناک مناظر
محدثین صحابہ کرام
مشاہیر علماء اسلام
خوف خدا
ازواج النبی
زیارت النبی
تفسیر مبہمات القرآن